جلد 6

ایک عظیم علمی شاہکار

جدید موضوعات پر مشتمل علمی، فکری، اصلاحی خطبات کا نادر مجموعہ

خطباتِ شیخوپوری

افادات

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری شہید رحمۃ اللہ علیہ

تقریظ

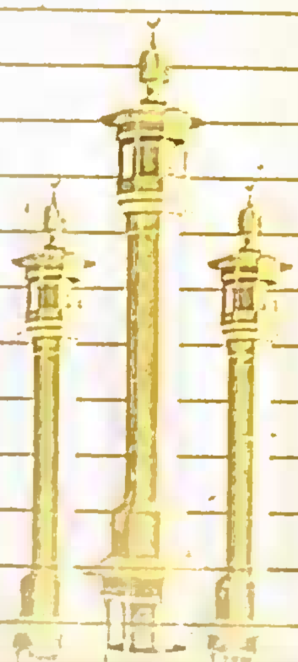
شیخ الحدیث

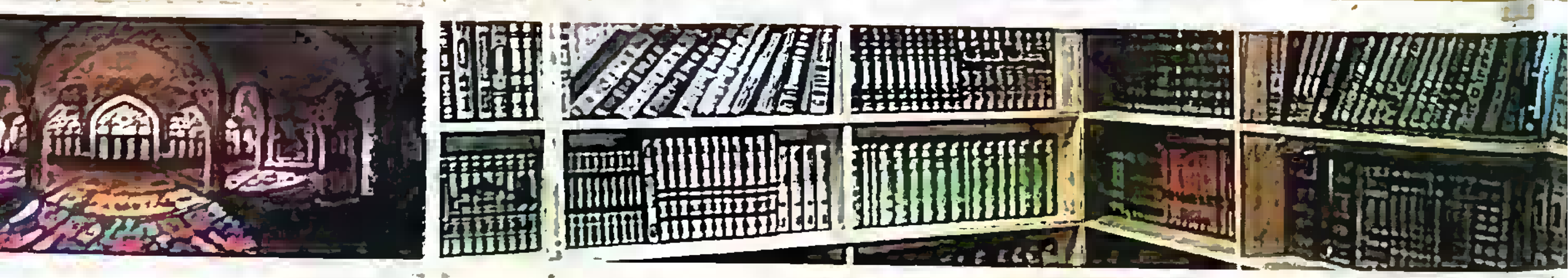
حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ

صدر وفاق المدارس پاکستان

جمع و ترتیب

مولانا اشفاق احمد





مکتبہ عمر فاروق

ایک عظیم علمی شاہکار

جدید موضوعات پر مشتمل علمی، فکری، اصلاحی خطبات کا نادر مجموعہ

خطباتِ شیخوپوری

جلد 6

افادات

داعیٔ قرآن، مفسرِ قرآن

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری شہید رحمۃ اللہ علیہ

تقریظ

شیخ الحدیث

حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ

صدر وفاق المدارس پاکستان

جمع وترتیب

مولانا اشفاق احمد

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

مکتبہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

4/491 شاہ فیصل کالونی کراچی

Tel: 021-34604566 Cell: 0334-3432345

نام کتاب .... خطباتِ شیخوپوری
ازافادات .... حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری رحمہ اللہ
اشاعتِ اول .... نومبر 2015ء
تعداد 1100
طابع .... القادر پرنٹنگ پریس کراچی
ناشر .... مکتبہ عمر فاروق 4/491 شاہ فیصل کالونی کراچی
021-34604566 Cell: 0334-3432345
ای میل .... Mfarooq12317@yahoo.com
maktabaumarfarooq@gmail.com

قارئین کی خدمت میں

کتاب ہذا کی تیاری میں تصحیح کتابت کا خاص اہتمام کیا گیا ہے، تاہم اگر پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو التماس ہے کہ ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں ان اغلاط کا تدارک کیا جاسکے۔ جزاکم اللہ

ملنے کے پتے

مکتبہ معارف القرآن ۔ احاطہ دارالعلوم کورنگی کراچی 021-35031565
دارالاشاعت ، اردو بازار کراچی 021-32631834
سعدی اسلامی کتب خانہ گلشن اقبال نمبر ۲ کراچی 0333-2305791
اسلامی کتب خانہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی 021-34927159
مکتبہ لدھیانوی علامہ بنوری ٹاؤن کراچی 021-34130020
قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی 021-32212220
مکتبہ رشیدیہ ، سرکی روڈ کوئٹہ 081-2662263
کتب خانہ رشیدیہ ، راجہ بازار راولپنڈی
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار فیصل آباد 041-2631204
مکتبہ رحمانیہ ، اردو بازار لاہور 042-37224228
مکتبہ سید احمد شہید ، اردو بازار لاہور
مکتبہ علمیہ ، جی ٹی روڈ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ 092-3630594
مکتبہ عمر فاروق محلہ جنگی قصہ خوانی بازار پشاور
دارالاخلاص محلہ جنگی قصہ خوانی بازار پشاور

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

JAMIA FAROOQIA KARACHI
جامعہ فاروقیہ کراچی



باسمہ سبحانہ

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ خصوصاً علیٰ سید الاولین والآخرین احمد المجتبیٰ ومحمد المصطفیٰ ومن والاہ۔

مولانا اشتیاق احمد امام وخطیب جامع مسجد بلال ناظم آباد نمبر ۲ نے حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری شہید رحمۃ اللہ علیہ کے درس قرآن مجید کے سلسلے کے پر کلام کی اہتمام اور اشاعت کا نظم قائم کر رکھا ہے۔

پہلے انہوں نے "آسان درس قرآن" کے نام سے مولانا شہید کے دروس قرآن کو شائع کیا جو حضرت شہید رح کی حیات ہی میں منظر عام پر آگئے تھے۔

پھر دوسرا سلسلہ ~~شروع کیا~~ "درس کیوں اور کیسے" کو شائع کیا۔

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری شہید رح "القرآن کورس سینٹر" بہادر آباد میں ہر مہینے کے دوسرے اتوار کو درس دیا کرتے تھے جو جدید اور انتہائی فکری موضوعات پر مشتمل ہیں۔

ان دروس میں ۷۰ دروس کمپوز ہو چکے ہیں۔ ان کی اشاعت کا مرحلہ

مولانا محمد اسلم شیخوپوری شہید رح بالکل معذور تھے چلنے پھرنے سے قاصر تھے لیکن وہ آیۃ من آیات اللہ تھے اللہ جل وعلا نے ان سے تفسیر قرآن کریم کی عظیم خدمت کے ساتھ مخلوق کی ہدایت کے لئے بہت کام لیا۔ (وہ بہترین مدرس بھی تھے) (مولانا مرحوم اپنی معذوری کے باوجود دین اسلام کی ترویج خدمات انجام دینے کے لئے بیرون پاکستان مختلف دور دراز ملکوں کے لئے بھی جایا کرتے تھے۔) اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی خدمات کو صدقہ جاریہ بنا کر ان کو ان کے اعزاء واقرباء، اساتذہ اور معاونین ومحبین کو اپنی الٰہ آباد رکھے اجر وثواب عطا فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

مولانا اشتیاق احمد انتہائی خوش نصیب اور قابل رشک ہیں جنکو اللہ تبارک وتعالیٰ نے مولانا شہید رح کی قرآنی خدمات کو مرتب کرنے اور شائع کرنے کی توفیق سے سرفراز فرمایا ہے۔ ان کی ان مساعی کو اللہ پاک حسن قبول عطا فرمائیں، ان کے لئے، ان کے والدین، اعزاء، اساتذہ اور معاونین کے لئے بطور صدقہ جاریہ قبول فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

سلیم اللہ خان خادم جامعہ فاروقیہ کراچی
۲۹ ذی قعدہ ۱۴۳۶ھ
۱۳ ستمبر ۲۰۱۵ء

تقریظ

استاذ المحدثین، یادگارِ اسلاف، مخدوم العلماء صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان
شیخ الحدیث و مہتمم جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی
حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب ادام اللہ ظلہم و فیوضہم



باسمہ تعالیٰ

الحمد للہ و کفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ خصوصا علی سید الاولین
والآخرین احمد مجتبیٰ و محمد ن المصطفیٰ ومن والاہ

مولانا اشفاق احمد امام خطیب جامع مسجد بلال ناظم آباد ۲ نے حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری شہید رحمۃ اللہ علیہ کے درسِ قرآن مجید کے سلسلے پر کام کا اہتمام اور اشاعت کا نظم قائم کر رکھا ہے۔

پہلے انہوں نے "آسان درسِ قرآن" کے نام سے مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ کے دروسِ قرآن کو شائع کیا جو حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ کی حیات ہی میں منظر عام پر آ گئے تھے۔ پھر دوسرا سلسلہ "درسِ قرآن کیوں اور کیسے" کو شائع کیا۔

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری شہید رحمۃ اللہ علیہ "القرآن کورسز سینٹر" بہادر آباد میں ہر مہینے کے دوسرے اتوار کو درس دیا کرتے تھے جو جدید اور انتہائی فکری موضوعات پر مشتمل ہیں۔

ان دروس میں ۶۰ درس کمپوز ہو چکے ہیں ان کی اشاعت کا مرحلہ درپیش ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس مرحلہ کو آسان فرمادیں۔ آمین

مولانا محمد اسلم شیخوپوری شہید رحمۃ اللہ علیہ بالکل معذور تھے، چلنے پھرنے سے قاصر تھے، لیکن وہ آیۃ من آیات اللہ تھے اللہ جل وعلا نے اُن کے تفسیر قرآن کی عظیم خدمت کے ساتھ مخلوق کی ہدایت کے لئے بہت کام لیا، وہ بہترین مدرّس بھی تھے۔ مولانا مرحوم اس معذوری کے باوجود اپنی اصلاحی تربیتی خدمات انجام دینے کے لئے بیرونِ پاکستان مختلف دور دراز ملکوں کے سفر پر جاتے رہتے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اُن کی خدمات کو صدقۂ جاریہ بنا کر اُن کو، اُن کے والدین کو، اعزاء، اقرباء، اساتذہ اور معاونین ومحبین کو ابدالاباد تک اجر وثواب عطا فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

مولانا اشفاق احمد انتہائی خوش نصیب اور قابلِ رشک ہیں جن کو اللہ بزرگ وبرتر نے مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ کی قرآنی خدمات کو مرتب کرنے اور نشر کرنے کی توفیق سے سرفراز فرمایا ہے ان کی مساعی کو اللہ پاک حُسن قبول عطا فرمائیں اُن کے لئے اُن کے والدین، اعزاء، اساتذہ اور معاونین کے لئے بطورِ صدقہ جاریہ قبول فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

سلیم اللہ خان (دستخط)

سلیم اللہ خان

خادم جامعہ فاروقیہ کراچی

۲۹ ذی قعدہ ۱۴۳۶ھ

۱۲ ستمبر ۲۰۱۵ء

تقریظ

حضرت مولانا مفتی عبدالمنان صاحب دامت برکاتہم

نائب مفتی واستاذ جامعہ دارالعلوم کراچی

Muhammad Abdul Mannan محمد عبدالمنان

Naib Mufti & Ustad Jamia Darul-Uloom Karachi نائب مفتی واستاذ جامعہ دارالعلوم کراتشی

Date:13.9.2015. التاریخ ۲۸.۱۱.۱۴۳۶ھ

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ واھل بیتہ اجمعین

امابعد!

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی سورۃ العصر میں ایمان والوں کے اوصاف میں یہ بات ارشاد فرمائی ہے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو حق بات کی تلقین کرتے ہیں، اور صبر کی تعلیم دیتے ہیں۔

ارشادِ ربانی ہے: وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ○ (سورۃ العصر)

اسی طرح حدیثِ مُبارکہ ہے "الدین النصیحۃ" کہ دین سراسر خیر خواہی کا نام ہے ایک اور حدیثِ مبارکہ ہے: "بلغوا عنی ولو آیۃ" میری طرف سے اگر دین کی ایک بات بھی تمہیں معلوم ہو تو آگے دوسروں تک پہنچاؤ"۔

مندرجہ بالا ارشادات سے یہ بات معلوم ہوئی کہ دین کی نشر و اشاعت تمام مسلمانوں کی اجتماعی اور انفرادی ذمہ داری ہے، اور اسی ذمہ داری کے مختلف شعبے درس وتدریس، تصنیف تالف، وعظ اور تبلیغ وغیرہ کو مسلمانوں نے بحسن وخوبی سنبھالا ہے، اور

اپنی اس ذمہ داری سے توفیق اور اپنی استطاعت کے مطابق عہدہ برآ ہونے کی پوری کوشش کرتے ہیں۔

عوامی سطح پر سب سے زیادہ نافع ترین سلسلہ وعظ وتقریر، بیانات وخطبات کا ہے۔ اور اصلاح معاشرہ میں یہ بیانات وخطبات ایک کلیدی حیثیت رکھتے ہیں کیونکہ عام مسلمان جو دینی مدارس میں داخلہ لے کر باقاعدہ علم دین حاصل نہیں کر سکتے وہ زیادہ تر علماء کے بیانات ہی سے فائدہ اٹھاتے ہیں، اس لحاظ سے مستند علماء کے خطبات ایک مؤثر ذریعہ تبلیغ ہیں۔

اسی سلسلہ کی ایک کڑی ''خطبات شیخوپوری'' ہے، جو کہ داعی قرآن حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری شہید رحمۃ اللہ علیہ کے سالہا سال کے خطبات کا قیمتی مجموعہ ہے جو مولانا موصوف کے علمی، فکری، اور اصلاحی کاوشوں کا بہترین نمونہ ہیں۔

مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے مختلف صلاحیتوں سے نوازا تھا، وہ بیک وقت مفسرِ قرآن، کہنہ مشق مدرس اور عوامی سطح کے بہترین خطیب بھی تھے، جن کے اصلاحی، فکری بیانات اور درس قرآن سے بلاشبہ لاکھوں لوگوں نے استفادہ کیا۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ (سورۃ الجمعہ)

مولانا اشفاق احمد صاحب حفظہ اللہ، فاضل جامعہ دار العلوم کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے کہ انہوں نے انتھک کوششوں کے ذریعہ خطبات کے اس مجموعہ کو مرتب کیا، مولانا موصوف کا نام علماء کے حلقے میں محتاج تعارف نہیں ہے، وہ اس سے پہلے بھی مولانا شیخوپوری شہید رحمۃ اللہ علیہ کے درسِ قرآن پر کام کر چکے ہیں اور آسان درسِ قرآن کے نام سے ''عَمّ پارہ'' کی تفسیر اور ''درس قرآن کیوں اور کیسے؟'' شائع کر چکے

ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل میں برکتیں عطاء فرمائے اور مزید علمی کاموں کی توفیق بخشے، آمین۔

مذکورہ خطبات کے حوالے سے یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ یہ درحقیقت عوامی بیانات کا مجموعہ ہے، کوئی باقاعدہ تصنیف نہیں، لہٰذا اس میں تقریری رنگ غالب اور نمایاں نظر آتا ہے، تاہم مجموعی طور پر یہ ایک فکر انگیز خطبات کا مجموعہ ہے جس سے کوئی خطیب مستغنی نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اسے طلبہ، طالبات علماء اور عام مسلمانوں کے لئے نافع بنائے اور مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ کی مغفرت کا ذریعہ بنائے، اور مرتب موصوف کے والدین اور اساتذہ کے لئے ذریعہ نجات بنائے۔

آمین۔۔۔۔ واللہ المستعان

محمد عبد المنان

نائب مفتی: جامعہ دارالعلوم کراچی ۱۴

13/09/2015

عرضِ مرتب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی: اَمَّا بعد!

اِنَّ الدِّیۡنَ عِنۡدَ اللّٰہِ الۡاِسۡلَامُ

(بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اسلام ہی سچا دین ہے)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کی حیات ابدیہ اپنے مبارک دین اسلام میں رکھی ہے۔ خوش قسمت ہے وہ انسان جو دین کی آغوش میں اپنی دنیا کی چندروزہ حیاتِ مستعار گزار کر ہمیشہ کی کامیابیاں پالیتا ہے، صدیوں سے اسلام کا یہ ابدی پیغام پہنچانے کے لئے ہر دور کے پاسبان دین وملت تحریر وتقریر دونوں انداز سے امت کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتے چلے آرہے ہیں۔

دورِ حاضر میں امت مسلمہ جس جدیدیت کے فتنہ کا شکار ہے، ان کا یہ اعتراض زبانِ زدعام ہے کہ اکیسویں صدی کے جدید مسائل پر برسوں پرانے اسلام کی تعلیمات کی تطبیق ناممکن ہے امت کے ایسے ہی سوالات نیز دورِ حاضر کے دوسرے اہم مسائل کا جواب دینے کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی رحمت واسعہ سے داعیِ قرآن، مفسرِ قرآن، واعظ شیریں بیان حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری شہید نَوَّرَ اللہ مَرْقَدَہٗ، جیسی عظیم علمی شخصیت کا انتخاب فرمایا اور ''القرآن کورسز نیٹ ورک'' بہادرآباد، کراچی پاکستان کے اسٹیج سے بھائی محمد الطاف موتی صاحب اوران کی ٹیم کی معاونت سے دورِ حاضر کے نت نئے

جدید موضوعات پر سیر حاصل بیانات کا سلسلہ شروع فرمایا۔ جو 2006ء تا 2012ء تک ہر ماہ کے دوسرے اتوار نہایت تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہوتے رہے۔ انہی بیانات کو محترم جناب بھائی محمد الطاف موتی صاحب معیاری سی ڈیز پر ریکارڈ کر کے افادۂ عام کے لئے پیش فرماتے رہے۔ داعی قرآن حضرت شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کا آخری یادگار بیان ''مسلمانوں کے زوال سے دنیا کو کیا نقصان پہنچا'' مورخہ 13 مئی، 2012ء کو فرمایا اس کے بعد وہ جامِ شہادت نوش فرما کر داعیٔ اُجل کو لبیک کہتے ہوئے اُمت کو سوگوار چھوڑ گئے۔

حضرت شیخوپوری شہید رحمۃ اللہ علیہ کے مخلص اور باوفا دوست برادرِ مکرم جناب محمد شفیق اجمل صاحب حفظہ اللہ جہاں اہل حق کی ترجمان ایک معیاری ویب سائٹ درس قرآن ڈاٹ کام www.darsequran.com پر حضرت کے دروسِ قرآن کریم نشر کرتے رہے، وہیں ان نت نئے موضوعات پر مشتمل بیانات کو بھی نشر کرتے چلے آرہے ہیں اور امت کے نفع کا سامان مہیا کرتے چلے آرہے ہیں۔

تاہم بندہ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے اس علمی ذخیرہ کو تقریر سے تحریر کی شکل میں لانے کا کام حضرت شیخوپوری شہید رحمۃ اللہ علیہ کی دیرینہ خواہش کو سامنے رکھ کر کرنے کے لئے کمربستہ ہوگیا۔ بندہ نے جب کام شروع کیا تو اس وقت بنیادی طور پر پیش نظر ''القرآن کورسز سینٹر'' میں ہونے والے بیانات کا مجموعہ تھا، جس میں سے کچھ بیانات ''ندائے منبر و محراب'' جلد ۷ میں شائع ہو گئے۔ افادۂ عام کے لئے انہیں بھی شامل کرلیا گیا۔

بعد میں حضرت شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ اہم موضوعات پر مشتمل چند دیگر

بیانات دستیاب ہوئے، اکابر اساتذہ اور اپنے رفقاء کی مشاورت سے انہیں بھی خطباتِ شیخوپوری کا حصہ بنادیا گیا۔ اللہ کے فضل وکرم سے ۸۰ بیانات کا مسودہ تیار ہونے کے بعد کمپوزنگ کے مراحل سے بحمد اللہ گزر چکا ہے حضراتِ اکابر اور اساتذۂ کرام زید مجدہم کے مشورہ سے تقریباً ۱۰ جلدوں پر مشتمل خطباتِ شیخوپوری کے نام سے ایک عظیم علمی شاہکار وجود میں آرہا ہے۔

بلاشبہ تمام تر لوازمات کی کماحقہٗ رعایت کرتے ہوئے تقریر سے تحریر کا اسلوب اختیار کرنا مجھ جیسے عاجز انسان کی طاقت سے باہر ہے۔ تاہم بندہ عاجز نے چند امور کا لحاظ رکھا ہے۔

① ۔حتی الوسع حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر کا حقیقی مواد تحریر میں لایا گیا ہے۔

② ۔مکررات کو حذف کر کے تحریر کو آسان اسلوب میں رکھا گیا ہے۔

③ ۔ ہر موضوع پر اٹھنے والے سوالات کا اجمالاً ذکر کیا گیا ہے۔

④ ۔ انہی اجمالی سوالات کو حل کرتے ہوئے اس میں عام فہم ضروری عنوانات کا اضافہ کیا گیا ہے۔

یہ خطباتِ شیخوپوری تقاریر کا مجموعہ ہے جنہیں قلم بند کر کے زیورِ طبع سے آراستہ کرنے میں میرے جن معاونین کا خلوص اور محنت میرے ساتھ رہی ان کا میں تہہ دل سے بے حد ممنون وشکر گزار ہوں جن میں برادر مکرم جناب محمد الطاف موتی صاحب، جناب مولانا خالد محمود صاحب اور جناب بھائی محمد فیاض صاحب (مالک مکتبہ عمر فاروق شاہ فیصل کالونی کراچی) وغیرہ کے نام سرِ فہرست ہیں۔

قابلِ ذکر بھائی محمد فیاض صاحب علم اور علماء کے وہ قدردان شخص ہیں جو میرے حوصلے ''آسان درسِ قرآن'' سے لے کر ''خطبات شیخوپوری'' تک مسلسل بڑھاتے رہے اور میرے اس کام پر بھرپور توجہ اور لگن کا اظہار فرماتے رہے۔ یقیناً ان خطبات کو منظر عام پر لانے کا پہلا سہرا ابھی پھر انہی کے سر سجتا ہوا اچھا لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی تمام مساعیٔ جمیلہ میں ان کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

اور میں بے حد ممنون ہوں اپنے شفیق و مہربان استاذ محترم جناب حضرت مولانا مفتی عبدالمنّان صاحب زید مجدہم (نائب مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی) کا جنہوں نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود نظر ثانی فرما کر بعض جگہ تصحیح فرمائی اور دعاگو ہوں کہ اللہ تعالیٰ حضرت شیخوپوری شہید رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے تمام متوسلین حضرات اساتذۂ کرام، والدین اور میرے تمام معاونین کے لئے اس کتاب کو ذریعہ نجات اور ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین

تقبل اللہ منّا و ممّن سعٰی فیہ۔ آمین

دعاگو و دعاجو

بندہ مولانا اشفاق احمد عفا اللہ عنہ

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی
امام و خطیب جامع مسجد بلال
ناظم آباد نمبر ۲ کراچی
0321-2343648

اجمالی فہرست

برائے

خطباتِ شیخوپوری

صفحات	موضوعات	نمبر شمار
۴۳	قرآن فہمی کی ضرورت اور اہمیت	۱
۶۹	فہم قرآن سیمینار لاہور	۲
۸۹	عظمت قرآن	۳
۱۲۵	عظمت قرآن وحقوق قرآن	۴
۱۴۱	مسلمانوں پر قرآن کریم کے حقوق	۵
۱۶۹	قرآن خیرِ کثیر	۶
۱۹۹	نزولِ قرآن کی رات	۷
۲۳۱	نورِ ہدایت	۸
۲۶۷	قرآن اور سائنس	۹
۲۸۹	فرقہ واریت اور قرآن	۱۰
۳۱۳	جہاد سے متعلق قرآنی آیات پر اہلِ مغرب کی تشویش کیوں؟	۱۱
۳۵۳	کیا قرآن آسان ہے؟	۱۲

اجمالی عنوانات برائے موضوعات

قرآن فہمی کی
ضرورت واہمیت

- ......قرآن کریم کی خصوصیات کیا کیا ہیں؟
- ......قرآن کریم کا کمال
- ...... اصلی کتاب کون سی ہے؟
- ......قرآن کریم کا انقلاب کیسے برپا ہوا؟
- ......قرآن کریم بیان کرنے والوں کے ساتھ کیا افسوس ناک سلوک کیا گیا؟
- ......حالات کی نزاکت اور ہماری ذمہ داری

اجمالی عنوانات برائے موضوعات

فہم قرآن سیمینار لاہور

۞......بے شمار نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت کیا ہے؟

۞......کیا انسان حیوانوں/جانوروں سے بھی بدتر ہو سکتا ہے؟

۞......تبدیلی قرآن کا خطرناک مطالبہ نیا ہے یا پرانا؟

۞......قرآن کریم کی حفاظت کس کے ذمے ہے؟

۞......اغیار کے پاس کچھ محفوظ نہیں جبکہ مسلمانوں کے پاس سب کچھ محفوظ ہے۔

۞......قرآن کریم کا مصنف کون ہے؟

اجمالی عنوانات برائے موضوعات

عظمت قرآن

- ……مبارکباد کے حقیقی مستحق کون ہیں؟
- ……قرآن کریم کی انوکھی خصوصیات کیا کیا ہیں؟
- ……دنیا کا واحد کلام جس کے حفّاظ دنیا کے کونے کونے میں ہیں وہ کون سا ہے؟
- ……سچے عاشق قرآن کون تھے؟
- ……سب سے بڑے خوش نصیب کون ہیں؟
- ……حضور ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ کون سا ہے؟
- ……مغربی اور اسلامی تہذیب میں کیا فرق ہے؟

اجمالی عنوانات برائے موضوعات

عظمت قرآن وحقوق قرآن

۞......قرآن کی روشنی میں قرآنِ کریم کے کتنے حقوق ہیں؟

۞......ان تمام حقوق کو کیسے ادا کیا جاسکتا ہے؟

۞......جرمنی کے عیسائیوں کی حیرت انگیز تحقیق کیا ہے؟

اجمالی عنوانات برائے موضوعات

مسلمانوں پر قرآن کریم کے حقوق

- ......مسلمانوں پر قرآن کریم کے کون سے حقوق ادا کرنالازمی ہیں؟
- ......دلوں کی سختی کیسے دور ہوسکتی ہے؟
- ......کیا چند روزہ تراویح سے قرآن کریم کا حق ادا ہوجاتاہے؟
- ......شبینہ میں فوائداور نقصانات کاتناسب کیاہے؟
- ......حقوق کے حوالے سے قرآن کریم اس ماہ مبارک میں ہمیں کیاپیغام دیتاہے؟

اجمالی عنوانات برائے موضوعات

قرآن خیر کثیر

۞......خیر کثیر سے کیا مراد ہے؟

۞......منکرین قرآن کے لئے قرآنی چیلنج

۞......قرآن کا علم سب سے بڑی نعمت ہے۔

۞......اللہ کے خواص کون ہیں؟

۞......عشّاق قرآن کے ایمان افروز واقعات

۞......وہ تین بڑی نعمتیں جن کا ہم شکر ادا نہیں کرسکتے کون سی ہیں؟

اجمالی عنوانات برائے موضوعات

نزولِ قرآن کی رات

۞...... دنیا و آخرت میں عزت عطا کرنے والا کلام کون سا ہے؟

۞......عزت اور ذلت کے اسباب کیا ہیں؟

۞......نزولِ قرآن کی رات کون سی ہے؟

۞......لیلۃ القدر کو عظمت کس وجہ سے ملی؟

۞......لیلۃ القدر کی رات کون سی ہے؟

اجمالی عنوانات برائے موضوعات

نورِ ہدایت

- ......مثالوں کے ذریعے ہدایت کا سامان
- ......انبیاء کے نور ہونے سے کیا مرا ہے؟
- ......قلب مومن آشیانہ خداوندی ہے۔
- ......قرآن وصاحبِ قرآن کی تعلیمات مشعل راہ ہیں۔
- ......ایمان کی دعوت کی اہمیت۔

اجمالی عنوانات برائے موضوعات

قرآن اور سائنس

۞...... کیا قرآن اور سائنس کا موضوع ایک ہے؟

۞...... کیا قرآنی حقائق کو سائنس کے ترازو میں تولنا ضروری ہے؟

۞...... کیا صرف سائنس کے ذریعے حق کی پہچان ممکن ہے؟

۞...... کیا جدید سائنسی ایجادات و انکشافات قرآن کریم میں عمیق غور وفکر کی دعوت دیتے ہیں؟

اجمالی عنوانات برائے موضوعات

فرقہ واریت اور قرآن

- ...... حبل اللہ سے کیا مراد ہے؟
- ...... فرقہ واریت اور اختلاف میں کیا فرق ہے؟
- ...... صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا اختلاف کس بنیاد پر ہوتا تھا؟
- ...... آئمہ کرام کی اختلاف کے باوجود آپس میں محبت۔
- ...... مسلمانوں کی طاقت کے دو راز۔
- ...... مسلمانوں کو فتوحات کیسے حاصل ہوئیں۔

اجمالی عنوانات برائے موضوعات

جہاد سے متعلق
قرآنی آیات پر اہل مغرب کی تشویش کیوں؟

- ......کیا جہاد کا حکم صرف قرآن میں ہے؟
- ......جہاد اور دہشت گردی میں کیا فرق ہے؟
- ......مغربی دانشوروں کا دعویٰ کہ ”مسلم علماء آیات جہاد کی تشریح وتعبیر توڑ مروڑ کر اور اپنے مقاصد کے حصول کے لئے کرتے ہیں“ کہاں تک صحیح ہے؟
- ......ہالینڈ کے رکن پارلیمان اور شاتم قرآن Geert Wilders کی توہین قرآن پر مبنی فلم ”فتنہ“ میں جہاد سے متعلق آیات کی من مانی تعبیر کس سازش کی نشان دہی کرتی ہے؟

اجمالی عنوانات برائے موضوعات

کیا قرآن آسان ہے؟

- ......قرآن کے آسان ہونے کا مطلب کیا ہے؟
- ......کیا قرآن ہر اعتبار سے آسان ہے؟
- ......وقت کی نزاکت اور کرنے کا اصل کام کیا ہے؟

تفصیلی فہرست
خطبات شیخوپوری جلد ششم

عنوان	صفحہ نمبر

صفحہ نمبر	عنوان

صفحہ نمبر	عنوان

صفحہ نمبر	عنوان

صفحہ نمبر	عنوان

صفحہ نمبر	عنوان
۳۲۵	جہاد کی چار صورتیں
۳۲۵	پہلی قسم ''جہاد مع النفس''
۳۲۶	دوسری قسم ''جہاد بالعلم''
۳۲۷	سب سے بڑا ہتھیار
۳۲۸	تیسری قسم ''جہاد بالسیف''
۳۲۸	شہید کو شہید کہنے کی وجہ
۳۲۹	اسلام کی تعلیمات اور آپ ﷺ کا عمل
۳۳۰	سب سے بڑا فرق
۳۳۰	دوسرا فرق
۳۳۱	انسانی تاریخ کا عجیب واقعہ
۳۳۲	فلسطینیوں پر ظلم کے پہاڑ
۳۳۳	ہر موقع کا اُسوۂ ونمونہ موجود ہے
۳۳۳	آپ ﷺ کا مثالی درگزر
۳۳۴	جہاد اور دہشت گردی میں فرق
۳۳۵	اہلِ مغرب کی ایک فضا
۳۳۶	اہل مغرب کا طریقہ واردات
۳۳۷	قابلِ تعجب
۳۳۸	دہشت گردی کے اسباب
۳۴۰	دہشت گردی کا خاتمہ یا فروغ

صفحہ نمبر	عنوان

ختم شد

قرآن فہمی کی ضرورت و اہمیت

ازافادات

داعی قرآن، مفسرِ قرآن

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ

جمع وترتیب

مولانا اشفاق احمد

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

مکتبہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

۞......قرآن کریم کی خصوصیات کیا کیا ہیں؟

۞......قرآن کریم کا کمال

۞...... اصلی کتاب کون سی ہے؟

۞......قرآن کریم کا انقلاب کیسے برپا ہوا؟

۞......قرآن کریم بیان کرنے والوں کے ساتھ کیا
افسوس ناک سلوک کیا گیا؟

۞......حالات کی نزاکت اور ہماری ذمہ داری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓ ۝١ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝٢

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمِ

قابل صد احترام علماء کرام، معزز خواتین وحضرات! القرآن کورسز سینٹر کے زیر اہتمام درس قرآن کی جس ماہانہ نشست کا خصوصی اہتمام کیا جارہا ہے آج اس کی افتتاحی تقریب اور پہلا درس ہے، جس کے لیے جو علماء کرام اس وقت آپ کے سامنے اسٹیج پر موجود ہیں ان میں سے (میں بصیرت وحقیقت پسندی کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ) سب سے کمزور شخص کو دعوت دی گئی ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ فتنوں کے اس دور میں اللہ تعالیٰ میرے دل میں، آپ کے دل میں اور ہماری نسل در نسل، در نسل، در نسل کے دلوں میں قرآن کی عظمت بٹھا دے اور کائنات کے آقا حضرت محمد ﷺ کی محبت بٹھا دے۔ (آمین)

وقت کا کوئی حادثہ اور فتنوں کی کوئی آمد ہمیں اس کی عظمت ومحبت سے محروم نہ کر سکے۔ ہم کس زبان میں اپنے مالک کا شکر ادا کریں کہ اس نے ہمیں رشد و ہدایت کے لیے قرآن کریم جیسی بے مثال کتاب عطا فرمائی اور نسبت اور غلامی کے لیے خاتم النبیین، رحمۃ اللعالمین، سید المرسلین، شفیع المذنبین حضرت محمد رسول ﷺ جیسی عظیم ہستی عطا فرمائی۔

قرآن کریم کی خصوصیات

ظاہر ہے انسانوں کی ہدایت کے لیے مختلف زمانوں میں اور مختلف مکانوں میں مختلف کتابیں نازل کی جاتی رہیں، صحیفے آتے رہے، ان میں سے بعض کتابیں متعدد تحریفات اور تبدیلیوں کے ساتھ آج بھی موجود ہیں لیکن قرآن کریم ساری آسمانی کتابوں میں ایسی نمایاں خصوصیات اور امتیازات رکھتا ہے کہ کسی دوسری کتاب کو قرآن کریم کے مقابلے میں پیش نہیں کیا جا سکتا۔ کتابیں تو بے شمار ہیں لیکن الکتاب ایک ہی ہے "ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝" الکتاب (کامل ترین کتاب) جسے ایسا کمال حاصل ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے مقابلے میں کسی دوسری کتاب کو کتاب کہا ہی نہیں جا سکتا۔

قرآن کریم وہ واحد کتاب ہے جو ایک کتاب کے طور پر چودہ سو سال سے موجود ہے، تورات ایک کتاب نہیں ہے، اس کے ساتھ بیسیوں صحیفے ہیں، انجیل ایک کتاب نہیں ہے کم از کم چار انجیلیں ہیں اور ان کے ساتھ کئی لمبے لمبے خطوط ہیں۔ متی کی انجیل، مرقس کی انجیل، یوحنا کی انجیل، لوقا کی انجیل اور بعض کتابوں میں تو ہے کہ انجیلیں سو کے قریب تھیں، آئے دن عیسائیوں میں جھگڑا رہتا تھا کون سی انجیل اصلی ہے، تو ایک موقع پر ان کے مذہبی رہنماؤں

نے، پادریوں نے یوں کیا کہ ساری انجیلوں کو ایک میز پر رکھ کر اُسے زور سے ہلاتے رہے۔ یہاں تک کہ چار کے سوا باقی ساری انجیلیں گر گئیں تو اُن چار انجیلوں کو آسمانی کلام کی حیثیت دے دی گئی، ہندوؤں کی کتاب (جو وید ہیں) ایک نہیں چار ہیں، اگرچہ ان کے ویدوں میں بھی آسمانی کلام ہونے کی کوئی دلیل نہیں لیکن اس کے باوجود وہ ایک وید کو نہیں مانتے، چار ویدوں کو مانتے ہیں، رگ وید، رام وید، یجر وید، اتھر وید۔

قرآن کریم کی زبان زندہ ہے

قرآن کریم وہ واحد کتاب ہے جس کی زبان زندہ، تورات کی زبان عبرانی، انجیل کی زبان یونانی، اوسطا کی زبان پارسی، ویدوں کی زبان سنسکرت، یہ سب زبانیں مردہ ہوچکیں، وہ واحد کتاب جس کی زبان زندہ ہے، لاکھوں نہیں کروڑوں انسان بولتے ہیں، پھر قرآن کریم کی زبان کے زندہ ہونے کا ایک اور پہلو بھی ہے جتنی بھی زبانیں ہیں وقت گزرنے کے ساتھ پرانی اور نامانوس ہونے لگتی ہیں، آپ سو سال پہلے کی اردو زبان دیکھیں اور آج کی اردو زبان دیکھیں، نثر دیکھیں، شاعری دیکھیں، ناول دیکھیں، افسانے دیکھیں، خطوط دیکھیں، آپ کو آج کے دور میں یہ سب کچھ بڑا عجیب محسوس ہوگا۔

وقت کے ساتھ ساتھ ہر زبان بدل گئی

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ (زیادہ عرصہ تو نہیں ہوا آپ کو دنیا سے گئے ہوئے) لیکن آج بہت سے لوگ محسوس کرتے ہیں کہ ان کی لکھی ہوئی تفسیر ''بیان القرآن،، کی زبان ہماری سمجھ میں نہیں آتی، اس کی تسہیل کی ضرورت

ہے، کئی ایسے ہیں کہ ان کی مادری زبان اردو ہے لیکن بہشتی زیور کو سمجھنا ان کے لیے مشکل ہے، بہشتی زیور میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دور کے مطابق خطوط نویسی جو سکھائی ہے، آج خطوط نویسی کا وہ انداز اوپر محسوس ہوتا ہے، اس وقت جو خط لکھے جاتے تھے بعض اوقات دو دو سطروں میں کم از کم ایک سطر میں صرف مکتوب الیہ کا نام، لقب اور دعائیں وغیرہ لکھی جاتی تھیں۔ آج یہ انداز متروک ہو چکا یہ بات صرف اردو زبان تک محدود نہیں دنیا کی ہر زبان کا یہی حال ہے پنجابی کو دیکھیں، پشتو کو دیکھیں، سندھی کو دیکھیں، بلوچی کو دیکھیں، فارسی کو دیکھیں، سو سال پہلے کا ادب، لہجہ اور اسلوب اور تھا اور آج کا اور ہے۔

قرآن کریم کا کمال

کیا یہ قرآن کریم کا کمال نہیں ہے کہ سوا چودہ سو سال گزر گئے لیکن اس کا اسلوب پرانا نہیں ہوا، اس کا لہجہ، اس کا انداز، اس کا ادب، اس کی زبان، اس کا طریقہ اظہار پرانا محسوس نہیں ہوتا، یوں لگتا ہے یہ کتاب تو آج نازل ہوئی ہے، ابھی ابھی، اسی وقت (نازل ہوئی ہے) ایسا لگتا ہے فرعون پہلے نہیں تھا بلکہ آج کے دور میں بھی فرعون چلتے پھرتے دکھائی دیتے ہیں، قارون صرف مصر میں نہیں تھا دنیا کے ہر خطے میں قارون پائے جاتے ہیں، ابوجہل، ابولہب، عبداللہ بن ابی اور ابن سبا جیسے مشرکین، منافقین، دشمنانِ دین، میرے آقا ﷺ کا مذاق اڑانے والے صرف کل ہی نہیں تھے بلکہ آج بھی ہیں (مگر یہ الگ موضوع ہے) اس لحاظ سے قرآن بے مثال کہ اس کی زبان پرانی نہیں ہوئی مردہ نہیں ہوئی۔

قرآن کریم اس اعتبار سے بھی بے مثال کہ دنیا کی واحد کتاب جسے اپنی زبان نزول میں پڑھا جاتا ہے، یہودی انگریزی میں تورات کو پڑھ لیں،

عیسائی انجیل کو انگریزی میں پڑھ لیں تو اسے پڑھنا کہتے ہیں لیکن جان لیجئے! قرآن کریم کو اگر آپ عربی زبان میں پڑھیں گے تو اسے تلاوت کہا جائے گا لیکن کسی اور زبان میں قرآن کو پڑھا جائے گا تو اسے قرآن کی تلاوت نہیں کہا جائے گا۔آپ قرآن کا مطالعہ کر سکتے ہیں،قرآن کا ترجمہ پڑھ سکتے ہیں۔قرآن کی تفسیر پڑھ سکتے ہیں قرآن سمجھ سکتے ہیں اور سمجھنا چاہئے اور دنیا کی کسی بھی زبان میں پڑھ سکتے ہیں،سمجھ سکتے ہیں مطالعہ کر سکتے ہیں لیکن اگر تلاوت کرنی ہوگی تو آپ کو عربی زبان میں تلاوت کرنی ہوگی اسی زبان میں تلاوت کرنی ہوگی جس زبان میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے میرے آقا حضرت محمد رسول ﷺ پر یہ قرآن نازل کیا تھا۔

صرف قرآن کے اصلی ہونے پر مسلمان مطمئن ہیں

آج جب میں قرآن کی تلاوت کرتا ہوں یا کوئی بھی مسلمان تلاوت کرتا ہے اس کا دل مطمئن ہے کہ وہی قرآن پڑھ رہا ہے جو آسمان سے جبرائیل لے کر نازل ہوئے تھے اور وہی قرآن پڑھ رہا ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ کی مبارک زبان سے ادا ہوا تھا، جسے آپ ﷺ راتوں کے سناٹے میں پڑھا کرتے تھے،اور دن کی گہما گہمی میں پڑھا کرتے تھے، جسے آپ ﷺ مکہ کے بازاروں میں سنایا کرتے تھے، جسے آپ نے طائف کے سرداروں کو سنایا، ہم وہی قرآن پڑھتے ہیں۔

اور کوئی قوم یہ دعویٰ نہیں کرسکتی، یہودی دعویٰ نہیں کر سکتے کہ ہم وہی تورات، اُسی لہجے میں، اُسی اسلوب میں، اُسی زبان میں، اُسی انداز میں پڑھ رہے ہیں جس طریقے سے موسیٰ علیہ السلام نے تورات کو پڑھا تھا عیسائی دعویٰ

نہیں کر سکتے وہ وہی انجیل پڑھتے ہیں جو انجیل سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے پڑھی تھی۔

اگر کوئی قرآن کی تلاوت کرنا چاہے گا تو اسے عربی میں تلاوت کرنی ہوگی، لوگوں نے کوشش کی قرآن کی اصلی زبان سے مسلمانوں کا رشتہ توڑ دیا جائے۔ کمال اتاتُرک نے کوشش کی، قرآن عربی میں نہ پڑھا جائے، نماز عربی میں نہ پڑھی جائے، اذان عربی میں نہ پڑھی جائے، اُسے عربوں سے کیا نفرت ہوئی، عربی سے بھی نفرت ہوگئی، ہمیں بھی آج عربوں سے اختلاف ہے، صاف کہتے ہیں لیکن عربی سے اختلاف نہیں ہے، ہمیں ان کی معاشرت سے اختلاف ہے، ان کی سیاست سے، ان کی طرزِ فکر سے اختلاف ہوسکتا ہے۔ لیکن مذہب سے اختلاف نہیں، عربی زبان سے اختلاف نہیں، نماز و اذان سے اختلاف نہیں، روزے سے اختلاف نہیں، مکہ و مدینہ سے اختلاف نہیں، اگر ہم ان چیزوں سے اختلاف کریں تو پھر ہم مسلمان کہاں رہیں گے؟ پھر تو گلیوں میں پھرنے والے کتے بھی ہم سے بہتر ہیں، ہم عربی سے محبت کرتے ہیں، کمال اتاتُرک نے کوشش کی کہ عربی زبان سے مسلمانوں کا رشتہ توڑ دیا جائے، ذرائع ابلاغ و میڈیا وقف کر دیئے اور اس کے لئے قوانین پاس کئے۔

تعجب کی بات

آپ کو تعجب ہوگا یہ سن کر کہ آج دنیا میں سب سے زیادہ تلفظ و تجوید کے ساتھ قرآن پڑھنے والے قاری، جوان، بوڑھے، بچے سب سے زیادہ ترکی میں پائے جاتے ہیں۔ سر توڑ کوشش کے باوجود، ستر سال تک ظالم نے کوشش کی، اس کے جانشینوں نے کوشش کی، لیکن کامیاب نہ ہو سکے، ترکی تو پھر بھی مسلمان تھے، اور وہ کعبہ کے وارث بھی رہے تھے، آپ روس کے مسلمانوں کو دیکھیں (کمال

اتاترک تو جیسا بھی تھا مسلمان ہونے کا دعویدار تھا) روسیوں نے کتنی کوشش کی، کمیونسٹوں نے کتنی کوشش کی کہ قرآن سے عربی کو نکال دیا جائے۔

کمیونسٹوں کی مذہب بیزاری

میں نے طالب علمی کے زمانے میں ایک سفرنامہ پڑھا اس میں سیاح نے لکھا تھا کہ میں روس کے ایک ریلوے اسٹیشن پر اترا میں نے عمارت پر ایک تصویر بنی ہوئی دیکھی، تصویر میں ایک بوڑھے شخص کو دکھایا گیا تھا، سر پر عمامہ، لمبی ڈاڑھی، ضعیفی وکمزوری کا شاہکار، اور اسے ایک نوجوان پیچھے سے ٹھڈا مار رہا تھا اور نیچے لکھا تھا ''ہم نے روس سے خدا کو یوں ٹھڈے مار کر نکال دیا،، مساجد بند، مدارس بند، قرآن کے نسخوں کی اشاعت پر پابندی، قرآن کی تعلیم پر پابندی، عربی زبان بولنے پر پابندی، نماز پڑھنے پر پابندی، لیکن جب روس ٹوٹا تو لوگوں نے دیکھا کہ خدا کو تو روس سے نہ نکالا جاسکا خدا کو نکالنے والے خود نکل گئے، قرآن زندہ رہا، بعض علماء سے سنا (جو نو آزاد مسلم ریاستوں کے دورے پر گئے تھے) کہ وہاں ایک مسلم ریاست نے حفاظت کے درمیان مقابلے کا اہتمام کیا۔ ان کا خیال یہ تھا کہ ستر سال تک کمیونسٹوں کی حکمرانی رہی، قرآن کی تعلیم پر پابندی رہی، یہاں قرآن کا حافظ کہاں سے آئے گا لیکن انہوں نے اعلان کر دیا اور مقابلے میں شرکت کی خواہش رکھنے والے حفاظ کے نام لکھے جانے لگے چند ہی دنوں میں پچیس ہزار حافظوں کے نام درج کر دیئے گئے اور یہ آخری عدد نہیں تھا اس کے بعد منتظمین نے نام لکھنا بند کر دیئے، پابندی کے اس دور میں بھی، اللہ کی کتاب کی تعلیم وتعلم، درس و تدریس، حفظ وناظرہ کا سلسلہ جاری رہا۔

دنیا کی واحد کتاب

عرض یہ کررہا تھا کہ دنیا کی واحد کتاب جسے اپنی زبانِ نزول میں پڑھا جاتا ہے، ایسا بچہ جو قرآن کریم کے ایک لفظ کا معنی نہیں جانتا وہ بھی قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہے، اس کی زبان نزول میں تلاوت کرتا ہے، کوئی پٹھان ہے، کوئی فارسی ہے، کوئی پنجابی ہے، کوئی سندھی ہے، کوئی بلوچی ہے، کوئی افریقی ہے، کوئی انگریز ہے، کوئی روسی ہے، لیکن قرآن کو پڑھتا ہے تو عربی زبان میں پڑھتا ہے، قرآن واحد کتاب ہے، جسے اپنی زبان نزول میں پڑھا جاتا ہے۔

اور قرآن کریم دنیا کی واحد کتاب جسے سب سے زیادہ پڑھا جاتا ہے، دنیا میں کوئی کتاب اتنی نہیں پڑھی جاتی جتنا قرآن کریم کو پڑھا جاتا ہے، گزشتہ دنوں ایک مدرسے کے مہتمم نے بتایا کہ میں نے اپنے مدرسہ کے طلبہ کا جو حساب لگایا کہ جو وہ تلاوت کرتے ہیں شب و روز تو بتایا کہ ہمارے ہاں ایک دن میں ساڑھے چار ہزار قرآن کریم ختم ہوتے ہیں، گویا ایک مہینے میں صرف ایک مدرسے میں ایک لاکھ پینتیس ہزار قرآن کریم ختم ہوتے ہیں اور دنیا میں الحمدللہ (مخالفت کے باوجود) مدارس کا جال بچھتا جارہا ہے، اللہ ترقی دیتے جارہے ہیں، یہ تو ایک مدرسے کا حال ہے، سارے مدارس کا اعداد و شمار اگر لگایا جائے تو میرا اندازہ یہ ہے کہ دنیا میں ایک دن کروڑوں قرآن کریم ختم ہوتے ہیں۔

دنیا کی واحد کتاب جسکے ہر دور میں لاکھوں حفاظ موجود ہیں اور آج بھی موجود، بلکہ جن ممالک میں تورات، انجیل کے ماننے والے، گرنتھ صاحب کے ماننے والے، ویدوں کے ماننے والے رہتے ہیں ان ممالک میں ان کتابوں کا آپ کو ایک حافظ بھی نہیں ملے گا لیکن قرآن کریم کے ہزاروں حافظ مل جائیں

گے کیا یہودیوں کو تورات سے محبت نہیں؟ عیسائیوں کو انجیل سے محبت نہیں؟ پارسیوں کو اوسطا سے محبت نہیں؟ اور سکھوں کو گرنتھ صاحب سے محبت نہیں؟ محبت ہے لیکن یہ اللہ کا فیصلہ ہے اللہ اس پہلو سے اس کتاب کو دوسری کتابوں سے نمایاں رکھنا چاہتے ہیں کہ تم محبت کے باوجود اپنی کتابوں کو سینوں میں محفوظ نہیں کر سکتے یاد نہیں رکھ سکتے اور جس کتاب کو میں قیامت تک کے لیے محفوظ رکھنا چاہتا ہوں اور جسے میں سارے انسانوں، سارے مکانوں، سارے زمانوں کی ہدایت کے لیے نازل کیا ہے۔

قرآن کا انوکھا اعجاز

اس کتاب کے اعجاز کا یہ حال ہے کہ چھ سال کا بچہ، چھ سال کی بچی جو اپنی مادری زبان کا چند صفحہ کا رسالہ یاد نہیں کر سکتے وہ اتنی بڑی کتاب کو اپنے سینے میں محفوظ کر لیتے ہیں، چھ سال کے بچے میں نے خود دیکھے، چھ سال کی بچی میں نے خود دیکھی قرآن کریم کے حافظ اور کتنی نزاکتوں کے ساتھ، یہاں زبر ہے، یہاں زیر ہے، یہاں پیش ہے، یہاں غنہ ہے، یہاں مد ہے، یہاں وقف لازم ہے، یہاں وقف جائز ہے، یہاں وقف مطلق ہے، یہاں رکوع ہے، یہاں آیت ختم ہو رہی ہے، ان نزاکتوں کے ساتھ قرآن کریم کو چھوٹا سا بچہ اور نابینا نوجوان اپنے سینے میں محفوظ کر رہا ہے یہ قرآن کریم کا اعجاز نہیں تو اور کیا ہے؟ اور آپ نے بچے تو حافظ دیکھے ہوں گے میں نے ایک جگہ حفظ قرآن کی تقریب میں شرکت کی تو جہاں بچوں کی دستار بندی ہوئی وہاں پینسٹھ سالہ بوڑھے کی بھی دستار بندی ہوئی جس نے پینسٹھ سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کیا، پچاس سال سے اوپر آج کے دور میں حواس تعطل کا شکار ہو جاتے ہیں،

حافظہ ساتھ چھوڑنے لگتا ہے، ذہن ساتھ نہیں دیتا لیکن پینسٹھ سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کیا یہ قرآن کریم کا اعجاز ہے۔

صرف قرآن ہی کا نظام نافذ ہوسکا ہے

قرآن کریم اس اعتبار سے بھی بے مثال کہ قرآن جس انقلاب کا داعی بن کر آیا تھا، اس انقلاب کو اس نبی نے جس پر قرآن نازل ہوا تھا، اپنی نظروں سے عملی شکل میں دیکھ لیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام تورات کے نفاذ کو نہیں دیکھ سکے، وادئ تیہہ میں ان کا انتقال ہوا جب ان کی قوم چالیس سالہ سزا بھگت رہی تھی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس وقت آسمانوں پر اٹھالیا گیا جس وقت ان کے خلاف مقدمہ چل رہا تھا اور اس وقت ان کے قریبی ساتھیوں نے بھی ان کا ساتھ چھوڑ دیا تھا مگر میرے آقا ﷺ! تیرے قدموں کی خاک پر لاکھوں کروڑوں کلمہ پڑھنے والے قربان ہوجائیں، آپ علیہ السلام غارِ حرا سے جو پیغام لائے تھے

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ①

(سورۃ العلق)

اور جس کی تکمیل ہوئی تھی

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ

(سورۃ المائدہ آیت نمبر ۳، پ ٦)

کی صورت میں، قرآن کے اس پیغام کو، قرآن کے اس انقلاب کو، قرآن کی اُس دعوت کو نبی اکرم ﷺ نے عملی شکل میں دیکھ لیا، قرآن کے ہر حکم کو زندہ ہوتے ہوئے دیکھ لیا۔

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے غلطیاں سرزد ہونے کی حکمت

بعض لوگ سوچتے ہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے غلطیاں کیسے ہوگئیں؟ ایسا بھی ہوا کہ صحابی رضی اللہ عنہ نے شراب پی تھی، ایسا بھی ہوا کہ صحابی رضی اللہ عنہ سے زنا ہوگیا' ایسا بھی ہوا کہ صحابی رضی اللہ عنہ سے چوری ہوگئی، ایسے واقعات پیش آئے علماء نے اس کی مختلف توجیہات کی ہیں وقت نہیں ہے کہ میں تفصیل میں جاؤں، لیکن اس وقت میرا ذہن جس طرف متوجہ ہو رہا ہے وہ یہ کہ اللہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھانا چاہتے تھے کہ میں نے جو احکام قرآن کریم میں نازل کیے تو اپنی نظروں سے ان کو نافذ ہوتے ہوئے اور جاری ہوتے ہوئے دیکھ لیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس جماعت کی تیاری کے لیے آئے تھے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

سورۃ آل عمران آیت ۱۱۰، پ، ۴

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿١٠٤﴾

سورۃ آل عمران آیت ۱۰۴، پ ۴

اِذَا جَاۗءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۙ﴿١﴾ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۙ﴿٢﴾

سورہ النصر، پ، ۳۰

آپ جس امت کی تیاری کے لیے آئے تھے آپ نے اپنی نظروں سے اس امت کو تیار شکل میں دیکھ لیا، اس امت میں ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسا صدیق

تھا، اس امت میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جیسا فاروق تھا، عثمان غنی رضی اللہ عنہ جیسا ذوالنورین تھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسا مرتضیٰ تھا، ہر فرد بے مثال تھا۔ اسی لیے زندگی کی آخری شب میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرۂ مبارکہ کا پردہ سرکایا اور کھڑکی سے پردہ ہٹایا اور سامنے صحابہ رضی اللہ عنہم کی صفیں دیکھیں اللہ کی عبادت کرتے ہوئے اللہ اکبر! یقیناً میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد آیا ہوگا کہ جب میں نے تیئیس سال پہلے توحید نبوت کی دعوت کا آغاز کیا تھا تو ایک بھی ماننے والا نہیں تھا، پتھر مارنے والے بہت تھے، گالیاں دینے والے بہت، طعنے دینے والے بہت، بائیکاٹ کرنے والے بہت لیکن ماننے والا، چاہنے والا کوئی تھا اور آج فوجوں کی فوجیں آرہی تھیں۔

آپ نے جب صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت کو اللہ کی بندگی میں مصروف پایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر مسکراہٹ پھیل گئی اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کیا غضب کی تشبیہ دی ہے فرمایا کہ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور ایسا معلوم ہورہا تھا جیسے قرآن کریم کا ورق ہے (کیا زبردست غضب کی تشبیہ دی ہے) ایک مسلمان کے لیے مقدس ترین کتاب قرآن ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو تشبیہ دے رہے ہیں قران کے ورق کے ساتھ۔

دو قرآن کریم

اور ویسے بھی کہنے والوں نے کہا کہ ''قرآن ایک نہیں تھا قرآن تو دو تھے ایک قرآن وہ ہے جو تیس پاروں میں محفوظ ہے اور ایک قرآن وہ تھا جو مکہ اور مدینہ میں چلتا پھرتا، اٹھتا بیٹھتا، عبادت کرتا ہوا، دعوت دیتے ہوئے اللہ کے دشمنوں سے لڑتا ہوا دکھائی دیتا تھا، میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم چلتے پھرتے قرآن تھے،

اسی لیے قرآن سمجھ میں نہیں آ سکتا جب تک کہ پیغمبر ﷺ کو نہ سمجھا جائے۔ قرآن نہیں سمجھ سکتا وہ شخص جو قرآن کو حضور ﷺ سے توڑ دے، حضور ﷺ کے رشتے اور واسطے کو جو ختم کر دے وہ قرآن کو نہیں سمجھ سکتا، عرض یہ کر رہا تھا کہ جس انقلاب کی دعوت آپ لے کر آئے تھے قرآن نے جو دستور، جو منشور، جو نظام زندگی، انسانوں کے لیے پیش کیا تھا حضور اکرم ﷺ انبیاء میں سے واحد نبی ہیں جنہوں نے اُس منشور، اس دعوت، اس دستور کو اپنی آنکھوں سے عملی شکل میں دیکھ لیا۔

قرآن کریم کا انقلاب

قرآن کریم وہ واحد کتاب ہے جس نے انسانوں کے نظریات، اخلاق، اعمال، سیرت اور کردار میں عظیم ترین انقلاب برپا کیا، آپ جانتے ہیں عربوں کو؟ خون کے پیاسے، انتقام ان کی فطرت میں، انتقام در انتقام، ایک ایک جنگ چالیس چالیس سال تک، لیکن کیا ہوا؟ وہی جو خون کے پیاسے، وہی جو انتقام کے بغیر نہیں رہ سکتے تھے قرآن نے ایسا بدلہ کہ آپس میں بھائی بھائی بن گئے،

وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا ۚ

آل عمران، آیت ۱۰۳، پ ۴

(بھائی بھائی بن گئے) یہ ایسے ہی بھائی بھائی نہیں کہا جیسے ہم رسمی طور پر ایک دوسرے کو بھائی بھائی کہہ دیتے ہیں، یہ آج کہا جا رہا ہے کہ سارے مسلمان رشتۂ اخوت میں پروئے ہوئے ہیں لیکن عملی زندگی میں کہاں ہے

اخوت؟ لیکن صحابہ واقعی بھائی بھائی بن گئے، ایک بھوکا رہتا تھا کہ دوسرے کو کھلا سکے، ایک پیاسا رہتا تھا تا کہ دوسروں کو پلا سکے، خونی رشتے بھول گئے ایمانی رشتے یادرہ گئے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے نے ایمان قبول کرنے کے بعد ایک دفعہ کہا ابا! جنگ بدر میں ایک مرحلہ ایسا آیا تھا کہ آپ میرے نشانے پر تھے میں چاہتا تو آپ کی گردن اڑا سکتا تھا لیکن میں نے آپ کے باپ ہونے کا لحاظ کیا، فرمایا تم نے تو میرا خیال کیا، اگر تم میرے نشانے پر آجاتے تو میں تمہارے بیٹے ہونے کا خیال نہ کرتا اس لیے کہ یہ جنگ باپ اور بیٹے کی نہیں تھی، خونی رشتوں کی نہیں تھی، خون کی بنیاد پر نہیں تھی، یہ جنگ تو کفر اور ایمان کی بنیاد پر تھی، میں اس وقت اہل ایمان کے لشکر میں تھا، تم اہل کفر کے لشکر میں تھے، میں خونی رشتے کا لحاظ نہ کرتا۔

اللہ تعالیٰ نے ہی محبت والفت عطا فرمائی

اللہ نے کہا

وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ؕ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٦٣﴾ سورۃ انفال آیت ۶۳ پ ۱۰

میرے حبیب! دنیا میں جو کچھ ہے، جو سونا چاندی، مال و دولت وہ آپ سب خرچ کر دیتے تو آپ ان کے دلوں میں الفت نہیں ڈال سکتے تھے یہ میں اللہ ہوں جس نے ان کے دلوں میں الفت ڈالی ہے ان کو بھائی بھائی بنا دیا، محبت کے چشمے جاری کر دیئے عرب اس اخوت سے آشنا نہیں تھے جو اخوت

کے درمیان پیدا ہو گئی۔ آپ جان لیجئے! کہ یہ دو چیزیں ان کی طاقت کا راز تھیں ایک ایمان اور دوسری چیز اخوت، اتحاد، اتفاق یہ دو راز تھے ان کی فتوحات کے، ایمان نے ان کمزوروں کے اندر ایسی طاقت بھر دی کہ وہ چیتھڑوں کا لباس پہننے والے، کھجوروں کی چھال کی چپلیں پہننے والے، گدھے اور خچروں پر سوار ہونے والے، راتوں کو بھوکے سو جانے والے، قیصر و کسریٰ کو خاطر میں نہیں لاتے تھے، اور سچ کہتا ہوں اگر واقعی ایمان دل میں آ جائے تو ایمان انسان کو بڑا طاقتور بنا دیتا ہے۔

مصر کے جادوگر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مقابلہ کے لیے گئے تھے اور فرعون سے بھاؤ تاؤ کر رہے تھے، پوچھ رہے تھے

اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ۝

سورۃ اعراف آیت ۱۱۳، پ ۹

اگر ہم غالب آ گئے تو کچھ ملے گا بھی؟ اُس نے کہا نَعَم! ہاں ضرور ملے گا

وَاِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ۝

سورۃ اعراف آیت ۱۱۴، پ ۹

اور سب سے بڑی بات یہ کہ تم میں میرے مقربین میں سے ہو گے۔

ایک خیال

میں کبھی کبھی سوچتا ہوں، ایک خیال ذہن میں آ جاتا ہے ایک ایمانی جذبہ، وہ یہ کہ فرعون جب ان سے کہہ رہا تھا کہ سب سے بڑا انعام یہ کہ تم میرے مقربین میں سے بن جاؤ گے، جنت کی نعمت بھی بڑی ہے، حوروں کی نعمت بھی بڑی ہے، دودھ کی نہریں بھی بڑی چیز ہیں، شراب کی نہریں بھی بڑی چیز ہیں

لیکن لوگو! سب سے بڑی چیز اور سب سے بڑا انعام یہ ہے کہ قیامت کے دن ہم پیغمبر ﷺ اور اپنے اللہ کے مقربین میں سے بن جائیں، اس سے بڑی نعمت کوئی نہیں کہ قیامت کے دن حضور ﷺ کہہ دیں آ...... اے میرے ماننے والے! آ...... جب لوگ مجھے چھوڑ رہے تھے، میرے دین کو چھوڑ رہے تھے، میری سنتوں کو چھوڑ رہے تھے، بین الاقوامی سطح پر میرا مذاق اڑایا جارہا تھا، تو ہے جو میرا نام لینے والا تھا، مجھ سے تعلق جوڑنے والا تھا میری عزت وحرمت کا پاس رکھنے والا تھا، آ...... آج پیاس کے دن میں تجھے حوض کوثر سے پلاتا ہوں، تو اس تقرب سے بڑھ کر خدا کی قسم! کوئی انعام نہیں ہوگا۔

تو عرض یہ کررہا تھا کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنی آنکھوں سے اسی انقلاب کو دیکھ لیا اور یہ کہ قرآن کریم نے عربوں کے اخلاق میں کردار میں نظریات وخیالات میں، ان کے شب وروز میں عظیم انقلاب برپا کردیا۔

قرآن کریم کا ایک اور طرۂ امتیاز

قرآن کریم دنیا کی وہ واحد کتاب ہے جو زمانے کی ترقیات، ایجادات اور تبدیلیوں کا ساتھ دے سکتی ہے، یہ خطیبانہ بھڑک نہیں ہے یہ کوئی واعظانہ قسم کا چیلنج نہیں ہے، یہ حقیقت ہے، زمانے کی ترقیات، ایجادات کا ساتھ صرف قرآن دے سکتا ہے یہ قرآن نے کہا تھا کہ دنیا ترقی کرلے گی قرآن نے قسمیں اٹھا کر بتادیا تھا لوگو! ابھی تم نے کچھ بھی نہیں دیکھا، بہت کچھ دیکھو گے، قرآن نے کہا تھا

فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ﴿١٦﴾ وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ﴿١٧﴾ وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ﴿١٨﴾ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ﴿١٩﴾

سورۃ الانشقاق آیت ۱۹،۱۸،۱۷،۱۶ پ۳۰

شفق کی قسم! رات کی قسم! چاند کی قسم! دیکھو لوگو! تم ایک درجے کے بعد دوسرے درجے کی طرف ترقی کرو گے، چڑھو گے۔

قرآن نے سورۂ نحل میں نعمتیں ذکر کیں، اللہ کی نعمتیں

وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ؕ

سورۂ نحل:۸

اے لوگو! اللہ نے تمہارے لیے یہ گھوڑے، گدھے اور خچر پیدا کئے تاکہ تم اس پر سوار ہو اور تمہارے لیے یہ زینت ہیں، لیکن آج کے دور میں گھر باہر گھوڑے، گدھے اور خچر کا بندھا ہونا باعث زینت نہیں، بعض لوگوں کے لیے باعث شرم ہے لیکن قرآن نے کیا کہا تھا کہ

وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۸

یہ تو آج کے دور کی سواری اور زینت کی چیزیں ہیں میں کچھ اور چیزیں بھی پیدا کروں گا اللہ کہہ رہا ہے میں کچھ اور چیزیں بھی پیدا کروں گا جو تم جانتے نہیں ہو، کچھ اور بھی پیدا کروں گا آپ سوچ سکتے ہیں کہ اسمیں کیا کچھ نہیں آگیا، کاریں، بسیں، ریل گاڑیاں، جہاز سب اس میں آگئے اور جتنی سواریاں آئیں گی سب اس میں آگئیں، اللہ نے فرمایا اور بھی پیدا کروں گا وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ابھی ترقی کا وقت جاری ہے، آج اگر بتا دوں کہ ایک وقت آئے گا کہ تم فضاؤں میں سفر کرو گے، ایک وقت آئے گا کہ تم سو میل، دو سو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے سفر کرو گے تو تمہیں یہ بات سمجھ میں نہیں آئے گی، اجمالی طور پر کہہ رہا ہوں ویخلق مالا تعلمون، ابھی اللہ ایسی چیزیں پیدا کرے گا جن کو تم جانتے نہیں ہو۔

قرآن میں حقائقِ خلقت وغیرہ کے انکشافات

آج سائنس دان تسلیم کر رہے ہیں کہ اس کائنات کی ابتداء اور اس کائنات میں جو فضا تھی اپنی ابتدائی شکل میں وہ کاربن ڈائی آکسائیڈ کی شکل میں تھی اور قرآن نے چودہ سو سال پہلے سورۂ حم سجدۃ میں کہہ دیا۔

ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ

سورۃ حمٰ سجدۃ آیت ۱۱، پ ۲۴

آسمان کی طرف متوجہ ہوا دھواں ہی دھواں تھا، آکسیجن ہی آکسیجن تھی آج تسلیم کیا جا رہا ہے کہ یہ ارض وسماء یہ ستارے، یہ سب کے سب آپس میں جڑے ہوئے تھے، بعد میں کسی حادثے کے نتیجے میں الگ ہو گئے اور قرآن میں اس نبی کی زبان سے جو ایک لفظ بھی لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے، جنہوں نے کسی درسگاہ میں داخلہ نہیں لیا تھا، اس نبی کی زبان سے سورۃ انبیاء میں کہلوایا تھا:

اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ؕ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ؕ

سورۃ الانبیاء آیت ۳۰، پ ۱۷

کیا دیکھتے نہیں! کہ آسمان وزمین جڑے ہوئے تھے ہم نے ان کو الگ الگ کر دیا۔

آج سائنس دان نطفے سے لے کر بچہ بننے تک جن مراحل کو صدیوں کی تحقیق کے بعد اور جدید آلات سے دیکھنے کے بعد تسلیم کر رہے ہیں قرآن نے اسے چودہ سو سال پہلے بیان کر دیا قرآن میں ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ

مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ

سورۂ حج آیت ۵، پ ۱۷

یہ سارے مراحل قرآن نے اس وقت بیان کر دیے، آج یہ جو انگلیوں کے نشانات ہیں ان کی اہمیت پوری دنیا میں تسلیم کی جارہی ہے بلکہ آپ جانتے ہیں کہ انگوٹھا دنیا کا سب سے مضبوط اور ناقابل نقل دستخط ہے، دوسرے دستخط کی نقل اتاری جاسکتی ہے لیکن انگوٹھے کی نہیں، اس کی لکیروں میں اللہ نے جو فرق لکھ دیا، اربوں انسانوں میں جو فرق رکھ دیا، اس کی نقل نہیں اتاری جاسکتی آج تسلیم کیا جارہا ہے اور قرآن نے اس قت کہا تھا

أَيَحْسَبُ الْإِنْسَانُ أَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهُ ۝ بَلَىٰ قَادِرِينَ عَلَىٰ أَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهُ ۝

کیا انسان یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کی ہڈیوں کو جمع نہیں کرسکیں گے؟ ہم تو ان کے پوروں کو بھی درست کر کے بنا دیں گے، متوجہ کیا اس طرف کہ یہ پور بڑی اہمیت کی حامل ہے اس کی لکیریں بڑی اہمیت کی حامل ہیں دنیا نے آج تسلیم کیا، قرآن نے اس قت بیان کر دیا جس وقت ہوسکتا ہے بہت سے لوگ اس کی گہرائی کو سمجھے بھی نہ ہوں۔

ترقی کے ساتھ ساتھ قرآن کریم کی سچائی کا مزید کھلنا

مجھے تو کبھی کبھی یوں خیال آتا ہے (علماء کرام سے معذرت کے ساتھ) کہ جوں جوں یہ دنیا ترقی کرتی جائے گی علم کے میدان میں، تحقیق کے میدان میں، توں توں قرآن کی سچائی کھلتی چلی جائے گی، قرآن کے حقائق، اسرار، رموز و

اشارات دنیا پر واضح ہوتے چلے جائیں گے، آج تسلیم کیا جارہا ہے کہ آج بچے کی جو پیدائش ہوتی ہے یہ تین اندھیروں میں ہوتی ہے، اور قرآن نے اس وقت سورۃ زمر میں بیان کر دیا تھا

وَاَنۡزَلَ لَكُمۡ مِّنَ الۡاَنۡعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزۡوَاجٍ‌ؕ يَخۡلُقُكُمۡ فِىۡ بُطُوۡنِ اُمَّهٰتِكُمۡ خَلۡقًا مِّنۡۢ بَعۡدِ خَلۡقٍ فِىۡ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ‌ؕ

سورۃ زمر آیت ۶، پ، ۲۳

تین اندھیروں میں اللہ تمہیں بناتا ہے، تین اندھیروں میں پانی پر شکل بناتا ہے، مصور جو تصویر بناتا ہے، وہ کسی ٹھوس چیز پر بناتا ہے، کوئی دیوار پر، کوئی لکڑی پر، کوئی کاغذ پر بناتا ہے، اللہ نے فرمایا میں جو تصویر بناتا ہوں وہ پانی پر بناتا ہوں، لوگ کہتے ہیں پانی پر جو لکھ جائے وہ ختم ہو جاتا ہے پانی پر جو تصویر بنائی جائے وہ زائل ہو جاتی ہے، لیکن میں اللہ پانی پر ایسی تصویر بناتا ہوں ویسی تصویر کوئی مصور نہیں بنا سکتا

هُوَ الَّذِىۡ يُصَوِّرُكُمۡ فِى الۡاَرۡحَامِ كَيۡفَ يَشَآءُ‌ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ۝۶

سورۃ آل عمران آیت، ۶، پ، ۳

سائنسدان آج تسلیم کر رہے ہیں کہ سمندر میں تہہ بہ تہہ اندھیرا ہے، کچھ موجیں سطحی ہوتی ہیں اور کچھ موجیں ان کے نیچے ہوتی ہیں جب سورج کی روشنی اوپر سے آتی ہے تو یہ سطحی موجیں روشنی کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ختم کر دیتی ہیں، نچلی موجوں تک روشنی کا اثر نہیں پہنچتا، تاریکی ہی تاریکی ہوتی ہے، اندھیرا ہی اندھیرا ہوتا ہے، اور قرآن نے ان اندھیروں کو سورۂ نور میں بیان فرمایا کہ

أَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ۭ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ۭ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ۭ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۝

سورۃالنور آیت، ۴۰،پ،۱۸

ان کے کفر کی مثال اُن تاریکیوں کی سی ہے جو گہرے سمندر میں ہیں جس کے اوپر موج، موجوں کے اوپر موج اور اوپر بادل، اب اندازہ کیجئے! کہ تاریکی ہی تاریکی، ایک تو گہرا سمندر، رات کا وقت، بادل چھائے ہوئے، موج، پھر موجوں کے اوپر موجیں، اللہ کہتا ہے اتنی تاریکی ہے

ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ۭ

تاریکیوں پر تاریکیاں کہ جب ان تاریکیوں میں، سمندر میں ڈوبنے والا شخص، اگر اپنا ہاتھ باہر نکالے تو اپنا ہاتھ بھی نہیں دیکھ سکتا، اتنی تاریکیاں ہیں، اللہ اکبر! قرآن نے اس وقت ان تاریکیوں کو بیان کیا، دنیا آج اسے تسلیم کر رہی ہے۔

فرانس کے رکن پارلیمنٹ کا قبول اسلام

آپ نے شاید سنا ہوگا، بہت سی کتابوں میں یہ واقعہ درج ہوا فرانس کی پارلیمنٹ میں ایک ممبر نے ایمان قبول کر لیا، ایک مصری صحافی (محمود مصری) نے اس سے انٹرویو لیا، پوچھا تمہارے اسلام قبول کرنے کا سبب کیا بنا؟ اس نے کہا میری پوری زندگی سمندر کے سفر میں گزری ہے سیاح ہوں اور مجھے سب سے زیادہ دلچسپی سمندری سفر سے ہے، اتفاق سے ایک دن میں نے قرآن

کریم کا انگریزی ترجمہ لیا اور اس میں یہ آیت کریمہ پڑھی

اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِیْ بَحْرٍ لُّجِّیٍّ یَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ

سورۃالنورآیت، ۴۰،پ،۱۸

یہ ایسی تشبیہ تھی کہ اس تشبیہ اور سمندر کے اندھیروں کو صرف وہی بیان کر سکتا تھا جس کی زندگی سمندری سفر میں گزری ہو اس تشبیہ سے یہ سمجھ میں آتا تھا کہ ایک شخص جہاز کے عرشے پر کھڑا ہے اور ڈوبنے والے کی بے بسی، بے چارگی اور بے کسی کو دیکھ رہا ہے۔ اندھیرے ہی اندھیرے ہیں اور وہ اپنا ہاتھ بھی نکالتا ہے تو اس کو نظر نہیں آتا، میں نے مسلمانوں سے پوچھا کہ تمہارا نبی جس کا یہ دعویٰ ہے کہ قرآن اس پر نازل ہوا انہوں نے کتنی بار زندگی میں سمندر کا سفر کیا؟ تو مسلمانوں نے بتایا کہ ہمارے آقا نے تو ساری زندگی سمندر کو دیکھا ہی نہیں تو وہ فرانسیسی پارلیمنٹ کا ممبر یہ کہتا ہے کہ میرے دل نے یہ گواہی دی کہ قرآن کسی انسان کا کلام نہیں، یہ تشبیہ وہ شخص نہیں دے سکتا جو سمندر کے اندھیروں سے واقف ہی نہ ہو یہ تشبیہ تو وہی اللہ دے سکتا ہے جس نے سمندروں کو پیدا کیا، سمندروں کی موجوں سے بھی واقف، سمندر کی تاریکیوں سے بھی واقف اور ڈوبنے والوں کی بے چارگی و بے بسی سے بھی واقف، بس یہ آیت کریمہ تھی جو میرے ایمان لانے کا سبب بن گئی۔

میرے بزرگو اور دوستو! میری ماؤں، بہنو اور بیٹیو! آج کافر اس تشبیہ کے مطابق مختلف قسم کی تاریکیوں میں ڈوبے ہوئے ہیں ضلالت کی تاریکی، جہالت کی تاریکی، مادیت پرستی کی تاریکی، شہوت پرستی کی تاریکی، کفر کی

تاریکی، شرک کی تاریکی۔ یہ تاریکیاں بیان کیں کافروں اور مشرکوں کی، اور انہی تاریکیوں میں مبتلا ہونے کی وجہ سے آج انہیں روشنی کی ایک کرن بھی دکھائی نہیں دیتی، قرآن نہیں دکھائی دیتا، میرے آقا ﷺ جن کو اللہ نے سراج منیر قرار دیا، ان کا نور، ان کی روشنی دکھائی نہیں دیتی، اسی لیے وہ بدبخت قرآن کی بھی توہین کرتے ہیں میرے اور آپ کے آقا ﷺ کی بھی توہین کرتے ہیں، اس موقع پر آج اور آپ کو کیا کرنا ہے؟ صرف تقریریں ہی کرنی ہیں؟ صرف باتیں ہی کرنی ہیں؟ کچھ عملی طور پر کر کے دکھانا ہے، یہ میری ایمانی غیرت کا تقاضا ہے یہ آپ کی ایمانی غیرت کا تقاضا ہے، اگر ہمارے دل میں واقعی عشقِ مصطفی و ایمان ہے تو ہمیں عملی طور پر کچھ کرنا ہے، مگر عملی طور پر کیا؟ میں آپ سے یہ نہیں کہوں گا کہ اٹھیں اور گھیراؤ، جلاؤ کریں، اٹھیں کافروں کی عبادت گاہوں کو نذرِ آتش کر دیں، ان کی دکانوں پر سنگ باری کریں، نہیں! یہ میرے آقا ﷺ کی تعلیم نہیں ہے، میرے آقا ﷺ کا یہ طریقہ نہیں ہے، اسلام کا یہ سب نہیں ہے۔

ہمیں عملی طور پر کرنا ہے کہ جیسے وہ جتنی قرآن کی توہین کرتے ہیں ہمیں اتنا ہی قرآن کی تعظیم کرنی ہے، اتنا ہی قرآن کو اٹھانا ہے، جتنا انہوں نے حضور اکرم ﷺ کی تنقیص کی کوشش کی ہم نے اتنا ہی حضور ﷺ کے ذکر کو بلند کرنے کی کوشش کرنی ہے، میں تو کہتا ہوں حضور ﷺ کے ذکر کو بلند کرنا حضور ﷺ کو بلند کرنا نہیں ہے بلکہ درحقیقت اپنے آپ کو بلند کرنا ہے، ارے میں اگر قرآن کا درس دیتا ہوں تو کیا میرے درس کی وجہ سے قرآن کی عزت میں اضافہ ہوگیا؟ میرے رب کی قسم! میرے دلوں کے راز جاننے والے اللہ کی قسم! میں

دل سے کہتا ہوں درسِ قرآن کی وجہ سے، حضور علیہ السلام کی منقبت بیان کرنے کی وجہ سے قرآن کی عزت میں، حضور ﷺ کی عزت میں اضافہ نہیں ہوا، خدا کی قسم! میری عزت میں اضافہ ہوگیا۔

مَا اَنَّ محمداً مَدَحتُ بِمَقَالَتِی
وَلٰکِنْ مَدَحتُ مقالَتِیْ بِمُحَمَّدٍ

ارے! میں نے اپنی نعتوں سے، اپنی باتوں سے، اپنے قلم سے، اپنی زبان سے، اپنے لفظوں سے، اپنے جملوں سے، اپنے شعروں سے، اپنی نثر سے حضور ﷺ کی تعریف نہیں کی بلکہ حضور ﷺ کی وجہ سے میں نے اپنے قلم اور زبان کی تعریف کر دی ہے کہ میرا قلم میری زبان ان لوگوں میں شمار ہو جو حضور ﷺ کی تعریف کرنے والے ہیں جو قرآن کو بیان کرنے والے ہیں۔

توہمیں اور زیادہ اس کے لیے کوشش ومحنت کرنی ہوگی اور میں آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں وقت کم ہے حالات بہت نازک ہیں، خود ہمارے ملک میں ایسی صورت پیدا کی جارہی ہے کہ قرآن کو بیان کرنا مشکل بنایا جارہا ہے (اللہ اکبر!)

قرآن بیان کرنے والوں کے ساتھ افسوسناک سلوک

میں آپ کو بتانا نہیں چاہتا لیکن بتا ہی دیتا ہوں کہ کئی قرآن بیان کرنے والے حضرات شہید کر دیئے گئے، یہاں درس دینے والے حضرت مفتی نظام الدین صاحب، حضرت مفتی عتیق الرحمن صاحب رحمہم اللہ، ان کی شہادتوں کے بعد اللہ جانتا ہے کئی بار جب گھر سے درس قرآن کے لیے نکلا تو اپنے بچوں پر یوں نظر ڈالی کہ شاید آخری نظر ہے ہمارا کیا جرم ہے؟ کیا ہم فرقہ واریت کی دعوت دیتے ہیں؟ کیا ہم ان کے اقتدار کے لیے خطرہ ہیں؟ کیا ہم نے کوئی

فسادی جماعت بنا رکھی ہے، نہیں! اور کوئی جرم نہیں سوائے اس کے کہ قرآن بیان کرتے ہیں، اور اللہ کی قسم! بڑی سعادت والی موت ہے جو قرآن بیان کرتے ہوئے آجائے۔

حالات کی نزاکت اور ہماری ذمے داری

حالات بڑے مشکل ہیں، اللہ نہ کرے کہ آنے والے وقت میں ہمیں درس قرآن اور ایمانی وعظ و بیان کے لیے وہ وسائل، وہ فرصت، وہ وسعت حاصل نہ ہو جو آج حاصل ہے، خدارا! اس موقع سے فائدہ اٹھایئے بین الاقوامی سطح پر حالات انتہائی نازک ہیں، یہ جو حضور اکرم ﷺ کے خاکے بنائے گئے لگتا یہ ہے کہ ایسا نہیں ہے بلکہ کوئی لمبی پلاننگ، لمبا پروگرام ہے، اور یہ لوگ جو کرتے ہیں، جلسہ کرلیا، جلوس نکال لیا، نعرے لگا دیئے اور بس! سمجھے کہ ہم نے عشق کا حق ادا کر دیا اور بیٹھ گئے اور یہ لمبی سوچ رکھنے والے، صدیوں کی سوچ رکھنے والے، اللہ نہ کرے کہیں بین الاقوامی سطح پر مشکلات پیش آئیں اس لیے کہ مذہبی اعتبار سے یہ کھوکھلے لوگ ہیں، روحانی اعتبار سے کھوکھلے لوگ، ان کے پاس جو مذہب ہے وہ اسلام کا مقابلہ نہیں کرسکتا، جو کتابیں ہیں وہ قرآن کا مقابلہ نہیں کرسکتیں، ان کے دبانے اور پروپیگنڈے کے باوجود، نفرت کا زہر پھیلانے کے باوجود قرآن پھیل رہا ہے، نبی اکرم ﷺ کے غلاموں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے، اسلام کے ماننے والوں میں اضافہ ہو رہا ہے اس چیز نے ان کو حسد اور بغض میں مبتلا کر دیا کہ ایسا نہ ہو کہ آنے والے حالات میں مشکلات پیش آئیں، میں تو کہوں گا میرے بھائیو! میری بہنو! زور لگا دو، زور لگا دو جو تمہارے بس میں ہے قرآن کو پھیلانے پر، اشاعت قرآن پر، فہم قرآن پر، درس قرآن پر، نبی ﷺ کی

عظمت کو بیان کرنے پر، دین کی دعوت میں جو زور لگا سکتے ہو لگا دو، اور یہ کہہ دوں کہ یہ رسمی تقریریں، لچھے دار وعظ، بے بنیاد قصے اور کہانیاں یہ کام نہیں آئیں گی، یہ قرآن ہی چلے گا، اس دنیا کا مستقبل قرآن ہے اور خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اپنے آپ کو قرآن کے ساتھ جوڑ دیں، قرآن کی دعوت کے ساتھ جوڑ دیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو قرآن کریم کے ساتھ اور ہمارے نسلوں کو سچے دل سے جوڑ دے ہماری زبانوں کو، ہمارے مالوں کو، ہمارے قلموں کو اللہ تعالیٰ خدمت قرآن کے لیے، اشاعت قرآن کے لیے، عظمت مصطفی ﷺ کو بیان کرنے کے لیے، نمایاں کرنے کے لیے، حضور ﷺ کی غلامی کے لیے قبول فرمائیں۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

فہم قرآن سیمینار لاہور

از افادات

داعی قرآن، مفسر قرآن

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ

جمع و ترتیب

مولانا اشفاق احمد

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

مکتبہ عمر فاروقؓ

۞ ...... بے شمار نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت کیا ہے؟

۞ ...... کیا انسان حیوانوں / جانوروں سے بھی بدتر ہوسکتا ہے؟

۞ ...... تبدیلی قرآن کا خطرناک مطالبہ نیا ہے یا پرانا؟

۞ ...... قرآن کریم کی حفاظت کس کے ذمے ہے؟

۞ ...... اغیار کے پاس کچھ محفوظ نہیں جبکہ مسلمانوں کے پاس سب کچھ محفوظ ہے۔

۞ ...... بائبل کے بارے میں عیسائیوں کا اور قرآن کریم کے بارے میں مسلمانوں کا کیا نظریہ ہے؟

۞ ...... قرآن کریم کا مصنّف کون ہے؟

۞ ...... قرآنِ کریم کی فضیلت و فوقیت کے مختلف پہلو کیا کیا ہیں؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ﴿۲۴﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ
ارْتَدُّوْا عَلٰۤى اَدْبَارِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُمُ الْهُدَى ۙ
الشَّیْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ ؕ وَاَمْلٰى لَهُمْ ﴿۲۵﴾

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

میرے محترم بزرگو اور دوستو!

ہم سب پر اللہ کے احسانات اس قدر ہیں کہ اگر ہمیں نوح علیہ السلام کی طرح ساڑھے نو سو سال کی زندگی بھی مل جائے اور ہم ساری زندگی شکر ادا کرتے رہیں تو بھی ہم اس کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کر سکتے۔ اس لئے سورۃ الرحمٰن میں رب تعالیٰ نے اپنے بندوں سے ۳۱ بار سوال کیا فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۸﴾ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں بار بار فرماتے ہیں کہ تم اپنے رب کی کون کون سی

نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

بے شمار نعمتیں

دو چار نعمتیں ہوں تو ان کو جھٹلا سکتے ہو لیکن جہاں پر نعمتوں کا حال یہ ہو کہ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ تو پھر تم کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ بلاشبہ ہمارا یہ وجود اللہ کا چلتا پھرتا اشتہار ہے، یہ بولنے والی زبان اللہ پاک کی نعمت ہے۔ یہ سننے والے کان اللہ پاک کی نعمت ہیں، یہ دیکھنے والی آنکھیں اللہ پاک کی نعمت ہیں، یہ سوچنے والا دماغ اللہ پاک کی نعمت ہے، یہ سینے میں دھڑکتا ہوا دل اللہ پاک کی نعمت ہے، یہ حرکت کرنے والے ہاتھ اللہ پاک کی نعمت ہیں، یہ چلنے والے پاؤں اللہ پاک کی نعمت ہیں، یہ ہضم کرنے والا معدہ اللہ پاک کی نعمت ہے، یہ جسم میں پھیلا ہوا رگوں کا یہ طویل جال جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اگر اس کو جسم سے نکال دیا جائے تو یہ اس دنیا کے دو چکر پورے کر سکتا ہے اور رگوں میں چلتا ہوا خون اللہ پاک کی نعمت ہے اور والدین کے لئے اولاد اللہ پاک کی بہت بڑی نعمت ہے، یہ والدین اللہ پاک کی بہت بڑی نعمت ہیں۔

یہ رشتے ناطے یہ قرابت داریاں یہ بھی اللہ پاک کی نعمت ہیں اور آسمان پر نیلی چھت اللہ پاک کی نعمت ہے، زمین کا فرش اللہ پاک کی نعمت ہے۔ یہ چہکتے ہوئے پرندے اللہ پاک کی نعمت ہیں، چٹکتے ہوئے پھول اللہ پاک کی نعمت ہیں، مہکتی ہوئی کلیاں اللہ پاک کی نعمت ہیں۔

سب سے بڑی نعمت

لیکن ایک مسلمان کے لئے سب سے بڑی نعمت ایمان ہے۔ اور

رسول ﷺ ہیں اور قرآن ہے۔ اس سے بڑی نعمت کوئی نہیں یہ اللہ پاک کی سب سے بڑی نعمت ہے اللہ پاک نے ہمیں عطا فرمائی اور بن مانگے عطا فرمائی اور بغیر کسی محنت اور قربانی کے عطا فرمائی۔

نہ ہمیں ایمان کے لئے گلیوں میں گھسیٹا گیا، نہ ہی ہمیں ایمان کے لئے دہکتے ہوئے انگاروں پر لٹایا گیا، نہ ہی ایمان کے لئے لوہے کی کنگھیوں سے ہمارے جسم کے گوشت کو نوچا گیا، نہ ہی ایمان کے لئے ہمارے سینوں پر بھاری بھرکم پتھر رکھے گئے۔ نہ ہی ایمان کے لئے ہمارے رشتہ ناطے ہم سے توڑے گئے۔ نہ ہی ایمان کے لئے اپنی زمین، اپنی جائیداد، اپنا مکان غیر آباد کرنے پڑے، نہ ہی ایمان کے لئے اپنے جگر گوشوں کو قربان کرنا پڑا۔ یہ اللہ پاک نے ایمان کی نعمت بن مانگے دے دی، بغیر قربانی کے دے دی۔

اسی وجہ سے ہم میں سے بہت سوں کو ایمان کی قدر نہیں ہے۔

اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں اور اس لئے کہ دلوں میں قدر اتر جائے کہ اگر ہم دنیا سے ایمان کے ساتھ چلے جائیں تو ہم اس دنیا کے سب سے بڑے کامیاب انسان ہیں اور ہم حضرت ملحان بن حرام رضی اللہ عنہ کی طرح یہ کہہ سکتے ہیں فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ رب کعبہ کی قسم! میں تو کامیاب ہوگیا۔ اگر ہم دنیا سے ایمان کے بغیر جائیں تو ہم دنیا کے ناکام ترین انسانوں میں سے ہیں۔

ایمان سے محروم شخص، حیوانوں سے بھی بدتر

بلکہ ضمیر پر دستک دینے کے لئے، ایمان کو بیدار کرنے کے لئے، ایمان کی محبت پیدا کرنے کے لئے اور کفر کی نفرت دلوں میں بٹھانے کے لئے یہ کہہ رہا ہوں کہ اگر ہم ایمان سے محروم ہو گئے تو ہم سب حیوانوں سے یہاں تک کہ کتوں سے بھی بدتر ہیں۔ اللہ فرماتے ہیں کہ؛

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ
لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اٰذَانٌ
لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ؕ اُولٰٓئِكَ
هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ (سورۃ الاعراف ۱۷۹، پارہ ۹)

اللہ نے ذکر کیا کہ جو ایمان سے محروم ہیں اور آخر میں فرمایا یہ تو حیوانوں کی طرح ہے، یہ تو گدھوں اور گھوڑوں کی طرح ہے، یہ تو کتوں کی طرح ہے، اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ بلکہ یہ تو ان سے بھی گرے ہوئے ہیں۔

نعمت ایمان پر حسد

ہمیں اللہ تعالیٰ نے جو ایمان کی نعمت عطا فرمائی ہے جو قرآن کی نعمت عطا فرمائی ہے، جو غلامی رسول ﷺ عطا فرمائی ہے، بہت سے لوگ ہیں جو اس نعمت پر حسد کرتے ہیں۔

وہ کہتے ہیں کہ کاش! اس نعمت سے محروم ہو جائیں۔ یہ حسد آج سے نہیں ہو رہی صدیوں سے ہے۔ اس وقت بھی جب ہمارے رسول ﷺ نے لوگوں کو ایمان کی دعوت دی۔ اس وقت جب آپس میں لوگوں کو ایمان کے لئے بلایا۔ اللہ نے فرمایا:

اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ
اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ﴿۵۴﴾

(سورۃ النساء آیت ۵۴، پارہ ۵)

اس وقت بھی حسد کیا گیا، آج بھی حسد کیا جا رہا ہے اور طرح طرح کی

کوشش ہورہی ہے کہ ہم تو نکھٹو ہیں یہ بھی نکھٹو بن جائیں، ہم تو ایمان سے محروم ہیں یہ بھی ایمان سے محروم ہوجائیں۔

بعض اوقات اہل مغرب، کفار، یہ یورپ والے اور یہ حسد اور غیض و غضب میں مبتلا مصنفین دل کش، پرکشش میٹھے میٹھے موضوعات پر کتابیں لکھتے ہیں ان کتابوں کا اصل مقصد مسلمانوں کو ایمان سے محروم کردینا ہے۔

مستشرقین آپ جانتے ہونگے وہ گروہ جنہوں نے قرآن سیکھا، علوم سیکھے، لیکن وہ بدبخت اپنی کتابوں میں زہر گھولتے ہیں اور بعض پڑھے لکھے لوگ ان کی چال کو نہ سمجھ سکے اور گمراہی کا شکار ہوگئے۔

مولانا عبدالماجد دریا آبادی کا گمراہی کی جانب سفر

مولانا عبدالماجد دریا آبادی کا ذکر اکثر کرتا رہتا ہوں، جدید تعلیم یافتہ تھے۔ اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ مطالعے کا بے حد شوق تھا جو کچھ آگے آتا گیا پڑھتے چلے گئے۔ ایک وقت ایسا آیا کہ بے دین ہوگئے ایمان سے محروم ہوگئے۔ ملحد ہوگئے۔

اللہ کا انکار، اللہ کے نبی کا انکار، قرآن کا انکار، مولانا نے اپنے حالات، آپ بیتی میں لکھا ہے کہ میں کس طرح گمراہی کی طرف گیا۔ لکھتے ہیں کہ مجھے مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ ایک دفعہ میرے ہاتھ انگریزی کی ایک کتاب لگی جس میں پوری دنیا کے عالی آداب جمع کئے گئے تھے، ادب کی کتاب تھی۔

اس کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہے دنیا کے اعلیٰ ترین ادب کو اس میں جمع کیا گیا اور لکھنے والا مجبور تھا کہ دنیا کہ اعلیٰ ترین ادب کی نشادہی کرے تو قرآن کی بھی نشاندہی کرے اس لئے کہ قرآن ادب کا شاہکار ہے قرآن کا جو چیلنج کل کے کافروں کے لئے تھا وہ چیلنج آج کے کافروں کے لئے بھی ہے۔

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۠ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۳﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۴﴾

(سورۃ البقرۃ آیت ۲۳، ۲۴، پارہ ۱)

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴿۸۸﴾

(سورۃ بنی اسرائیل آیت ۸۸، پارہ ۱۵)

تو اسے ادب کا شاہکار کہنے پر کفار بھی مجبور ہیں تو اس ظالم نے قرآن کا تذکرہ تو کیا لیکن صاحب قرآن حضرت محمد ﷺ کی تصویر بھی چھاپ دی اور تصویر کے نیچے حوالہ بھی لکھ دیا کہ فلاں قلمی تصویر سے یہ عکس لیا گیا ہے۔

گویا کہ انگریزی مصنفین، غیر مسلم مستشرقین اور یہود و نصاریٰ کی تحقیقات پر اندھا اعتماد کرنے والوں کو کسی اور حوالے کی ضرورت نہیں تھی بس ایک انگریز نے لکھ دیا یہ مستند تصویر ہے۔ پڑھنے والے نے اعتماد کرلیا۔ مولانا دریا آبادی کہتے ہیں کہ وہ تصویر ایسی تھی میں اس کا مفہوم جانتا رہا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک بدو ہے عرب کا۔ معاذ اللہ! نقل کفر کفر نہ باشد عرب کا کوئی بدو ہے انتہائی جلاد قسم کا انتہائی خونخوار قسم کا۔ آنکھوں سے شعلے برس رہے ہیں اور چہرے میں بل پڑے ہوئے ہیں تلوار نیزہ اور یہ سب کچھ ہاتھ میں لئے ہوئے ہے۔

مولانا دریا آبادی صاحب کہتے ہیں کہ چونکہ ان مصنفین کی تحقیق پر ریسرچ پر میں یقین رکھتا تھا۔ میں نے کہا کہ حضور ﷺ کے بارے میں رحمت

کے، راحت کے، شفقت کے، محبت کے اور عفو و درگزر کے جو واقعات سیرت میں پڑھے ہیں وہ تو سب جھوٹ نکلے ہیں۔ معاذاللہ!

ایک اور مثال

دریا آبادی صاحب کہتے ہیں میں نے ایک کتاب پڑھی دماغی امراض سے متعلق۔ اندازہ کیجئے کتاب کا مضمون ہے نفسیاتی امراض، اس میں لکھا تھا کہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ دماغی مریض ہوتے ہیں لیکن ان کے ہاتھوں سے بڑے بڑے کارنامے سرانجام پا جاتے ہیں اور مثال میں کیا لکھا جیسے محمد ﷺ۔ آپ دماغی مریض تھے، لیکن ان کے ہاتھوں کارنامے بڑے سرانجام دیئے گئے۔ اللہ اکبر!

اللہ پاک نے قسمیں کھا کھا کر قرآن میں فرمایا؛ میرے محبوب! آپ دیوانے نہیں ہیں آپ کسی بیماری میں مبتلا نہیں ہیں۔ نٓ والقلم وما یسطرون قلم کی قسم یسطرون مضارع کا صیغہ ہے، علماء کرام جانتے ہیں کہ مستقبل کے لئے بھی آتا ہے اور میں تو مستقبل ہی کا ترجمہ کروں گا۔ قلم کی قسم اور وہ جو قیامت تک لکھیں گے۔ آپ دیوانے نہیں ہیں۔

علماء جانتے ہیں بعض اوقات اللہ قسم اٹھاتے ہیں۔ استشہاد کے لئے۔

استشہاد کہتے ہیں کہ اللہ جس چیز کی قسم اٹھا رہے ہیں اس چیز کو اپنے دعویٰ کی سچائی پر دلیل اور گواہ بنا کر پیش کریں۔

استشہاد کی مثال

اللہ پاک نے سورۃ الشمس میں سات قسمیں کھائیں اور سات قسمیں

کھانے کے بعد فرمایا؛ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی

وَالشَّمْسِ وَضُحٰىهَا ۞ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا ۞ وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰىهَا ۞ وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰىهَا ۞ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰىهَا ۞ وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰىهَا ۞ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ۞ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ۞ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۞

سورۃالشمس آیت، ۱ تا ۹ پ، ۳۰

سورج بھی گواہ، چاند بھی گواہ، دن بھی گواہ، رات بھی گواہ، آسمان بھی گواہ اور زمین بھی گواہ۔

اللہ پاک نے سند دی، رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اور میں کہتا ہوں یہ تو صحابہ تھے جو اتنی بڑی سند پی گئے اور ہضم کر گئے۔ ہمارے جیسا پاگل ہوتا تو وہ تو شاید آپے سے باہر ہو جاتا، پاگل ہو جاتا۔ اتنی بڑی سند اللہ نے دے دی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اب سند دی اللہ نے میرے آقا کو، کائنات کے آقا کو، کیا انداز ہے اللہ کا۔ میرے نبی ﷺ کی نظر رکھنے کا، اللہ نے جب تحویل کعبہ کا حکم نازل فرمایا تو یوں فرمایا:

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ

(سورۃالبقرہ آیت ۱۴۴، پارہ ۲)

ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کا چہرہ بار بار آسمانوں کی طرف اٹھ جاتا ہے۔

فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا

ہم جلد ہی وہی قبلہ مقرر کر دینگے جو قبلہ آپ کا ہے۔ ترضھا جس قبلہ پر آپ راضی ہوں ہم اُسی کو آپ کا قبلہ بنا دیں گے۔

فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً ہی عجیب الفاظ ہیں میرے دوستو! اور آگے فرمایا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۔ یوں نہیں فرمایا کہ ہم نے کعبہ کی طرف قبلہ بنادیا اب آپ چہرہ کعبہ کی طرف کرلیں۔

بلکہ یوں فرمایا ہم نے وہ قبلہ بنادیا جسے آپ چاہتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ آپ اپنا چہرہ قبلے کی طرف پھیرلیں۔

مفسرین کہتے ہیں ایسا اس لئے کیا تاکہ دوہری خوشی حاصل ہو۔

عنقریب دشمن خود گواہی دے گا

اللہ نے کہا قلم کی قسم اور جو کچھ یہ لکھتے رہیں گے اس کی قسم! ان کے قلم گواہی دیں گے ان کی تحریریں گواہی دیں گی۔

مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۝۲

(سورۃ القلم ۲ پارہ ۲۹)

آپ اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں ہیں۔ حالات مایوس کن ہیں کفر کی یلغار، مغرب کی یلغار بڑی تند و تیز ہے۔ لیکن ہمارا یقین کمزور نہیں ہے۔

میرا دل کہتا ہے اور ہر صاحب ایمان کا دل کہتا ہے کہ ایسا وقت آئے گا کہ اللہ کے دشمنوں کے قلم، ان کی زبانیں، ان کا میڈیا گواہی دے گا۔

مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۝۲

(سورۃ القلم ۲ پارہ ۲۹)

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝۴

بے شک آپ ﷺ اعلیٰ ترین اخلاق پر فائز ہیں

بتایا جا رہا تھا کہ اللہ نے ہمیں ایمان کی نعمت عطا کردی اور اہل کفر ہمیں

اس نعمت سے محروم کرنے کے لئے سرتوڑ کوشش کررہے ہیں۔

ان کے پاس تو کچھ نہیں جیسے حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب زید مجدہم فرمارہے ہیں کہ ان کے پاس تو کچھ ہے نہیں وہ ہمیں بھی ایمان کی دولت سے محروم کرنا چاہ رہے ہیں۔

دریا آبادی صاحب کے حوالے تو بہت پرانے ہیں۔

میں حال ہی کے ایک کالم نگار کا حوالہ دے رہا ہوں ۲۰ نومبر کے جنگ اخبار میں پہلی قسط میں شائع ہوا اور ۲۳ نومبر کے جنگ اخبار میں دوسری قسط میں شائع ہوا۔

ایک کانفرنس میں قرآن کریم کے خلاف بدزبانی

ایک مشہور کالم نگار ہیں جو امریکہ کے شہر لاس اینجلس میں ایک کانفرنس میں شرکت کرنے آئے اس کانفرنس کا موضوع تھا"اسلامی شدّت پسندی کا مقابلہ کیسے کیا جائے؟" وہ کالم نگار لکھتے ہیں کہ موضوع تو یہ تھا لیکن سارے مقررین بات کررہے تھے قرآن کے خلاف اور صاحب قرآن حضرت محمد ﷺ کے خلاف۔

کانفرنس ہال کے باہر ان مقررین میں سے ایک ڈاکٹر رابرڈ کے کتابچے تقسیم ہورہے تھے اور فروخت ہورہے تھے اور وہ کتابچے نبی کریم ﷺ کے خلاف گالیوں سے بھرے ہوئے تھے۔

جو حوصلے ہیں تو سنیں اور عبرت حاصل کریں کہ جو مغرب کی تہذیب سے اور مغربی دجالیت سے بہت جلد متاثر ہوجاتے ہیں اور ان کی آنکھیں خیرا

ہو جاتی ہیں اور اپنے آپ کو مسلمان اور نبی کا غلام کہتے ہوئے ان کی گردنیں جھک جاتی ہیں۔

اس کانفرنس میں ڈاکٹر بروش نے کہا کہ قرآن مسلمانوں کو جھوٹ بولنے کی ترغیب دیتا ہے اور پینٹا گون میں اسلام کے موضوع پر لیکچر دینے والے ایک شخص نے کہا کہ دنیا سے اس وقت تک تشدد کو ختم نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ قرآن کو ختم نہیں کیا جائے۔

اس کالم نگار نے کہا یہ شخص بار بار میری طرف اشارے کر کے کہتا تھا کہ ہم اس وقت تک کسی شخص کو روشن خیال نہیں کہہ سکتے جب تک کہ وہ قرآن کو نہ ٹھکرائے۔

روشن خیالو!۔ سنو! روشن خیالی کا علم بلند کرنے والو! سنو!!

تحفظ نسواں کا بل پاس کرنے سے تم ان کی نظر میں روشن خیال نہیں بن سکتے جب تک کہ قرآن کو نہ ٹھکرا دو۔

یہود ونصاریٰ کی رضامندی

آج تو کافر کہہ رہے ہیں، میرے اللہ نے یہ بات سوا چودہ سو سال پہلے کہہ دی ہے۔ سورۃ البقرۃ پہلے پارے میں اللہ نے فرمایا؛

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ط

یہ یہود ونصاریٰ تم سے ہرگز خوش نہیں ہو سکتے جب تک کہ تم ان کی ملت کی اتباع نہ کرو۔

اللہ نے کہہ دیا۔ یہ ہرگز تم سے راضی نہیں ہوں گے جب تک کہ تم اسلامی

تعلیمات کو چھوڑ کر ان کی اتباع نہ کرو۔

پرانا مطالبہ

ان حرکتوں سے، تحفظ نسواں کے بل جیسی حرکتوں سے یہ خوش نہیں ہوں گے۔ قرآن کو چھوڑنے یا قرآن میں تبدیلی کا مطالبہ کرنا نیا ہرگز نہیں بلکہ پرانا مطالبہ ہے، اللہ فرماتے ہیں؟:

وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ ۙ قَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا ائْتِ بِقُرْآنٍ غَيْرِ هَٰذَا أَوْ بَدِّلْهُ ۚ

جب ان کے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے تو یہ کہتے ہیں اے محمد! ﷺ کوئی اور قرآن لے آؤ یا اس قرآن میں کچھ تبدیلی کرلو۔

اللہ نے قیامت تک کے لئے فرمادیا؛

قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِن تِلْقَاءِ نَفْسِي ۖ

مجھے قرآن تبدیل کرنے کا کوئی اختیار نہیں إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ ۖ میں نبی تو ہوں، میں نبیوں کا سردار ہوں۔ لیکن جیسے تم وحی کی اتباع کے پابند ہو میں بھی وحی کی اتباع کا پابند ہوں۔

کل کے ابوجہل اور کل کے ابولہب کہتے تھے قرآن بدل ڈالو۔ آج کے ابوجہل بھی اور آج کے ابولہب بھی یہی مطالبہ کرتے ہیں۔

اللہ کی قسم! ہمیں کل کے ابوجہلوں اور ابولہبوں سے نفرت ہے اور ہم آج کے ابوجہل اور آج کے ابولہب سے بھی نفرت کرتے ہیں۔

اگر نبی کریم ﷺ کسی سورت اور کسی آیت یا کسی لفظ کو تبدیل نہیں کر سکتے

تھے اور نہ امت کے کسی فرد نے ایسا کیا تو آج بھی ایسا نہیں ہو سکتا۔

قرآن میں جہاد کی آیات رہیں گی، قتال کی آیات رہیں گی۔ یہود و نصاری سے بچنے کی آیات رہیں گی، کوئی نہیں نکال سکتا۔

"ب" کو "ت" بھی نہیں کیا جا سکا

ایک وقت تھا آپ جانتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام جس بستی میں گئے تو بستی والوں سے کھانا مانگا لیکن انہوں نے کھانا دینے سے انکار کر دیا۔ قرآن نے اس واقعہ کو ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا۔

فَانْطَلَقَا ٚ حَتّٰٓى اِذَآ اَتَيَآ اَهْلَ قَرْيَةِ ِۨ اسْتَطْعَمَآ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ۭ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا ؀

سورة الكهف آیت نمبر ۷۷ پارہ ۱۶

انہوں نے مہمان نوازی کرنے سے انکار کر دیا۔ ان بستی والوں نے یہ سوچا اور کوششیں کیں کہ کسی طرح اس لفظ کو قرآن سے نکال دیا جائے تاکہ ان کی بخیلی کا داغ دھل جائے اور فَاَبَوْا کی جگہ فَاَتَوْا لکھا جائے۔ ب کے لفظ کو ہٹا کر "ت" کے دو نقطہ لگا دیئے جائے جس کا معنی یہ ہوگا فاتوا کہ وہ اس مہمانی کی طرف آئے۔ لیکن یہ نہ کر سکے، کامیاب نہ ہوئے۔

قرآن ہمارا محافظ، اللہ قرآن کا محافظ

اس لئے کہ قرآن صرف صحیفوں میں تو نہیں بلکہ کروڑوں سینوں میں محفوظ ہے اور اسکی ذمہ داری خود اللہ نے لی ہے جو نہ کسی کاتب کا محتاج ہے نہ کسی

کمپیوٹر کا محتاج ہے۔ بلکہ میں تو سچ کہتا ہوں کہ یہ قرآن اپنی حفاظت کے لئے میرے اور آپ کا بھی محتاج نہیں ہے، ہم اپنی حفاظت کے لئے اس کے محتاج ہیں ،ہم اپنی عزت کی حفاظت کے لئے اس کے محتاج ہیں،ہم اپنی بقاء کے لئے اس کے محتاج ہیں ہم اپنی زندگی کے لئے اس کے محتاج ہیں، اپنی اپنی نجات کے لئے اس کے محتاج ہیں۔ ہم اللہ کی رحمت کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے اس کے محتاج ہیں، ہم نبی ﷺ کی سنت کو زندہ کرنے کے لئے اس کے محتاج ہیں، ہم سکون حاصل کرنے کے لئے اس قرآن کے محتاج ہیں لیکن یہ قرآن میرے اور آپ کا محتاج ہرگز نہیں ہے۔

قرآن نے ہمیں قابل رشک عزت دی

علماء کی اولادو! مشائخ کی اولادو! علّامو! فہامو! خطیبوں کی اولادو! ہم نے قرآن کو محفوظ کر کے، میرے حافظ دوستو! ہم نے قرآن کو یاد کر کے کسی کو عزت نہیں دی۔ قرآن نے ہمیں عزت دی، رب کعبہ کی قسم! ہم تو گلیوں کے تنکے تھے، ہم تو پیروں کے نیچے آنے والے ذرّے تھے قرآن نے ہمیں ان کرسیوں پر بٹھا دیا۔ عزت تو قرآن میں ہے۔

یہ پڑھنے والوں کو، سمجھنے والوں کو، پڑھانے والوں کو، سمجھانے والوں کو، پھیلانے والوں کو عزت دیتا ہے۔ انکار کرنے والوں کو ذلیل کر دیتا ہے، پیٹھ پھیرنے والوں کو ذلیل کر دیتا ہے۔

بدبخت خاتون کا تبصرہ

تو عرض یہ کر رہا تھا کہ حال کے کافر بھی یہ سوچ رہے ہیں میں اس کانفرنس کا

حال بیان کرر ہا تھا آپ بھی پڑھ سکتے ہیں۔

جنگ اخبار کے اداریہ کا صفحہ ۲۰ اور اداریہ کا صفحہ نمبر ۲۳ میں ایک خاتون نے لکھا بدبخت خاتون ہم جب خاتون کا ذکر کرتے ہیں تو ہم محترمہ کہہ کر کرتے ہیں لیکن اس بدبخت خاتون نے ایسی بات لکھی کہ میرا دل اس کو عزت والے الفاظ جس میں عزت جھلکتی ہو کہنے پر آمادہ نہیں ہوا۔

اس بدبخت ملعونہ نے لکھا کہ ایک ارب مسلمانوں کو ماڈرن بنانے کے لئے ضروری ہے کہ ڈنمارک میں جو خاکے چھپے ہیں جن پر مسلمانوں نے احتجاج کیا۔ اسے بار بار چھاپا جائے جب مسلمان احتجاج کرنے سے رک جائیں تو یہ ماڈرن بن جائینگے۔

ہم آقا ﷺ کی بے حرمتی ہرگز برداشت نہیں کر سکتے

ارے لعنت ہو ایسے ماڈرن لوگوں پر لعنت ہو، اللہ کی لعنت۔ ہمیں تم بدو کہہ لو، گنوار کہہ لو، جاہل کہہ لو ہم سارے القاب سینے پر سجا لیں گے۔ لیکن رب کعبہ کی قسم! اپنے آقا ﷺ کی بے حرمتی پر بے غیرتی کا مظاہرہ نہیں کریں گے۔ دقیانوس کہہ لو، اعرابی کہہ لو، جنگلی، صحرائی کہہ لو سارے القاب سینہ پر تمغہ سمجھ کر سجا لیں گے لیکن آقا ﷺ کی بے حرمتی کا مظاہرہ نہ کریں گے۔

تو بتایا جا رہا تھا کہ ان کے پاس تو کچھ ہے نہیں، میرا موضوع بھی اسی بات کو ثابت کرنا تھا لیکن تفصیل میں جانے کا وقت نہیں۔ میں چند اشاروں پر اکتفا کروں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے پورے حالات ان کے پاس نہیں اور سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے حالات ان کے پاس نہیں ہیں۔

ہمارے پاس حضور اکرم ﷺ کی ایک ایک ادا محفوظ ہے

ہم سے پوچھئے کہ ہمارے آقا ﷺ چلتے کیسے تھے؟ بیٹھتے کیسے تھے؟ لیٹتے کیسے تھے؟ مسکراتے کیسے تھے؟ روتے کیسے تھے؟ دعا کیسے کرتے تھے؟ سجدہ کیسے کرتے تھے؟ قومہ کیسے کرتے تھے؟ آپ کے ابرو کیسے تھے؟ آپ کی آنکھیں کیسی تھیں؟ آپ کے کان مبارک کیسے تھے؟ آپ کی ڈاڑھی مبارک کیسی تھی؟ رخسار مبارک کیسے تھے؟ ہونٹ کیسے تھے؟ زلفیں کیسی تھیں؟ گردن کیسی تھی؟ تلوے کیسے تھے؟ ناخن کیسے تھے؟ کھاتے کیسے تھے؟ پیتے کیسے تھے؟ کنگا کیسے کرتے تھے؟ سرمہ کیسے لگاتے تھے؟ ارے آپ کی سواری کیسی تھی؟ تلوار کیسی تھی؟ آپ کی ازواج کیسی تھیں؟ آپ کی اولاد کیسی تھی؟ آپ کے صحابہ کیسے تھے؟ ہم سے پوچھو۔

ہمارے پاس قرآن موجود ہے، قرآن محفوظ، صاحب قرآن موجود ہے۔ایک خاموش قرآن اور دوسرا چلتا پھرتا قرآن، کھاتا پیتا قرآن، بولتا قرآن، سوتا جاگتا قرآن، کفر کے خلاف جنگ کرتا ہوا قرآن، قرآن صامت یہ تیس پاروں میں محفوظ ہے۔ قرآن ناطق، چلتا پھرتا قرآن رسول اللہ ﷺ کی شکل میں مکہ اور مدینہ منورہ میں ہے۔

ٹھیک ہے حدیث کی حفاظت کا وہ معیار نہیں جو قرآن کی حفاظت کا ہے درجات میں فرق ہے۔لیکن مسلمانوں نے ضائع نہیں ہونے دیا۔قرآن ناطق کی صورت کو بھی، سیرت کو بھی، لیل ونہار کو بھی مسلمانوں نے ضائع نہیں ہونے دیا اور نہ تورات وزبور محفوظ اور نہ انجیل محفوظ۔بس صرف چند پہلو موازنہ کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

بائبل کے بارے میں عیسائیوں کا نظریہ

اپنی بات کو ختم کروں گا، بائبل کے دو حصے ہیں عہد قدیم اور عہد جدید، تورات کو عہد قدیم کہتے ہیں اور انجیل کو عہد جدید کہتے ہیں۔

عہد قدیم میں ۴۵ کتابیں ہیں ۳۸ میں عیسائیوں کا اتفاق ہے اور ۷ کتابوں میں اختلاف۔ حتیٰ کہ بائبل کی عہد جدید کی صرف ۱۴ کتابوں میں عیسائیوں کا اتفاق ہے۔

قرآن کریم کے بارے میں مسلمانوں کا نظریہ

لیکن مسلمانوں کے قرآن کریم کی ایک سو چودہ سورتوں میں سے کسی سورت میں بھی مسلمانوں کا اختلاف نہیں ہے۔ چودہ صدیوں کے سارے مسلمان اس پر متفق ہیں کہ سورۃ الفاتحہ سے لیکر سورۃ الناس تک سارے کا سارا اللہ کا کلام۔

ایک عجیب بات

اور یہاں میں ایک عجیب بات بتاؤں آپ کو اور یہ عجیب بات مسلمان نے نہیں لکھی فرانس کے ایلٹن نے لکھی۔

اس نے کہا کہ جب اس بارے میں عیسائیوں کا اختلاف ہوا کہ کونسی انجیل وہ ہے جو عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ تو انہوں نے انجیلوں کو میز پر رکھ دیا اور میز کو حرکت دی جو انجیلیں گر گئیں ان کو جھوٹا مان لیا گیا اور جو انجیلیں باقی رہ گئیں ان کو سچا مان لیا گیا۔

اگر کوئی مسلمان لکھتا تو کہا جا سکتا تھا کہ اس نے تعصب کی وجہ سے لکھا ہے

لیکن یہ تو ایک عیسائی لکھ رہا ہے۔ ان کا عیسائی مؤرخ لکھ رہا ہے کوئی مسلمان نہیں لکھ رہا۔

دوسرا پہلو

آپ ایک دوسرا پہلو دیکھئے انجیل میں اپنے سامنے رکھ کر بیٹھا ہوا ہوں۔ ایک طرف میرے انجیل اور دائیں ہاتھ میں الحمد للہ! القرآن الکریم۔ انجیل میں آپ جگہ جگہ دیکھئے، آپ کتاب یوشع کو دیکھئے، کتاب فسطاط کو دیکھئے، کتاب داؤد کو دیکھئے، کتاب یہودین کو دیکھیں، کتاب ایوب کو دیکھیں شروع میں دیکھئے تو یہ کتاب فلاں مصنف کی تصنیف ہے، یہ کتاب فلاں کی تصنیف ہے اور کئی کتابوں کے شروع میں لکھا ہے اس کتاب کے مصنف معلوم نہیں ہیں۔

قرآن کا مصنّف

لیکن مسلمان کو قرآن کا مصنف معلوم ہے۔ ایک ایک سورت کا مصنف صرف اللہ ہے۔ مسلمان کسی سورت یا کسی آیت کی نسبت نہ حضور علیہ السلام کی طرف کرتے ہیں، نہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف، نہ عمر رضی اللہ عنہ کی طرف، نہ عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف اور نہ علی رضی اللہ عنہ کی طرف۔

آپ بائبل کو دیکھئے کسی کی نسبت کسی ولی کی طرف اور کسی کتاب کی نسبت کسی حواری کی طرف اور کئی کتابوں کے بارے میں لکھا ہے کہ اس کا مصنف ہمیں معلوم نہیں۔ لیکن قرآن جگہ جگہ کہتا ہے؛

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝۲

اللہ قسمیں اٹھا کر کہا ہے۔ سورۃ الواقعۃ میں کہا؛

فَلَآ اُقۡسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوۡمِ ۝۷۵ وَ اِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوۡ تَعۡلَمُوۡنَ عَظِيۡمٌ ۝۷۶ اِنَّهٗ لَقُرۡاٰنٌ كَرِيۡمٌ ۝۷۷ فِىۡ كِتٰبٍ مَّكۡنُوۡنٍ ۝۷۸ لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الۡمُطَهَّرُوۡنَ ۝۷۹ تَنۡزِيۡلٌ مِّنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۝۸۰

(سورۃ الواقعہ آیت ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸ پارہ ۲۷)

اللہ فرماتے ہیں کہ میں قسم کھاتا ہوں ستاروں کے گرنے کی جگہ کی اور اگر تم جان سکو تو یہ بہت بڑی قسم ہے۔ فرمایا؛

فَلَآ اُقۡسِمُ بِمَا تُبۡصِرُوۡنَ ۝۳۸ وَمَا لَا تُبۡصِرُوۡنَ ۝۳۹

(سورۃ الحاقہ ۳۹، ۳۸ پارہ ۲۹)

میں ان چیزوں کی قسمیں اٹھاتا ہوں جنھیں تم دیکھ سکتے ہو اور ان چیزوں کی قسمیں کھا کر بھی کہتا ہوں جنہیں تم نہیں دیکھ سکتے۔ میں رُک کر یہ کہنا چاہتا ہوں۔ میری اور آپ کی نظر تو ویسے ہی محدود ہے۔ ہمارے پاس دوربینیں نہیں، ہوائی جہاز بھی نہیں، ہم لمبے لمبے اسفار بھی نہیں کرتے۔

وہ سائنسدان جو دن رات، زمینوں آسمانوں، صحراؤں اور جنگلوں کی ریسرچ میں لگے رہتے ہیں دعوٰی کر کے کہتا ہوں ابھی تک اللہ کی بنائی ہوئی کائنات میں سے کروڑواں حصہ بھی نہیں دیکھ سکے۔

اس سورج جیسے لاکھوں سورج ہیں، اس چاند جیسے لاکھوں چاند ہیں۔ اسی زمین جیسے نامعلوم کتنے ہی کرّے ہیں۔ نہیں دیکھ سکے۔

اور اللہ کیا کہتے ہیں میں قسم کھاتا ہوں ان چیزوں کی جنہیں تم دیکھ سکتے ہو اور ان چیزوں کی بھی جنہیں تم نہیں دیکھ سکتے۔ بلکہ یوں بھی کہا جا سکتا ہے۔ جن کو تم دیکھ سکو گے زندگی میں اور جنہیں تم نہیں دیکھ سکتے۔ مرنے کے بعد اللہ دکھا

دے تو دکھا دے۔ زندگی میں نہیں دیکھ سکو گے۔

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿۴۰﴾ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ؕ

لوگو! میرا نبی شاعر نہیں۔

سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ ۙ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ﴿۷﴾

(سورۃ الحاقہ آیت ۴۱ تا ۴۲)

لوگو! میرا نبی کاہن نہیں۔

وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۳﴾ سورۃ الحاقہ آیت ۴۲، ۴۳ پارہ ۲۹

یہ رب العالمین کا کلام ہے۔

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ﴿۴۴﴾

سورۃ الحاقہ آیت ۴۶، ۴۵، ۴۴

اگر میرا نبی ایک بھی بات میری طرف منسوب کرتا، میں ہاتھ سے پکڑ کے اور شہہ رگ کو کاٹ دیتا۔

بتایئے! ایسی ایک آیت بھی بتایئے، بائبل کے اندر، ایک آیت بھی کہ موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اللہ نے کہا ہو یا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اللہ نے کہا ہو۔

اللہ کہتے ہیں کہ ایک بھی آیت جھوٹی میری طرف منسوب کی تو میں گردن کاٹ دوں گا۔ ایک آیت بھی دکھاؤ۔

پوری دنیائے عیسائیت کو چیلنج دیا جا سکتا ہے۔ پوری دنیائے یہودیت کو چیلنج

کیا جا سکتا ہے۔ لاؤ دکھاؤ! یہ دعوے کرو۔

آپ جانتے ہیں کوئی یہودی یا عیسائی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا۔ تورات پوری کی پوری اللہ کی کتاب ہے۔ انجیل پوری کی پوری اللہ کی کتاب ہے۔ یہ دعویٰ نہیں کر سکتے۔

تیسرا پہلو

میں تیسرا پہلو جس کی طرف آپ کو متوجہ کرتا ہوں اللہ نے قرآن کریم کی حفاظت کا ذمہ لیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں کوئی اختلاف، کوئی تضاد نہیں ہے، الحمد للہ!

میں ایک ناقص سا گناہگار انسان ہوں میرا چھوٹا سا گھر ہے اور اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے میرے اس گھر میں چار حافظ ہیں۔ اور ایسے گھرانے بھی جانتا ہوں کہ ایک ایک گھر میں دس دس حافظ ہیں، پندرہ پندرہ حافظ ہیں، اللہ اکبر! جسے اللہ چاہے نواز دے۔

اللہ نے قرآن کی حفاظت کا انتظام کیا۔ بے شمار حافظ ہیں چنانچہ قرآن میں کوئی تضاد کوئی غلطی نہیں ہے۔ تورات کا کوئی حافظ نہیں، انجیل کے کوئی حافظ نہیں۔ چنانچہ بڑے اختلاف، بڑے تضاد ہیں میں آپ کو ایک واقعہ عرض کروں کہ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب جنہوں نے قرآن وحدیث کی تحقیقات کیں ان کی تمام باتوں سے اتفاق نہیں۔ علمی سطح پر اختلاف ہر کسی سے ہو سکتا ہے، لیکن ان کے خلوص میں مجھے کوئی شک نہیں۔

بے شمار لوگوں کو انہوں نے مسلمان کیا۔ اور فرانسیسی زبان میں قرآن پاک کا ترجمہ بھی کیا۔ اشاعت اسلام میں وہ جتنا حصہ لے سکتے تھے لیا۔

انہوں نے اپنی کتاب "خطبات بہاولپور" ہے، بازار میں یہ کتاب ملتی ہے آپ بھی دیکھ سکتے ہیں۔اس میں انہوں نے لکھا جرمنی کے عیسائیوں نے صرف یونانی زبان میں انجیل کو جمع کیا۔انجیل کے نسخے عربی میں بھی ہیں۔انگریزی میں بھی ہیں، اردو میں بھی دوسری زبانوں میں بھی ہیں۔

لیکن انہوں نے صرف یونانی زبان میں جو انجیل کے نسخے ہیں ان کو جمع کیا۔اس میں انہوں نے لکھا کہ ان نسخوں میں دولاکھ اختلافی روایات ہیں۔

قرآن کریم میں غلطیاں تلاش کرنے میں عیسائیوں کی ناکامی

حسد کی بنیاد پر جرمنی کے عیسائیوں کو خیال آیا، قرآن کریم میں بھی غلطیاں تلاش کریں۔انہوں نے پوری دنیا سے ۴۲۰۰۰ قرآن پاک کے نسخے جمع کئے۔

کوئی پانچویں صدی کا، کوئی چھٹی صدی، کا کوئی آٹھویں صدی کا، کوئی تیرھویں صدی کا، کوئی افریقہ کا، کوئی ایشیاء کا اور کوئی بھارت کا۔

اور ان کی تین نسلوں نے ان نسخوں کے درمیان موازنہ کیا۔اور یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہو گئے کہ ان ۴۲۰۰۰ نسخوں میں کتابت کی تو کوئی غلطی ہمیں مل جاتی۔لیکن کوئی ایک آیت بھی ہمیں آپس میں اختلاف والی نہیں ملی۔کوئی ایسی آیت ہو کہ جو ایک نسخے میں ہو اور دوسرے میں نہ ہو، ہمیں ایک بھی ایسی آیت کسی نسخے میں نہیں ملی۔ یا ایک لفظ ایک نسخے میں ہو اور دوسرے میں نہ ہو۔ہمیں ایسا نہیں ملا۔

آخری اہم پہلو

میں بات کو زیادہ لمبا نہیں کرنا چاہتا ایک آخری پہلو آپ کے سامنے رکھتا

ہوں۔آپ بائبل کو اٹھا کر دیکھئے اس میں بعض اچھے موضوع بھی آپ کو مل جائیں گے۔ ظاہر ہے کہ ہے تو اللہ کا کلام، وہ کلام جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا۔ وہ کلام جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا۔ اور ہم تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان رکھتے ہیں اس تورات پر جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ اس انجیل پر جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ ہم اس پر ایمان نہیں رکھتے جو انہوں نے خود سے تحریف کی ہے۔ ہم اس پر ایمان نہیں رکھتے اور ایمان رکھنا ہمارے لئے ممکن بھی نہیں ہے۔ اور کیسے ممکن نہیں ہے میں بتاتا ہوں۔

میں عرض کر رہا تھا کہ بائبل میں اچھے مضامین ہیں لیکن ایسے غلط مضامین بھی ہیں جنہیں کم از کم ایک مسلمان برداشت نہیں کر سکتا۔

آپ بائبل کتاب کے باب نمبر ۵ اور آیت نمبر ۱۸ کو دیکھیں، صفحہ نمبر ۱۰ ہے کہ سیدنا نوح علیہ السلام آدم ثانی شراب پی کر ننگے ہو گئے۔ نعوذ باللہ! اور قرآن نے کیا کہا؛

سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧٩﴾

میرے اللہ! تیرے کلام پر قربان۔

قرآن نے صرف ہمارے حضور ﷺ کی تعریف نہیں کی سارے نبیوں کی تعریف کی ہے۔ فرمایا کہ سارے جہاں میں نوح علیہ السلام پر سلامتی ہو۔

اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٨٠﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٨١﴾

وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھا عام بندوں میں سے نہیں تھا، آپ حضرت لوط علیہ السلام کے بارے میں دیکھئے۔ بائبل صفحہ ۲۰ کتاب التکوین باب نمبر ۱۵، آیت نمبر ۳۰ میں لکھا ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کو ان کی بیٹیوں

نے شراب پلائی اور پھر انہوں نے اپنی دونوں بیٹیوں سے نعوذ باللہ ! بدکاری کی۔ کاش ! ہمارے علماء اس چیز کی اجازت دیتے تو ہم یہ کہتے کہ یہ جو تم نے فحاشی پھیلائی ہے اس کو بند کر دو۔ لہٰذا اس کتاب پر پابندی لگا دی جائے۔ اس کی خرید و فروخت ختم کر دی جائے۔ جس کے ذریعے تم نے فحاشی پھیلائی ہے اور میرے پاس یہ بائبل رکھی ہوئی ہے۔ آپ اس کا صفحہ نمبر ۴۸ دیکھئے۔ صفحہ نمبر ۴۸ کے ساتھ ایک مرد اور عورت کی تصویر چھپی ہوئی ہے۔ غالباً حضرت یوسف علیہ السلام اور ایک خاتون ہیں اور اس تصویر میں مرد اور عورت صرف چڈی پہنے ہوئے ہیں۔ (العیاذ باللہ)

قرآن کی بائنڈنگ میں بعض بائینڈروں نے نفع رسانی کی خاطر کلینڈر کوا استعمال کیا، جس کی بناء پر مسلمانوں نے احتجاج کیا اور یہاں تو بائبل کے اندر ننگی تصویر ہے۔ مسلمانوں نے کہا کہ قرآن کے ساتھ تصویر کا کیا تعلق۔ ایک طرف بائبل نے کہا کہ لوط علیہ السلام معاذ اللہ ! اپنی بیٹیوں سے بدکاری کرتے تھے اور قرآن نے کیا کہا۔ ؛

وَإِسْمٰعِيلَ وَالْيَسَعَ وَيُونُسَ وَلُوطًا ۚ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِينَ ﴿٨٦﴾

(سورۃ الانعام آیت ۸۶ پارہ ۷)

ہم نے اسماعیل، یسع، یونس اور لوط علیہم السلام کو سارے جہانوں پر فضیلت دی ہے۔ اپنے زمانے میں ان سے بہتر کوئی نہیں تھا۔ اللہ اسی کو نبی بناتے ہیں جو اپنے زمانے میں سب سے بہتر ہوتا ہے۔ سب سے اعلیٰ ہوتا ہے، سب سے افضل ہوتا ہے۔ جس شہر میں نبی بناتے ہیں وہ سارے شہروں سے افضل، جس

زمانے میں نبی بناتے ہیں وہ سارے زمانوں سے افضل ہوتا ہے۔

لوط علیہ السلام کے بارے میں یہ کہا اور حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں بائبل صفحہ ۳۸۰ باب ۱۱ انہوں نے معاذ اللہ ! ثم معاذ اللہ نقل کفر کفر نہ باشد۔۔ انہوں نے اپنے ایک فوجی کی بیوی سوریا سے زنا کیا اور پھر اس کے شوہر اور سوریا کو حیلہ سے قتل کرادیا۔

اور قرآن نے کہا؛

فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا ۫

(سورۃ الانبیاء آیت ۷۹، پ ۱۷)

ہم نے ہر ایک کو حکمت اور علم عطا کیا۔

اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں بائبل صفحہ ۵۲۱ آیت نمبر ۱ سے ۱۳ تک؛ کہ سلیمان علیہ السلام نے اپنی بیویوں کو خوش کرنے کے لئے ارتداد اور شرک کیا۔

بتوں کی پوجا کی العیاذ باللہ! اور قرآن نے کیا کہا؛

وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۗ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ۭ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۭ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ۭ وَمَا هُمْ بِضَاۗرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ

وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ؕ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ؕ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ ؕ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾

(سورۃ البقرۃ آیت ۱۰۲، پ ۱)

سلیمان علیہ السلام نے کفر نہیں کیا بلکہ شیطانوں نے کفر کیا۔ ہم جب قرآن پڑھتے تھے تو ہم یہ کہتے کہ کیا ضرورت تھی یہ کہنے کی کہ سلیمان علیہ السلام نے کفر نہیں کیا۔ معاف کیجئے گا کیا کبھی یوں کہتے ہیں کہ میرے استاد آئے اور میں ان کو طہارت کرواؤں۔ میرے حضرت نے کبھی کفر نہیں کیا۔ شرک نہیں کیا، کبھی چوری نہیں کی۔ تو کیا یہ ان کی تعریف ہوگی؟

بعض بندے ایسے ہوتے ہیں کہ ان سے شرک کی نفی بھی ان کے شان کے خلاف معلوم ہوتا ہے اور اللہ اپنے نبی کے بارے میں کہہ رہے ہیں کہ: سلیمان نے کفر نہیں کیا۔ قرآن کیوں کہہ رہا ہے؟ یہ تو تب پتا چلا جب بائبل کو دیکھا۔ بائبل کہتی ہے سلیمان علیہ السلام نے کفر کیا۔ نبی کے دامن کو داغ دار کرتی ہے بائبل۔ اور نبی کے دامن کو صاف کرتا ہے قرآن۔

کفر کی یلغار اور استقامت کی ضرورت

میرے بزرگو اور دوستو! میرے بھائیو! میرے عزیزو! میری بہنو! میری بیٹیو! کفر کی یلغار کا وقت ہے جمے رہنا، ایمان پر جمے رہنا۔ نبی ﷺ کی سنت پر جمے رہنا۔ اندھیرا ہے اندھیرا۔ قرآن سے نور حاصل کرتے رہنا۔ مبارک باد کے قابل ہیں وہ لوگ جو اپنی صلاحیتیں، اپنی جوانیاں، قرآن کی اشاعت

میں، قرآن کی خدمت میں، قرآن کی تشریح میں، قرآن کی تفسیر میں لگائے ہوئے ہیں۔

ساتھیوں کی جان توڑ محنت

یہ عالمی فہم القرآن ٹرسٹ کے ساتھی بھی (سچی بات ہے) میں نے ان دوستوں کو مزدوروں کی طرح، عام کارکنوں کی طرح کام کرتے ہوئے دیکھا۔ آپ مت سمجھئے کہ ان کے اشتہاروں میں نام ہیں۔تو یہ کرسیوں پر دفتروں میں بیٹھے ہوئے ہوں گے۔ممکن ہے آپ کو دیواروں پر جو اشتہار نظر آرہے ہیں۔ یہ خود انہوں نے لگائے ہوں۔ دن کو پڑھا کر اور راتوں میں آپ لوگوں کو دعوت دینے کے لئے گلیوں اور بازاروں میں دوڑ رہے ہیں۔

ان میں سے بعض ساتھی تو ایسے بھی ہیں جو میرے علم میں ہیں آج رات تو یقیناً نہیں سوئے۔

ہوسکتا ہے کئی راتوں سے نہیں سو سکے ہوں۔ پروگرام تبدیل کرلیا گیا۔" الحمراء ہال میں تھا۔ ایک دم دوسری جگہ ترتیب بنانا اور سب کو اطلاع دینا اور متوجہ کرنا اور اعلانات کرنا۔میرے جیسا کوئی کمزور ہوتا تو حوصلہ ہار جاتا۔ داد دیتا ہوں ان کے حوصلے کو جنہوں نے یہ محنت کی۔ اللہ ان کو برکتیں دے، اللہ ان کو اخلاص عطا فرمائے۔ (آمین)

اور میں داد دیتا ہوں آپکو بھی کہ پروگرام کی تبدیلی دیکھ کر اور بہت سی شاہراہیں بند ہونے کے باوجود آپ نہ معلوم کیسے چکر لگا کر یہاں تک پہنچے۔ اللہ آپ کے آنے کو قبول فرمائے۔ (آمین)

رسالہ "مطالعہءقرآن"

ہمارے ساتھی مطالعہءقرآن کے نام سے بہت ہی مفید ایک رسالہ بھی شائع کرتے ہیں اس کے لئے بڑی محنت کرتے ہیں اور میں چونکہ ان کے اندرونی حالات جانتا ہوں۔ ایک پیسہ اس میں سے تنخواہ نہیں لی، نفع نہیں لیا اور اللہ کی رضا کے لئے کام کررہے ہیں۔

اشتہار چلتے ہیں اور اشتہار ہی کی رقم کو اشتہار ہی میں ختم کردیتے ہیں۔ آپ پر لازم ہے ان کے ساتھ تعاون کریں۔ مطالعہءقرآن کو خود بھی خریدیں باہر اسٹال پر بھی دستیاب ہوگا۔ اور ہماری درسِ قرآن کی جو کیسٹیں ہوتی ہیں ہر اتوار کو کراچی میں اس کی کیسٹیں بھی امید ہے کہ باہر اسٹال پر مل جائیں گی اس کو خود خریدیں اور دوسرے ساتھیوں تک بھی پہنچائیں، متعارف کروائیں۔

کفر ہمیں جتنا قرآن سے دور کرنا چاہتا ہے اتنا ہی شدت کے ساتھ اور اتنی ہی زور کے ساتھ قرآن کو سینوں سے لگالیں۔

اللہ مجھے اور آپ سب کو صدق واخلاص کے ساتھ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

عظمتِ قرآن

ازافادات

داعیٔ قرآن، مُفسرِ قرآن

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ

جمع وترتیب

مولانا اشفاق احمد

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

مکتبہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

۞ ......مبارکباد کے حقیقی مستحق کون ہیں؟

۞ ......قرآن کریم کی انوکھی خصوصیات کیا کیا ہیں؟

۞ ...... دنیا کا واحد کلام جس کے حفّاظ دنیا کے کونے کونے میں ہیں وہ کون سا ہے؟

۞ ...... سچے عاشق قرآن کون تھے؟

۞ ......سب سے بڑے خوش نصیب کون ہیں؟

۞ ......حضور ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ کون سا ہے؟

۞ ......مغربی اور اسلامی تہذیب میں کیا فرق ہے؟

۞ ...... ہمارے کرنے کے دو اہم کام کیا ہیں؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الٓمّٓ ۝۱ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝۲

(سورۃالبقرۃآیت ۱،پارہ ۱)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

قابل احترام ماؤں، بہنو اور بیٹیو، بزرگو اور دوستو!

آپ سب حضرات کئی دنوں سے اخبارات میں پڑھ رہے ہیں کہ گوانتانا مو میں امریکی فوجیوں کے ہاتھوں قرآن کریم کی نا قابل برداشت توہین کا واقعہ پیش آیا۔ اس حوالے سے پورے ملک میں بلکہ پورے عالم اسلام میں جلسے بھی ہو رہے ہیں۔ جلوس بھی نکالے جا رہے ہیں، اجتماعی مظاہروں کا انتظام کیا جا رہا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ جس دن سے واقعہ پیش آیا اور اخبارات میں

شائع ہوا۔ایک مسلمان ہونے کے ناطے میرے جذبات بھی مجروح ہوئے اوراُس دن سے دل کی عجیب کیفیت ہے۔

اور دل چاہتا ہے جہاں جہاں اللہ توفیق دے وہاں وہاں ہم عظمت قرآن کو بیان کریں، وہ جتنا اس کتاب کوگرانے کی کوشش کرتے ہیں ہم اتنا اس کتاب کو اٹھانے کی کوشش کریں گے۔وہ جتنی توہین کریں گے معاذاللہ! ہم اتنی ہی توقیرکریں گے۔کتاب مقدس ہمارازادِسفر ہے، ہماراتوشہءآخرت ہے، ہمارے دل کا سکون ہے، ہماری آنکھوں کا نور ہے، ہماری طبیعت کی بہار ہے، ہماری زندگی کا امام ہے، ہمارا دنیا کا ساتھی ہے اوران شااللہ ہماری قبر کا ساتھی بھی یہی کتاب مقدس ہوگی اور ہمارے حشر کا ساتھی بھی یہ کتاب مقدس ہوگی۔

مبارک لوگ

مبارک ہیں وہ لوگ جن کی زبانیں قرآن کی تلاوت کرتی ہیں، مبارک ہیں وہ آنکھیں جوقرآن کی زیارت کرتی ہیں، مبارک ہیں وہ ہاتھ جوقرآن کو چھوتے ہیں، مبارک ہیں وہ جگہیں جہاں قرآن کریم کی تلاوت کی جاتی ہے، مبارک ہیں وہ لوگ جن کی زندگیاں قرآن کی اشاعت کے لیے وقف ہیں۔مبارک ہیں وہ تاجر، وہ اصحاب ثروت جن کا مال ودولت قرآن کریم کے معارف وعلوم کے عام کرنے میں خرچ ہوتا ہے، مبارک ہیں وہ قلم جوقرآن کے لیے لکھتے ہیں، مبارک ہیں وہ دماغ جوقرآن کے لیے سوچتے ہیں اور مبارک ہیں وہ سینے جن سینوں میں قرآن محفوظ ہے۔مبارک ہیں وہ خاندان

جن کے بچے، جن کی بچیاں قرآن کو اپنے سینوں میں محفوظ کیے ہوئے ہیں۔

قرآن کریم سے والہانہ محبت

اور حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کے دل میں قرآن کا جو احترام ہے اور جس والہانہ انداز سے مسلمان قرآن پڑھتے ہیں، قرآن پڑھاتے ہیں، قرآن سمجھاتے ہیں، قرآن سمجھتے ہیں، قرآن پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ قرآن کو دنیا میں پھیلانے کے لیے جہد وسعی کرتے ہیں اس چیز نے ان غیر مسلموں کو بغض اور حسد میں مبتلا کر دیا۔

قرآن کریم کی انوکھی خصوصیات

قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ نے ایسی خصوصیات عطا کی ہیں جو کسی الہامی کتاب کو عطا نہیں کی ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ اگر کوئی صحیح کتاب ہے تو وہ قرآن ہے، مکمل ایک کتاب وہ صرف قرآن ہے۔

قرآن کے مقابلے میں دنیا کی ساری کتابیں رکھی جائیں تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ کتاب ہی نہیں ہے۔ آپ یہود کی تورات کو دیکھیں تو تورات ایک کتاب نہیں ہے تورات کے ساتھ بیسیوں صحیفے بھی ہیں۔ آپ انجیل کو دیکھیں تو انجیل ایک نہیں ہے انجیلیں چار ہیں۔

۱) متی کی انجیل

۲) مرقس کی انجیل

۳) یوحنا کی انجیل

۴) لوقا کی انجیل

اور پھر اس کے ساتھ کئی خطوط ہیں اور یوحنا نے حضرت مسیح علیہ السلام کے حالات ،کلمات اور ارشادات لکھے تو وہ ایک جیسے نہیں ہیں۔

ہندو جس کتاب کو مانتے ہیں وہ ایک کتاب نہیں ہے وہ چار وید ہیں۔

۱) رگ وید

۲) سام وید

۳) یجر وید

۴) اتھر وید

ایک کتاب نہیں ہے۔قرآن ایک کتاب ہے اس لیے اس کی ابتداء میں اللہ نے فرمایا؛

الٓمّٓ ﴿١﴾ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿٢﴾

یہ ایک کتاب ہے الکتاب کامل کتاب

صرف قرآن کی زبان زندہ زبان ہے

قرآن کریم واحد کتاب ہے جس کی زبان زندہ ہے۔تورات عبرانی زبان میں نازل ہوئی۔لیکن عبرانی آج دنیا میں کہیں نہیں بولی جاتی ،انجیل یونانی زبان میں نازل ہوئی مگر یونانی زبان کہیں نہیں بولی جاتی ، پارسیوں کی کتاب "اوسطا" وہ پارسی میں نازل ہوئی لیکن پارسی زبان آج کہیں نہیں بولی جاتی۔

ہندو بتوں کو مانتے ہیں اور بتوں کی اصل زبان سنسکرت ہے لیکن سنسکرت کہیں نہیں بولی جاتی۔

لیکن قرآن کریم کی زندہ زبان عربی آج بھی دنیا میں کروڑوں انسان بولتے ہیں دوسری کتابوں کی زبانیں مردہ ہوچکیں۔لیکن قرآن کی زبان عربی زبان ،زندہ زبان ہے۔قرآن کریم دنیا کی واحد کتاب ہے، الہامی کتابوں میں سے واحد کتاب ہے جسے اپنی اصل زبان میں پڑھا جاتا ہے۔جس زبان میں قرآن نازل ہوا اُسی زبان میں قرآن کریم کو پڑھا جاتا ہے۔

تلاوت کے لیے قرآن کے ہی عربی کلمات شرط ہیں

یاد رکھیئے !اگر کوئی شخص اردو میں قرآن کریم کا ترجمہ پڑھتا ہے فارسی میں ،انگریزی میں، ہندی میں ،فرانسیسی میں دنیا کی کسی زبان میں قرآن کا ترجمہ پڑھتا ہے تو اس کو قرآن کا ترجمہ تو کہا جاسکتا ہے اس کو قرآن کی تلاوت نہیں کہا جاسکتا۔قرآن کی تلاوت تب ہی ہم کہیں گے جبکہ اس کو عربی زبان میں پڑھا جائے۔جس زبان میں نازل ہوا اور عربی زبان میں بھی ہم اس کا مفہوم نہیں ادا کرینگے۔ بلکہ وہ الفاظ پڑھیں گے جو اس کتاب کے اندر محفوظ ہیں۔

لیکن قرآن کے علاوہ دوسری کتابوں کا حال یہ ہے کہ اس کا ترجمہ جس زبان میں پڑھ لیا جائے اسے پڑھنا شمار کیا جاتا ہے۔لیکن قرآن کو اگر کسی اور زبان میں پڑھ لیا جائے تو وہ تلاوت شمار نہیں کی جائے گی۔ بلکہ ترجمہ ہوگا، ترجمانی ہوگی ،مفہوم ہوگا، یا اس کا مطلب ہوگا تلاوت نہیں ہوگی۔ یہ چھوٹے بچے ،یہ معصوم بچے آپ کے سامنے بیٹھے ہیں ان میں سے بعض ایسے بھی ہوں گے جو عربی کا مفہوم نہیں جانتے ،ایک لفظ کا معنی بھی نہیں جانتے اس کے باوجود جب قرآن پڑھیں گے تو عربی زبان میں پڑھیں گے۔

ایک ایسا شخص جو عربی زبان سے ناآشنا پورے کے پورے قرآن کو اس کی اصل زبان میں اپنے سینے میں محفوظ کر لیتا ہے۔ بلکہ نزاکت یہ کہ قرآن کی تلاوت کی جائیگی تو عربی میں، اذان بھی دی جائیگی تو عربی میں اور نماز بھی پڑھی جائیگی تو عربی میں۔

کمال اتاترک کی ناکام کوشش

کمال اتاتُرک نے عربوں سے نفرت کی وجہ سے یہ کوشش کی کہ اذان ترکی زبان میں دی جائے اور نماز ترکی زبان میں پڑھی جائے اور کلمہ ترکی زبان میں پڑھا جائے لیکن اس کی سازش اور کوشش کامیاب نہیں ہوسکی۔ مسلمانوں نے اپنی جانوں کی قربانیاں پیش کر کے اس بات کا اہتمام کیا کہ ہم اذان ترکی زبان میں نہیں عربی زبان میں کہیں گے۔ ہم نماز ترکی زبان میں نہیں بلکہ عربی زبان میں پڑھیں گے۔ تو یہ دنیا کی واحد کتاب، الہامی کتابوں میں سے واحد کتاب جسے اسی زبان میں پڑھا جاتا ہے جس زبان میں یہ نازل ہوئی۔

صرف قرآن کے حافظ موجود ہیں

قرآن کریم واحد الہامی کتاب ہے جو لاکھوں انسانوں کو زبانی یاد ہے یقیناً یہودیوں کو تورات سے محبت، عیسائیوں کو انجیل سے محبت، ہندوؤں کو اپنے ویدوں سے محبت اور سکھوں کو اپنے کرم صاحب سے محبت اور پارسیوں کو اوسطا سے محبت۔ لیکن آپ کو تلاش کرنے کے باوجود تورات کا، انجیل کا اور

ویدوں کا، اوسطا کا اور کرم صاحب کا ایک بھی حافظ نہیں ملے گا۔

ہندوستان میں ہندوؤں کی اکثریت ہے۔ ہندوؤں کی اکثریت والا ملک اور ظاہر ہے کہ بڑے بڑے ذہین افراد ان میں بھی ہیں لیکن پورا ہندوستان پھر جایئے آپ کو پورے ہندوستان میں ایک بھی ویدوں کا حافظ نہیں ملے گا۔

اٹلی عیسائیوں کا مذہبی اعتبار سے دارالخلافہ کہہ لیں جہاں بابائے عیسائیت ہوتے ہیں۔ لیکن آپ کو اٹلی کے اندر اور عیسائیوں کی اکثریت والے ملک میں بھی انجیل کا ایک بھی حافظ نہیں ملے گا۔

مگر الحمد اللہ دنیا کا کوئی ملک دیکھ لیجئے، کوئی شہر دیکھ لیجئے۔ ہر ملک اور ہر شہر میں آپ کو قرآن کریم کے حافظ بے شمار ملیں گے، اور قرآن کریم کے حافظ بھی کتنی نزاکتوں کے ساتھ، کونسا رکوع ہے، کونسی آیت ہے، کونسی سورت ہے، کونسا پارہ ہے؟ کہاں وقف لازم ہے؟ کہاں مد ہے؟ کہاں جزم ہے؟ اور کہاں قلقلہ ہے؟ ان نزاکتوں کیساتھ اور زبر، زیر، پیش کی رعایت کے ساتھ قرآن کو زبانی یاد کرنا۔

وہ نابینا انسان جو اپنی آنکھوں سے قرآن کا ایک حرف نہیں دیکھ سکتا قرآن کی محبت نے اور قدرت کے کرشمے نے پورے کے پورے قرآن کو اسکے سینے میں محفوظ کر دیا اور ایسے ایسے حافظ بھی ہیں کہ پورا قرآن پڑھ گئے تو ایک غلطی بھی نہیں آئی۔

ایک اٹک پر ناراضگی کا اظہار

حضرت قاری رحیم بخش صاحب رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَاسِعَةً اللہ ان کی قبر پر

کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے قرآن کے بہت بڑے خادم اور عاشق تھے ۔انہوں نے ایک دن اپنے بیٹے قاری عبداللہ صاحب سے کہا کہ بیٹا! آج نفلوں میں قرآن سناؤ کہتے ہیں کہ میں نے قرآن پڑھنا شروع کیا ۱۴ پارے پڑھ گیا ۱۴ پاروں میں ایک غلطی نہیں آئی ، ۱۴ ویں پارے میں ایک اٹک آگئی۔اٹک سمجھتے ہیں؟ ہمارے یہ حافظ بچے جانتے ہیں کہ اٹک کیا ہوتی ہے۔

صرف اٹک گیا جب اٹک آگئی تو میں نے رکوع کر لیا کہ ایسا نہ ہو غلطی آجائے حضرت قاری صاحب کا رعب بھی تھا اور تھکاوٹ بھی تھی اور ۱۴ سپارے پڑھ چکے اور پھر فرماتے ہیں کہ نماز مختصر کر کے سلام پھیر کر سر جھکا کر بیٹھ گیا۔ والد صاحب کچھ دیر تو خاموش بیٹھے رہے پھر غصہ میں فرمایا۔کیا اتنی محنت تم پر کی اور اب اٹک آتی ہے اور مجھے شرمندہ کرنے کے لیے یہاں بیٹھے ہو، اٹھ کر چلے نہیں جاتے یہاں سے؟ ایک اٹک آئی ۱۴ ویں پارے میں اور وہ ناراض ہو رہے ہیں اتنی نزاکتوں کے ساتھ قرآن کو زبانی یاد کیا۔

قرآن کے سچے عاشق

قاری فتح محمد صاحب پانی پتی نَوَّرَ اللہُ مَرْقَدَہٗ اللہ ان کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے قرآن کریم کا ایسا عاشق شاید ہی کسی صدی میں پیدا ہوا ہو۔مادرزاد نابینا تھے اور قرآن پختہ یاد اور قرآن کے ساتھ اتنا عشق کہ چلتے پھرتے ، اٹھتے بیٹھتے ہوئے بھی قرآن پڑھتے رہتے۔

اور جیسے ہمیں سانس لینے کے لیے سوچنا نہیں پڑھتا حضرت کو قرآن کی تلاوت کرنے کے لیے سوچنا نہیں پڑھتا تھا۔یوں ان کی زبان پر قرآن جاری

ہوتا تھا۔ان کے حالات میں لکھا ہے کہ بعض اوقات باتھ روم میں جاتے تو اپنی زبان کو انگلیوں سے پکڑ لیتے تھے۔کہیں ایسا نہ ہو کہ باتھ روم میں بلا سوچے سمجھے میری زبان پر قرآن جاری ہوجائے اور قرآن کی بے ادبی کا مرتکب ہوجاؤں اور اللہ کا بہترین نظام ہے بعض اوقات ہم نافرمانوں کو اللہ کھلی چھوٹ دے دیتا ہے اور اللہ اپنے فرمانبردار بندوں کو مختلف قسم کی آزمائشوں میں ڈال دیتا ہے۔

کئی سخت آزمائشوں کے باوجود نوافل تک کا اہتمام

مجھے حضرت قاری صاحب کی زیارت کا شرف مسجد نبوی میں حاصل ہوا۔ان کی زندگی کا آخری دور تھا اور اس وقت فالج کی وجہ سے قاری صاحب کی زبان بھی بند ہوگئی تھی۔ ہاتھ مفلوج ہوگئے اور پیروں سے چل نہیں سکتے تھے۔اللہ اکبر! اللہ کے بندے کو اللہ نے کئی آزمائشوں میں ڈال دیا۔آنکھوں سے شروع سے نابینا تھے۔اب زبان بھی بند ہوگئی اور ہاتھ بھی شل ہوگئے اور پاؤں بھی مفلوج ہوگئے اس حالت میں فرض تو فرض،نفل بھی نہیں چھوڑتے تھے۔

اعتکاف کیا، مسجد نبوی کے اندر فرض نماز پڑھتے تھے، پھر تراویح پڑھتے، پھر تہجد پڑھتے پھر جو فارغ وقت ہوتا اس میں لیٹے ہوتے تو کوئی نہ کوئی شاگرد قرآن سنا رہا ہوتا۔کہ کیا ہوا میری زبان قرآن پڑھ نہیں سکتی ،میری آنکھیں قرآن کو دیکھ نہیں سکتیں لیکن میرے کان قرآن کو سن تو سکتے ہیں اور اس حالت میں جب سنانے والا کہیں اٹک جاتا یا غلطی کرتا تو قاری صاحب زبان

سے یوں ظاہر کرتے ارے رُک جاؤ، بول بھی نہیں سکتے تھے لیکن اس وقت بھی جان لیتے تھے کہ قرآن میں کوئی غلطی کر رہا ہے۔

پورا قرآن الٹا یاد کرنے والے

تو اس طریقے سے اللہ نے امت کے دل میں حفظ کا شوق ڈال دیا۔ آپ نے ایسے حافظ تو بہت سے دیکھے ہوں گے جن کو الحمد سے لے کر والناس تک قرآن کریم یاد ہے۔ میں نے ایسے کئی حافظ بچے اور بچیاں دیکھے اور سنے۔ جن کو الحمد سے لے کر والناس تک بھی قرآن یاد اور والناس سے لے کر الحمد تک پورا قرآن الٹا یاد ہے۔ میں نے بعض جگہ حاضرین اور سامعین سے کہا کہ آپ روزانہ نماز میں سورۃ الاخلاص پڑھتے ہیں ذرا اٹھ کر بتائیں کہ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ سے پہلے والی آیت کون سی ہے؟ تو سوچ میں پڑ گئے۔ میں نے پوچھا مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ سے پہلے والی آیت کون سی ہے؟ نہ بتا سکے میں نے خود امتحان لیا۔ جہاں سے سنا ہاں بیٹا! اس سے پہلے والی آیت کون سی ہے؟ فوراً بتا دیا، پڑھنی شروع کر دی اس سے پچھلی آیت، اس سے پچھلی آیت، اس سے پچھلی آیت تو اللہ نے اس امت کے دل میں حفظ قرآن کا شوق ڈال دیا۔

خوش نصیب خاندان اور والدین

میں نہیں کہتا کہ صرف قرآن کو حفظ کرنے سے قرآن کے سارے حقوق ادا ہو جاتے ہیں یہ نہیں ہے بلکہ حفظ بھی کریں، اس کا ترجمہ بھی پڑھیں، معنی اور مفہوم بھی سمجھیں اور اس پر عمل بھی کریں۔ تب اس کے حقوق ادا ہوں گے۔ لیکن بہر حال یہ بھی بڑی خوش نصیبی ہے کہ کسی خاندان میں ایسی بچیاں اور ایسے

بچے ہوں جن کے سینوں میں قرآن محفوظ ہو اور ایسے لوگ بھی دیکھے ہیں جن کے دس بچے اور گیارہ بچے اور سارے کے سارے حافظ۔ اللہ اکبر!

حافظ کے والدین کو قیامت کے دن تاج پہنایا جائے گا، وہ والدین کتنے خوش نصیب جن کو ایک تاج نہیں ۱۱ تاج پہنائے جائیں گے۔ سارے کے سارے بچے حافظ ایسے گھرانے بھی دیکھے۔ تو دنیا کی واحد کتاب جس کے حافظ ہر زمانے میں لاکھوں پائے جاتے ہیں اور کسی کتاب کا آپ کو حافظ کوئی نہیں ملے گا۔

قرآن کریم انسانی کلام سے پاک

الہامی کتابوں میں سے واحد کتاب ہے قرآن جس میں ایک جملہ بھی انسانی کلام کا نہیں ہے۔ قرآن حضور ﷺ پر نازل تو ہوا۔ لیکن یاد رکھیئے کہ قرآن کریم میں حضور ﷺ کی زبان سے نکلا ہوا ایک بھی جملہ نہیں ہے۔

ہمارے نبی ﷺ کی زبان بڑی مبارک زبان تھی۔ فصاحت و بلاغت آپ کے نطق کے بوسے لیتی تھی۔ آپ ﷺ افصح العرب یعنی عرب میں سب سے زیادہ فصیح تھے، آپ ﷺ کو اللہ نے جوامع الکلم کی صفت عطا فرمائی۔

جوامع الکلم کا کیا مطلب ہے؟ حضور ﷺ چھوٹی سی بات کہہ دیتے تھے لیکن اس کا مفہوم بہت بڑا ہوتا تھا کوزے میں دریا کو بند کر لیتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود قرآن کریم میں حضور ﷺ کی زبان سے نکلا ہوا ایک لفظ بھی نہیں ہے۔ یہ پورا کا پورا کلام ربانی ہے۔

اس کے برعکس آپ تورات کو دیکھیں تو اس میں جملے کے جملے، آیتوں کی

آیتیں، صفحوں کے صفحے موسیٰ علیہ السلام کا کلام ہوگا۔ موسیٰ علیہ السلام نے یوں کہا، موسیٰ علیہ السلام کے حالات یہ ہیں، لیکن قرآن کریم پورے کا پورا کلام ربانی پر مشتمل۔

متواتر منقول کتاب

یہ واحد الہامی کتاب ہے جو حضور ﷺ سے لیکر آج تک متواتر منقول ہوتی آئی ہے۔ یعنی ہر زمانے میں اسکو پڑھنے والے، اسکو نقل کرنے والے، اس کو روایت کرنے والے اتنے موجود رہے کہ جن کے بارے میں جھوٹ کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

دنیا کی واحد بے نظیر کتاب

قرآن کریم دنیا کی واحد کتاب ہے جس کی نظیر لانے سے دنیا عاجز اور کسی کتاب نے چیلنج نہیں دیا۔ تورات نے چیلنج نہیں دیا، انجیل نے چیلنج نہیں دیا کہ اگر تمھیں ہماری حقانیت، ہماری صداقت میں شک ہے تو پھر انجیل جیسی کتاب لے آؤ، تورات جیسی کتاب لے آؤ۔ یہ چیلنج کسی کتاب نے نہیں دیا۔

صرف قرآن نے دیا:

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۠

(البقرۃ آیت ۲۳، پارہ ۱)

اگر تمہیں اس قرآن میں شک ہے جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کیا تو اس جیسی ایک سورت لے آؤ۔ اور یہ کسی ایک بندے کو چیلنج نہیں۔

وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۝۲۳

(البقرۃ آیت ۲۳، پارہ ۱)

اور اللہ کے سوا ساروں کو بلا لاؤ اگر تم سچے ہو۔

عربوں کو اپنی زبان دانی پر بڑا ناز تھا۔آپ جانتے ہیں وہ پوری دنیا کو عجم کہتے تھے عجم کے معنی گونگے اور اپنے آپ کو عرب کہتے تھے۔عرب کے معنی فصیح۔لیکن ان کا خیال یہ تھا کہ ہم مافی الضمیر کے اظہار کی قدرت رکھتے ہیں اور ہمارے مقابلے میں دنیا کی ساری قومیں اور ساری زبانیں بولنے والے گونگے ہیں اور قرآن نے ان کو چیلنج کیا جن کو اپنی فصاحت و بلاغت پر بڑا ناز تھا کہ اگر تمہیں قرآن کے بارے میں شک ہے تو اس جیسی ایک سورت لے آؤ اور یہ بھی جان لیں کہ یہ چیلنج صرف اس زمانے کے عربوں کو نہیں تھا یہ چیلنج آج کے انسانوں کو بھی ہے اور یہ چیلنج قیامت تک کے انسانوں کے لیے ہے۔

آپ ﷺ کے معجزات

قرآن نبی اکرم ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ ہے۔یوں تو اللہ نے حضور ﷺ کو بہت سارے معجزے عطا کیے۔ایسا بھی ہوا کہ آپ ﷺ کی انگلیوں کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے اور ایسا بھی ہوا کہ آپ ﷺ کے ہاتھوں کی انگلیوں سے چشمے جاری ہو گئے اور ایسا بھی ہوا کہ پتھروں اور درختوں نے آپ ﷺ کو سلام کیا اور ایسا بھی ہوا کہ آپ ﷺ نے ایک درخت کی شاخ کو کھینچا۔درخت سدھائے ہوئے جانور کی طرح آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ایسا بھی ہوا تھوڑا سا کھانا بہت سے صحابہ

کے لئے کافی ہوگیا۔ اللہ اکبر! غزوہ خندق کے موقع پر جب کہ حضور ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کیساتھ خندق کی کھدائی میں مصروف تھے۔ مشرکوں کا لشکر جو دس ہزار سے زیادہ جنگجوؤں پر مشتمل تھا اس نے مدینے کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔
اور اتنا بڑا منظم لشکر آج تک عربوں نے نہیں دیکھا تھا۔ سخت سردی کے دن غربت اور فقر و فاقہ کا زمانہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے شکوہ کیا کہ یا رسول اللہ! ﷺ بھوک کی وجہ سے بری حالت ہے۔ کمر بھی سیدھی نہیں ہوتی اور کپڑا اٹھا کر دکھایا۔ یا رسول اللہ! ﷺ ہم نے کمر کو سیدھا کرنے کے لیے پیٹ پر پتھر باندھ رکھے ہیں۔ اللہ کے نبی نے فرمایا! کہ میرے صحابہ! مت سمجھو کہ میں وہ قائد ہوں ،وہ رہنما ہوں کہ عوام تو بھوکی مرے اور رہنما پیٹ بھر کر کھائے۔ اگر تم بھوکے ہو تو شکم سیر ہو کر میں نے بھی نہیں کھایا۔ تم نے کمر سیدھی کرنے کے لیے ایک پتھر باندھا تو میں نے کمر سیدھی کرنے کے لیے دو پتھر باندھ رکھے ہیں۔

بکری کا ایک بچہ پورے لشکر کو کافی ہوگیا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے گھر والوں کو حضور ﷺ کی بھوک کی اطلاع ملی۔ ان کے پاس ایک بکری کا بچہ تھا ذبح کر کے سالن بنالیا۔ تھوڑے سے جَو تھے پیس کر تھوڑی سی روٹیاں بنالیں۔ اور اہلیہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو کہا کہ جاؤ! حضور اکرم ﷺ کے کان میں خاموشی سے کہنا یا رسول اللہ ﷺ! آپ تشریف لے آیئے آپ ﷺ کے لیے کچھ کھانا پکایا ہے اللہ اکبر! قربان جاؤں اپنے آقا

ﷺ کی قدموں کی خاک پر یہ گوارا نہیں کیا کہ چپکے سے کھسک جاؤں اور جا کر پیٹ بھر لوں سارے صحابہ رضی اللہ عنہم میں اعلان فرما دیا ارے! چلو جابر نے دعوت کی ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ نے جب دیکھا کہ پورے کا پورا لشکر آ رہا ہے تو گھبرا گئیں اور شوہر کو ڈانٹنے لگ گئیں میں نے کہا تھا کان میں کہنا، لگتا ہے تم نے سب کو بلا لیا کہا اللہ کی بندی! حضور ﷺ مہمان بن کر نہیں آ رہے میزبان بن کر آ رہے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ تشریف لائے بیٹھ گئے۔ سالن میں اپنا لعاب مبارک ڈالا، روٹیوں کے ٹکڑے کیے، بھوک لگی تھی لیکن خود نہیں کھایا خود تقسیم کرنے کے لیے بیٹھ گئے صحابہ رضی اللہ عنہ کو کھانے کے لیے بٹھا دیا۔ سالن بھی دینا شروع کر دیا، روٹیاں بھی دینا شروع کر دیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سب نے پیٹ بھر کر کھا لیا اور جب میں نے کھانے کی طرف دیکھا تو مجھے تو یوں لگتا تھا کہ جتنا تھا اتنا ہی ہے آخر میں حضور اکرم ﷺ نے تناول فرمایا۔ تو یہ بھی حضور ﷺ کا معجزہ تھا کہ کھانے میں برکت پیدا ہوئی۔

معجزانہ دعائیں

آپ کی بعض دعائیں معجزانہ دعائیں ہیں۔ رات کو دعا کی۔ اللہ! مکہ والوں نے ستانے کی حد کر دی کوئی طاقت ور شخصیت جوان کو منہ توڑ جواب دے میرے ساتھ نہیں ہے۔ اللہ! یا خطاب کے بیٹے عمر کو اسلام کی توفیق دے دے یا ہشام کے بیٹے کو عمرو یعنی ابو جہل کو اسلام کی توفیق دے دے۔

اللہ نے اس دعا کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں قبول فرمالیا۔ صبح ہوئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نکلے تھے تلوار لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سر لینے کے لیے لیکن جب واپس پلٹے تو اپنا سر اسلام کو دے کر آ گئے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا قبول اسلام

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اسلام قبول کر چکے والدہ نے اسلام قبول نہیں کیا بلکہ بعض اوقات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں تک دے دیتی۔ ایک دن دکھے دل کیساتھ آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! والدہ ایمان نہیں لاتی چلو ایمان نہ لائے لیکن آج تو اس نے حد کردی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیں۔ مجھ سے برداشت نہیں ہوتا۔ مگر گالیاں دینے والی ماں ہے ڈرتا بھی ہوں کہ اگر ہاتھ اٹھاؤں کہیں اللہ ناراض نہ ہو جائے۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ سے دعا کیجئے اللہ میری ماں کو ہدایت دے دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھا دیئے۔ اے اللہ! ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ماں کو ہدایت عطا کر دیجئے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی قبولیت کا بڑا یقین تھا میں بھاگا بھاگا گھر پہنچا دروازہ بند تھا اندر سے غسل کرنے کی آواز آرہی تھی ماں غسل کر کے نکلی دروازہ کھولا اور کہنے لگی بیٹے! جسم تو پاک کر چکی ہوں اب اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلو تاکہ دل کو بھی پاک کرلوں۔

تو دعائیں بھی معجزہ تھیں، بہت سے معجزے اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیے۔

سب سے بڑا معجزہ

لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ یہ قرآن کریم ہے۔ اور میں کہتا

ہوں کہ ہم نے دوسرے انبیاء کے معجزات نہیں دیکھے۔ہم مانتے ہیں ،ہم سلیمان علیہ السلام کے تخت کو مانتے ہیں،داؤد علیہ السلام کے ہاتھوں میں لوہا نرم ہوتا تھا،ہم مانتے ہیں،موسیٰ علیہ السلام کے عصا کو مانتے ہیں، بیضاء کو مانتے ہیں،عیسیٰ علیہ السلام کے دستِ شفا کو مانتے ہیں اس لئے مانتے ہیں کہ قرآن نے اس کا ذکر کیا۔

لیکن ہم نے دوسرے نبیوں کے معجزے دیکھے نہیں ہیں مگر اپنے آقا رسول اللہ ﷺ کا معجزہ ہم نے بھی دیکھا اور حضور ﷺ کے دشمن بھی دیکھ رہے ہیں اور قیامت تک دیکھتے رہیں گے تو عرض یہ کر رہا تھا کہ سب سے بڑا معجزہ حضور ﷺ کا قرآن کریم۔

سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب

الہامی کتابوں میں سے قرآن واحد کتاب ہے بلکہ غیر الہامی کتابوں میں سے بھی جو دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جاتی ہیں اور کوئی کتاب اتنی نہیں پڑھی جاتی جتنا قرآن کریم کو پڑھا جاتا ہے۔ابھی حال ہی میں ایک مدرسہ کے مہتمم صاحب کی طرف سے خبر شائع ہوئی انہوں نے بتایا کہ ہم نے اپنے مدرسہ میں جو روزانہ طالب علم قرآن پڑھتے ہیں وہ شمار کیے تو ہمارے مدرسہ میں روزانہ ساڑھے چار ہزار قرآن پڑھے جاتے ہیں۔

ایک مدرسہ میں ساڑھے چار ہزار اور ایک مہینہ میں ایک لاکھ پینتیس ہزار ایک مدرسہ میں اور دنیا میں کتنے مدارس ہیں۔ پتہ نہیں کتنے مکتب ہیں، کتنے اقرا، تعلیم، وفاق کیساتھ ملحق کتنے مدارس ہیں۔

تو اگر سب کا ٹوٹل لگائیں تو یقیناً دعویٰ سے کہا جاسکتا ہے کہ پوری دنیا میں ایک دن میں کروڑوں قرآن ختم ہوتے ہیں اور شاید آپ ٹوٹل لگائیں تو پوری دنیا میں ایک دن میں شاید سو دفعہ بھی انجیل نہ پڑھی جاتی ہو، قرآن کروڑوں دفعہ پڑھا جارہا ہے۔ عیسائیوں کی تعداد مسلمانوں سے زیادہ لیکن دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب قرآن کریم۔

دنیا کی واحد کتاب جس کا تعارف خود اس میں موجود ہے

قرآن کریم واحد الہامی کتاب ہے جو اپنا تعارف خود کراتی ہے۔

قرآن کا پورا رتعارف خود قرآن کے اندر موجود ہے۔ اگر آپ قرآن سے پوچھیں کہ اے قرآن! تیرا بھیجنے والا کون ہے؟ قرآن بتاتا ہے۔

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ①

(سورۃ الزمر آیت ۱، پ ۲۳)

میں اللہ کی طرف سے بھیجی ہوئی کتاب ہوں۔

قرآن سے پوچھیں تجھے لے کر کون آیا؟ قرآن کہتا ہے

نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ۝۱۹۳

(الشعراء آیت ۱۹۳، پ ۱۹)

روح الامین جبرئیل علیہ السلام مجھے لے کر آئے۔

قرآن سے پوچھیں کس زبان میں تم نازل ہوئے؟ قرآن کہتا ہے

بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ۝۱۹۵

(سورۃ الشعراء آیت 195، پ 19)

واضح عربی زبان میں قرآن نازل ہوا۔

قرآن سے پوچھیں کس پر نازل ہوئی؟ قرآن کہتا ہے۔

نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۝۱

(سورۃ الفرقان آیت 1، پ 18)

اللہ نے فرقان کو اپنے بندے پر نازل کیا تاکہ قرآن سارے جہانوں کے لیے نذیر بنے، ڈرانے والا بنے۔

قرآن سے پوچھیں کہ کس مہینے میں نازل ہوئے؟ قرآن بتاتا ہے

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ

(سورۃ البقرہ آیت ۱۸۵، پ ۲)

رمضان میں نازل کیا گیا۔

قرآن سے پوچھیں کس رات میں نازل ہوئے؟ قرآن بتاتا ہے۔

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝۱ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝۲ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝۳

(سورۃ القدر آیت ۱، ۲، ۳ پ ۳۰)

بے شک ہم نے قرآن کو لیلۃ القدر میں نازل کیا اور آپ کو کیا معلوم کہ لیلۃ القدر کیا ہے؟ لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر (رات) ہے۔

تو قرآن وہ واحد کتاب ہے جو اپنا تعارف خود کراتی ہے۔

بے پناہ تاثیر رکھنے والی واحد کتاب

الہامی کتابوں میں قرآن وہ واحد کتاب ہے جسکے اندر بے پناہ تاثیر پائی

جاتی ہے دوسری کتابوں کے سننے سے دلوں پر وہ اثر نہیں ہوتا جو قرآن کے سننے سے ہوتا ہے۔لمحوں میں دلوں کو بدل دینے والا کلام، انسان کو تڑپا دینے والا کلام، آنسوؤں سے رلا دینے والا کلام۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب یہ آیات نازل ہوئیں۔

اَفَمِنۡ هٰذَا الۡحَدِیۡثِ تَعۡجَبُوۡنَ ﴿۵۹﴾ وَتَضۡحَكُوۡنَ وَلَا تَبۡكُوۡنَ ﴿۶۰﴾

(سورۃ النّجم آیت ۵۹، پ ۲۷)

اے لوگو! کیا تم اس کلام کو سن کر ہنستے ہو اور روتے نہیں ہو۔اللہ اکبر! جب یہ آیات اتریں تو اصحاب صفہ رو پڑے۔

پہلا اسلامی مدرسہ صفہ وہاں کے طلبہ ان آیات کو سن کر رو پڑے۔اتنا روئے کہ ان کے رونے کو دیکھ کر خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رونا آ گیا۔اور اس موقعہ پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! جو اللہ کے خوف سے رویا وہ دوزخ میں نہیں جا سکتا اور جو گناہ پر اصرار کرتا رہے گا وہ جنت میں نہیں جا سکتا۔

عظمتِ قرآن، قرآن کی روشنی میں

ایسی عظمت والی کتاب، ایسی خصوصیات والی کتاب، ایسی فضیلتوں والی کتاب۔ہائے اللہ! وہ کتاب جسکی عظمت کو بیان کرنے کے لیے اللہ نے قسمیں کھائیں۔اللہ نے فرمایا۔

فَلَاۤ اُقۡسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوۡمِ ﴿۷۵﴾ وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوۡ تَعۡلَمُوۡنَ عَظِیۡمٌ ﴿۷۶﴾ اِنَّهٗ لَقُرۡاٰنٌ كَرِیۡمٌ ﴿۷۷﴾

(سورۃ الواقعہ آیت ۷۵، ۷۶، ۷۷، پ ۲۷)

میں قسم کھاتا ہوں ستاروں کے مقامات کی قسم۔ اور فرمایا کہ اگر تم جان سکو تو یہ بہت بڑی قسم ہے۔ قسم کھا کر کیا فرمایا۔

اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ﴿۷۷﴾

(سورۃ الواقعہ آیت ۷۷، پ ۲۷)

یہ عزت والی کتاب قرآن ہے۔

فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ﴿۷۸﴾

(سورۃ الواقعہ آیت ۷۸، پ ۲۷)

لوح محفوظ میں ہے۔

اس قرآن کو صرف پاکیزہ لوگ ہاتھ لگا سکتے ہیں ناپاک ہاتھ نہیں لگا سکتے۔

ہماری شامت اِعمال

آج ہماری شامت اعمال، ہماری بدبختی کہ اس کتاب کی صیہونی، یہودی، اور عیسائی فوجی توہین کرتے ہیں ایسی توہین کہ مسلمان اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ایسا بھی ہوا غلیظ فوجی اپنے غلیظ قدم اٹھا کر قرآن پر چڑھ کھڑا ہو گیا۔ اور مسلمان مجاہد کو چیلنج دیا کہ بلاؤ اپنے رب کو تمہاری مدد کرے۔

بلاؤ اپنے مسلمان بھائی کو تمہاری مدد کرے۔ وہ جانتے ہیں کہ اس وقت عالم اسلام پر بے حسی کا عالم طاری ہے کوئی نہیں آئے گا۔

مغربی اور اسلامی تہذیب میں واضح فرق

اور پھر ایسا بھی ہوا کہ قرآن کریم کو لیٹرین اور گندگی میں ڈال دیا گیا یہ

فرق ہے مغربی تہذیب کا اور اسلامی تہذیب کا۔

اسلامی تہذیب کے اثرات یہ ہیں کہ ایک جاہل سے جاہل مسلمان تورات اور انجیل کی توہین کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ تورات اور انجیل کو چھوڑ یئے۔ جس اخبار میں حضور ﷺ کا نام نہیں، موسیٰ علیہ السلام کا نام ہو۔ مسلمان اس اخبار کا بھی اکرام واحترام کرتا ہے۔ اللہ کے نبی کا نام لکھا ہے۔ اس لئے کہ مسلمان صرف اپنے نبی کا احترام نہیں کرتا بلکہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد ﷺ تک سارے انبیاء علیہم السلام کا احترام کرتا ہے۔

اپنی تہذیب کا اثر تو یہ ہے کہ ایک جاہل مسلمان تورات اور انجیل کی توہین نہیں کرتا۔ اس رسالہ، اس اخبار کی توہین نہیں کرتا جس میں کسی نبی کا نام ہو۔ اور مغربی تہذیب کا اثر یہ ہے کہ ان کے کالج اور یونیورسٹی کا پڑھا لکھا نوجوان فوجی قرآن کریم جیسی کتاب کو گندگی میں ڈالتا ہے۔

وہ قرآن کریم جس میں محمد ﷺ۔ حضور کا نام تو صرف چار بار آیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کا نام تو اس سے بھی زیادہ آیا ہے۔

قرآن کی توہین تمام انبیاء علیہم السلام کی توہین

اگر کوئی قرآن کی توہین کرتا ہے تو یہ صرف حضور ﷺ کی توہین نہیں بلکہ یہ تو موسیٰ علیہ السلام کی بھی توہین ہے یہ تو عیسیٰ علیہ السلام کی بھی توہین ہے۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں یہ تورات کی بھی توہین، یہ انجیل کی بھی توہین۔ اس لئے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے تورات وانجیل کی بھی ساری صداقتوں کو جمع کر دیا ہے۔

کوئی صداقت ، کوئی سچائی ایسی نہیں کہ جو تورات اور انجیل میں تو ہو لیکن قرآن میں نہ ہو۔

ہمارے کرنے کے دو اہم کام

قرآن پہلی کتابوں کے سچے مضامین کا محافظ ہے ان کا جامع ہے، اپنے اندر اس کو محفوظ کرنے والا ہے اور میں اس موقع پر دو باتیں آپ سے کہنا چاہوں گا۔ پہلی بات تو یہ کہ عزم کیجئے کہ جتنا یہ غلیظ فوجی قرآن کو گرانے کی کوشش کریں گے۔ ہم اتنا ہی قرآن کو اٹھائیں گے۔

عزم کیجئے کہ ہمارا کوئی دن قرآن کی تلاوت سے نہیں جائے گا۔

اس واقعہ کے پیش آنے کے بعد خود الحمد للہ میرا یہ حال ہے کہ میں قرآن کو بوسے دیتا ہوں۔ پہلے بھی بوسے دیتے تھے لیکن اب اس نیت سے بوسے دیتا ہوں کہ اللہ! یہ غلیظ لوگ تیری مقدس اور پاک کتاب کی توہین کرتے ہیں ہم اس کی عظمت کریں گے۔ جب ہم اسے اٹھائیں گے چومیں گے۔ ہم سر پر رکھیں گے۔ ہم سینے سے لگائیں گے۔ ہم پڑھیں گے، اپنے سینوں کو منور کریں گے اور قرآن کو اپنی نظروں کی طرف منتقل کریں گے اور ہوسکا تو ان شاء اللہ کافروں کی نسلوں میں بھی قرآن کو پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ قرآن کے علوم و معارف کو وہاں تک پہنچائیں گے۔

اس لئے کہ اس دنیا کے مسائل قرآن کے علاوہ اور کوئی کتاب حل نہیں کرسکتی تو ہم اس کے لئے ہم سے جو ہوسکا وہ کریں گے۔ ایک تو یہ عزم کریں۔

اور دوسرا عزم یہ کہ وہ مغربی تہذیب، دجالی تہذیب، لعنتی تہذیب جس میں

تربیت پانے والا نوجوان قرآن کی توہین اور نا قابل برداشت جرم کا ارتکاب کرتا ہے، آپ ان سے نفرت کیجئے۔

دوغلا پن اور منافقت سے بچیں

ہم امریکیوں کو تو گالیاں دیں عیسائیوں اور یہودیوں کو تو گالیاں دیں لیکن ان کی تہذیب کو سینے سے لگائیں۔ ہماری زندگی عیسائیوں جیسی، ہماری شادی بیاہ، اٹھنا بیٹھنا یہ عیسائیوں جیسا۔ تو یہ دوغلا پن ہے کہ ہم زبان سے امریکہ مردہ باد کے نعرے لگائیں اور ہماری زندگی کہہ رہی ہو، ہمارا لباس کہہ رہا ہو، ہماری سیرت کہہ رہی ہو، ہمارا کردار کہہ رہا ہو کہ امریکہ مردہ باد نہیں ہے۔ امریکہ زندہ باد ہے یہ منافقت ہے۔

اس دوغلے پن سے نجات پایئے اس مغربی تہذیب سے نفرت اپنے بچوں کے دلوں میں بٹھایئے۔ جس مغربی تہذیب میں قرآن کی توہین کا ارتکاب کیا جارہا ہو۔ اور ہمارے آقا سیدنا محمد ﷺ کو گالیاں دی جاتی ہوں، نماز کا مذاق اڑایا جاتا ہو، اذان کا مذاق اڑایا جاتا ہو۔ مسلمان سے نفرت کی جاتی ہو۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مجھے اور آپ کو قرآن کریم کی عظمت پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے، ہمارے دلوں کو قرآن سے منور فرمائے اور ہمیں اور ہماری نسلوں کو قرآن کی تلاوت اور خدمت کے لئے مخلصانہ طور پر قبول فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

عظمت قرآن و حقوق قرآن

ازافادات

داعی قرآن، مفسر قرآن

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ

جمع وترتیب

مولانا اشفاق احمد

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

مکتبہ عمر فاروق

۞ ......قرآن کی روشنی میں قرآنِ کریم کے کتنے حقوق ہیں؟

۞ ......ان تمام حقوق کو کیسے ادا کیا جاسکتا ہے؟

۞ ......جرمنی کے عیسائیوں کی حیرت انگیز تحقیق کیا ہے؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَحۡدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنۡ لَّا نَبِیَّ بَعۡدَہٗ

اَمَّا بَعۡدُ

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الٓمّٓ ﴿۱﴾ ذٰلِکَ الۡکِتٰبُ لَا رَیۡبَ ۚۖۛ فِیۡہِ ۚۛ ہُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۲﴾

(سورۃالبقرۃآیت 1، پارہ1)

اٰمَنۡتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡمُ

بزرگان محترم برادرانِ عزیز! اس سے قبل بھی برادرِ محترم حضرت مولانا قاری غلام رسول صاحب زیدمجدہم کے ادارے میں کئی بار حاضری کا شرف حاصل ہوا ہے ان کی قرآنی خدمات دیکھ کر رشک آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ مجھے آپ کو اور ہماری نسلوں کو قرآن کریم کے حقوق کی ادائیگی کے لئے قبول فرمائے۔ (آمین)

اسلام حقوق وفرائض کا دین ہے

میرے بزرگو اور دوستو!

اسلام حقوق اور فرائض کا دین ہے، اللہ تعالیٰ کے بھی حقوق ہیں، اللہ کے نبی کے بھی حقوق ہیں، اللہ کی کتابوں کے بھی حقوق ہیں، والدین کے بھی حقوق ہیں، بزرگوں کے بھی حقوق ہیں، اساتذہ کے بھی حقوق ہیں، حرمین شریفین کے بھی حقوق ہیں، حتیٰ کہ جانوروں کے بھی حقوق ہیں، کافروں کے بھی حقوق ہیں۔

قرآنِ کریم کے چھ حقوق

جب ہم قرآن کریم کے حقوق کے حوالے سے قرآن وسنت کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمارے سامنے سارے انسانوں پر قرآن کریم کے چھ حقوق آتے ہیں۔

قرآنِ کریم کا پہلا حق

قرآن کا سب سے پہلا حق جو کہ ہر گورے کالے، امیر اور غریب، مشرقی اور مغربی، شمالی اور جنوبی، امریکی اور افریقی، برطانوی اور فرانسیسی، ہندی اور چینی، عربی اور عجمی سب انسانوں پر لازم ہے کہ وہ قرآن کریم پر ایمان لائیں، جب سے قرآن نازل ہوا اس وقت سے لے کر آج تک سارے انسانوں سے قرآن کا مطالبہ یہ ہے کہ مجھ پر ایمان لاؤ، دل کی گہرائی سے تسلیم کرو کہ میں اللہ کی کتاب ہوں اور میرے اندر جو کچھ ہے یہ اللہ کا فرمان ہے ایک حرف بھی میرے اندر انسانی کلام نہیں ہے، ایک بات بھی میرے اندر خلاف واقع نہیں ہے۔ ایک چیز بھی میرے مضامین میں غلط نہیں ہے۔

انسان خطا کا پتلا

کسی نے بڑی پیاری بات کہی ہے کہ انسان ہزار غلطیاں کرنے کے باوجود انسان ہی رہتا ہے وہ انسان کیا ہوا جس سے کوئی غلطی نہ ہوئی ہو۔ خود ہمارے آقا ﷺ نے فرمایا؛

كُلُّ بَنِيْ اٰدَمَ خَطَّاءٌ

آدم علیہ السلام کی ساری اولاد غلطی کرنے والی ہے، ساری اولاد سے گناہ ہوسکتا ہے، اور خاطی نہیں فرمایا خطاء فرمایا۔ خطاء کا معنیٰ بہت زیادہ غلطی کرنے والا، ان سے بہت غلطیاں ہوتی ہیں، بہت جہالت ہوتی ہے، بہت بھول چوک ہوتی ہے۔ ہمارے پہلے والد حضرت آدم علیہ السلام بھی بھول گئے تھے

نَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْماً

ہم نے آدم علیہ السلام کے اندر پختگی نہیں دیکھی، آدم علیہ السلام کی کہانی یہ ساری انسانیت کی کہانی ہے، اللہ نے آدم علیہ السلام کے قصے میں ساری انسانیت کا قصہ بیان فرمایا کہ کیسے اللہ انسان کو عزت دیتا ہے، کیسے اس کو علم دیتا ہے، کیسے اس کو مقرب اور اپنا محبوب بناتا ہے اور کیسے اس کو شیطان کے فریب سے بچنے کی تلقین کرتا ہے اور پھر کیسے انسان شیطان کے وسوسوں سے بھٹکتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کوئی بھی معصوم نہیں ہے۔

میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ نے سارے انسانوں کو ایمان لانے کا حکم دیا اور قرآن نے مطالبہ کیا مجھ پر ایمان لاؤ، اصل جو بات کر رہا تھا کہ انسان ہزار غلطی کر کے بھی انسان رہتا ہے انسان سے غلطی ہوسکتی ہے۔ کوئی عالم، کوئی

شیخ الحدیث، کوئی مفتی، کوئی شیخ التفسیر، کوئی شیخ القراء، کوئی قطب، کوئی ابدال، کوئی ولی سینے پر ہاتھ رکھ کر یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ مجھ سے کبھی غلطی نہیں ہوسکتی۔تو انسان ہزار غلطی کر کے بھی انسان ہی رہتا ہے۔لیکن اللہ سے اگر ایک غلطی ہو جائے تو اللہ اللہ نہیں رہے گا، خدا خدا نہیں رہے گا، وہ خدا کیا ہوا جس سے غلطی ہو جائے، وہ خدا کیا جو سو جائے، وہ خدا کیا جو بھول جائے وہ خدا کیا ہوا جو جذباتیت کا شکار ہو جائے وہ خدا کیا ہوا جس پر غصہ غالب آجائے اور وہ راہِ عدل سے مٹ جائے۔اس خدا کا دعویٰ ہے کہ اس قرآنِ کریم میں سارے انسانوں کے لئے ، سارے زمانوں کے لئے، سارے مکانوں کے لئے، سارے جہانوں کے لئے فلاح وہدایت کا منشور اور دستور جمع کیا گیا ہے اور جس کتاب میں تاریخ بھی ہے، معاشرت بھی ہے، معیشت بھی ہے، نفسیات بھی ہیں، اخلاق بھی ہے، عقائد بھی ہیں نظریات بھی ہیں، عبادات بھی ہیں، سیاسی اور حکومتی اصول بھی ہیں، فرد اور معاشرت اور اجتماع کے لئے بنیادی ہدایات بھی ہیں۔تم اس کتاب میں ایک بات غلط ثابت کردو تو نہ یہ کتاب کتابِ خدا رہے گی نہ پھر خدا خدا رہے گا۔کتنا بڑا چیلنج ہے جو چودہ سو سال سے یہ کتاب مغرب ومشرق کے سارے انسانوں کو دے رہی ہے:

وَإِنْ كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٢٣﴾

(البقرہ آیت ۲۳، پ ۱)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر یہ کتاب میری کتاب نہ ہوتی تو اس کے مضامین

میں بڑا ٹکراؤ ہوتا، بڑا تضاد ہوتا، بڑی غلطیاں ثابت کی جاسکتیں، آپ کو حیرت ہوگی تورات کی غلطیاں خود یہودیوں نے تسلیم کرلیں، انجیل کی غلطیاں خود عیسائیوں نے تسلیم کرلیں کہ بہت سی باتیں اور انجیل کے اور بائبل کے مختلف نسخے آپس میں متعارض ہیں، ٹکراتے ہیں، لیکن قران میں کوئی غلطی ثابت نہ کرسکے۔

جرمنی کے عیسائیوں کی حیرت انگیز تحقیق

ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے ساری زندگی پیرس میں گزاری اور یوں کہیں کہ اس شخص نے عورت سے نہیں کتابوں سے شادی کررکھی تھی اور اسلام سے شادی کررکھی تھی سینکڑوں ہزاروں لوگ ان کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے، ان کی ایک کتاب ہے "خطباتِ بہاولپور"، اس میں انہوں نے یہ واقعہ بیان کیا کہ غالباً جرمنی کے عیسائیوں نے دنیا بھر سے بائبل کے نسخے جمع کئے، پورا محکمہ قائم کیا کہ ان نسخوں کا آپس میں موازنہ کیا جائے اور پھر ان نسخوں کے مطالعہ اور موازنہ کے بعد وہ یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہوئے کہ بائبل کے مختلف نسخوں میں تقریباً ہزاروں غلطیاں پائی جاتی ہیں جن میں سے آٹھ فیصد غلطیاں بڑی سنگین قسم کی غلطی ہے پھر انہوں نے قرآن کریم کو اپنے مطالعے اور اپنے مساعی کا ہدف بنایا اور پوری دنیا سے مختلف زمانوں کے قرآن کریم کے چوالیس ہزار نسخے جمع کئے کوئی دوسری صدی کا، کوئی پانچویں صدی کا، کوئی دسویں صدی کا، کوئی افریقہ کا، کوئی امریکہ کا، کوئی ایشیاء کا، کوئی چین کا نسخہ، چوالیس ہزار نسخے جمع کئے اور ان کا آپس میں موازنہ بھی کیا ان کی ٹیم نے موازنہ کیا اور پھر ان کی جو اجمالی رپورٹ شائع ہوئی اس میں انہوں نے اقرار کیا کہ قرآن کریم کے

مختلف صدیوں کے اور مختلف ملکوں کے ان چوالیس ہزار نسخوں میں کسی ایک آیت میں کسی ایک لفظ میں بھی تضاد نہیں پایا گیا۔ کتابت کی غلطی ہوسکتی ہے وہ ایک الگ چیز ہے لیکن تضاد نہیں ہے کہ دوسری صدی میں کوئی اور قرآن پڑھا جاتا تھا پندرھویں صدی میں کوئی اور قرآن، یا امریکہ میں کوئی اور قرآن اور چین میں کوئی اور قرآن۔

تو عرض کررہا تھا کہ قرآن کا مطالبہ سارے انسانوں سے ہے کہ مجھ پر ایمان لاؤ، مانو کہ میں اللہ کی کتاب ہوں اور میرے اندر کوئی مضمون، کوئی بات، کوئی واقعہ خلاف حقیقت نہیں ہے۔ تو یہ ایمان کا مطالبہ سارے انسانوں سے ہے یہودیوں سے بھی، عیسائیوں سے بھی، ہندوؤں سے بھی، مجوسیوں سے بھی، سکھوں سے بھی، پارسیوں سے بھی، بے دینوں سے بھی، دہریوں سے بھی سب سے مطالبہ۔

ایمان والوں سے ایمان کا مطالبہ اور اس کا مطلب

اور میں عرض کروں قرآن کا مطالبہ ہے کہ مجھ پر ایمان لاؤ ایمان والوں سے بھی مطالبہ ہے کہ مجھ پر ایمان لاؤ۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ

(سورۃ النساء: آیت ۱۳۶)

اے ایمان والو! ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اسکی کتاب پر۔ مجھ سے بھی مطالبہ ہے، آپ سے بھی مطالبہ ہے، دنیا کے ڈیڑھ ارب مسلمانوں سے بھی مطالبہ ہے کہ مجھ پر ایمان لاؤ، زبان سے تو ایمان لاتے ہو

دل سے ایمان لاؤ، ظاہر سے تو ایمان لاتے ہو، باطن سے ایمان لاؤ، باتوں سے تو ایمان لائے ہو عمل سے ایمان لاؤ، چنانچہ تم زبان سے بھی بتاؤ کہ ہم اس کتاب پر ایمان رکھتے ہیں تمہارا عمل بھی بتائے کہ تم اِس پر ایمان رکھتے ہو، تمہاری تجارت بتائے، تمہاری سیاست بتائے، تمہارے اخلاق بتائیں، تمہارے شب وروز بتائیں، تمہارے گھر بتائیں، تمہارے بازار بتائیں، تمہارے محلے بتائیں تم اس پر ایمان رکھتے ہو، آج ہمارے اخلاق نہیں بتاتے کہ ہم قرآن پر ایمان رکھنے والے ہیں جھوٹ بولتے ہیں، سچے آدمی کو خوردبین لے کر تلاش کرنا پڑتا ہے، جھوٹ ہے ہر طرف، جھوٹ کی حکمرانی ہے، بازار میں جھوٹ، مارکیٹ میں جھوٹ، ٹھیلے والا جھوٹ بولتا ہے، ہر طرف جھوٹ ہی جھوٹ۔ حد یہ کہ منبر پر بیٹھ کر لوگ جھوٹ بولتے ہیں، شرماتے نہیں، خیانت عام ہے، وعدہ خلافی عام ہے، تکبر عام ہے، بخل عام ہے، حبّ دنیا عام ہے، بدکاری عام ہے، بے حیائی عام ہے، بے پردگی عام ہے، سود خوری عام ہے، اللہ کے حکموں کو چھوڑنا عام ہے، نماز کا چھوڑنا عام ہے، اور ہیں کوئی لوگ قرآن پر ایمان رکھنے والے؟

ہمارا ایمان صرف زبان کی حد تک رہ گیا

ہم قرآن پر ایمان رکھنے والے ہیں ہمارے اعمال نہیں بتاتے، ہمارے اخلاق نہیں بتاتے کہ ہم واقعی ایمان والے ہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم کے اخلاق بتاتے تھے، انکے اعمال بتاتے تھے، ان کے دن رات بتاتے تھے، کہ یہ مومن ہیں، کافر محسوس کرتے تھے کہ ہماری زندگی کچھ اور ہے اور ان کی زندگی کچھ اور

ہے، واضح طور پر محسوس کرتے تھے جب کہ آج کی ہماری زندگی اور کافر کی زندگی الا ماشا اللہ واضح فرق نظر آتا ہے۔

کافر اور مسلمان کی زندگی میں فرق نہیں رہا

ایک مشہور کھلاڑی پاکستان کا جس نے اسلام قبول کیا اس نے کہا اسلام قبول کرنے سے پہلے میں مسلمانوں کے محلے میں رہتا تھا مسلمان نوجوان میرے دوست تھے لیکن میری زندگی اور ان کی زندگی میں کوئی فرق نہیں تھا جو کچھ میں کرتا تھا وہ بھی کرتے تھے، میں بھی اذان سنتا تھا مسجد کی طرف نہیں جاتا تھا وہ بھی نہیں جاتے تھے، میں بھی میوزک کا رسیا تھا، رقص اور ڈانس کا شوقین تھا وہ بھی شوقین تھے، جو جو حرکتیں میرے اندر پائی جاتی تھیں وہ انکے اندر بھی پائی جاتی تھیں کوئی فرق ہی نہیں لگتا تھا گویا کہ شیر کا بیٹا اور گیدڑ کا بیٹا دونوں ایک جیسے ہو گئے، کوئی فرق ہی نہیں، تو یہ مطالبہ ہم سے ہے کہ ایمان لاؤ۔

ناراض نہ ہو جانا میرے بزرگو! اور دوستو! آج حال یہ ہے کہ ایمان زبانوں پر ہے دل میں نہیں ہے، معمولات میں نہیں ہے، اخلاق میں نہیں ہے، کردار میں نہیں ہے، سیرت میں نہیں ہے، کاروبار میں نہیں ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایمان سے ان کا کیا تعلق بس کلمہ پڑھ لیا مومن بن گئے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

سب سے بڑا مرض

آج سب سے بڑا مرض مسلمانوں کے اندر منافقت کا مرض ہے منافقین

کی کثرت ہے، ہم تو کہتے ہیں ڈیڑھ ارب لیکن پتہ نہیں کام کے کتنے مسلمان ہین اور نام کے کتنے مسلمان ہیں؟ کتنے ہیں جن کے اندر ایمانی صفت پائی جاتی ہیں اور کتنے ہیں جن کی سیرت میں منافقوں والی صفات وعلامات جھلکتی نظر آتی ہیں۔ قرآنِ کریم کا پہلا حق ہے کہ قرآن پر دل وجان سے ایمان لانا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا کافروں سے بھی مطالبہ ہے ایمان لاؤ اور مسلمانوں سے بھی مطالبہ ہے ایمان لاؤ، تم بھی ایمان لاؤ۔

قرآن کریم کا دوسرا حق

صحیح تلفظ کے ساتھ اس کی تلاوت کرنا، لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ تجوید کے ساتھ تلاوت یہ صرف امام صاحب کا کام ہے، خطیب صاحب کا کام ہے، قاری صاحب کا کام ہے، ہم تو جیسے تیسے پڑھ لیں کافی ہے، نہ بھی پڑھیں تو بھی ہماری مسلمانی پر کوئی حرف نہیں آتا اور جیسے تیسے پڑھ لیں غلط سلط ق کو ك پڑھ لیں، س کو ث پڑھیں، اور ح کو ہ پڑھیں، اور ط کو ت پڑھیں، اور ض کو د پڑھیں، اور ذ کو ز پڑھیں۔ اللہ قبول کرنے والا ہے یہ سوچ تو صحیح نہیں ہے، تجوید کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر اتنا فرض ہے جس کے ذریعے وہ ملتے جلتے الفاظ کے درمیان فرق کر سکے۔ صحیح تلفظ کے ساتھ قرآن کی تلاوت یہ قرآن کا حق ہے اور قرآن کی تلاوت سب سے بڑا ذکر ہے، سب سے اول وظیفہ ہے، سب سے اعلیٰ ورد ہے۔ ایسا اعلیٰ وظیفہ اور ورد کہ ہمارے آقا ﷺ نے فرمایا؛

مَنْ شَغَلَهُ الْقُرْاٰنَ عَنْ ذِكْرِیْ وَمَسْئَلَتِیْ وَاَعْطَیْتُهُ مَا اعْطِ سَائِلِیْن

جو شخص قرآن میں مصروف رہا کہ اسے کسی دوسرے ذکر اور دعا مانگنے کی

فرصت نہیں ملی تو اللہ کہتا ہے میں اسے بن مانگے مانگنے والوں سے بھی زیادہ دوں گا اور قرآن کے ساتھ مصروفیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بظاہر اسے دوسرے اذکار واوراد کا ثواب ویسے بھی عطا فرماتا ہے۔

وَفَضْلُ كَلَامِ اللّٰهِ عَلٰى سَائِرِ الْكَلَامِ كَفَضْلِيْ عَلَى الْخَلْقِ

یہ حدیث قدسی ہے اللہ فرما رہے ہیں۔قرآن کو ساری کتابوں پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسے میری فضیلت مخلوق پر، چنانچہ جس طرح مخلوق میں سے کوئی بھی میرے مقام تک نہیں پہنچ سکتا چاہے وہ کتنا ہی عبادت گزار کیوں نہ ہوں اسطرح کوئی کلام چاہے وہ کتنا ہی نفیس کیوں نہ ہو میرے کلام کا مقابلہ نہیں کرسکتا، اسکے مقام تک نہیں پہنچ سکتا۔قرآن کی تلاوت یہ قرآن کریم کا حق ہے۔آج یہ حق بھی بہت کم لوگ ادا کرتے ہیں تلاوت کا معمول اور تلاوت کا شوق اٹھتا جا رہا ہے، بہت کم ہیں جنہوں نے واقعی صبح یا رات کو تلاوت کا معمول بنا رکھا ہے حالانکہ قرآن پر ایمان رکھنے والے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اس کتاب مقدس کی تلاوت کے لیت اپنے ۲۴ گھنٹے میں سے کوئی وقت ضرور مخصوص کرے۔اگر کسی کو قرآن زبانی یاد ہے تو سبحان اللہ اسکے لئے سب سے بہتر یہ ہے کہ وہ نماز میں قرآن کی تلاوت کرے فرض نماز تو مختصر ہوتی ہے۔ نفلی نماز میں تلاوت کرے۔

تہجّد میں تلاوت سنّت ہے

اللہ توفیق دے تو تہجد میں تلاوت کریں کہ یہ آقا ﷺ کی سنت ہے۔آقا ﷺ تہجد میں قرآن کی تلاوت کیا کرتے تھے۔یہ جو آپ سنتے ہیں

کہ آقا ﷺ کے قدموں میں ورم آجا تا تھا، آپ ﷺ کے قدمین سوجھ جاتے تھے تو کیوں؟ اسلئے کہ آپ کھڑے ہوکر اتنی لمبی قرآت کیا کرتے تھے حتٰی کہ مبارک قدموں میں ورم آجاتا تھا۔ اور اللہ کو اپنے نبی ﷺ پر ترس آ گیا۔ اس مجاہدے پر، اس ریاضت پر، اس لمبے قیام پر، اللہ نے فرمایا یَآاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ کیا پیارا خطاب ہے، اے چادر اوڑھنے والے! اللہ اکبر! کتنا بے تکلفی کا خطاب ہے، محبت کا خطاب ہے، اے چادر اوڑھنے والے! قُمِ اللَّيْلَ آپ راتوں کو قیام کیا کریں اِلَّا قَلِیْلاً مگر کم، ساری رات نہیں، میرے محبوب اپنے اوپر اتنی مشقت نہ ڈالیں نِصْفَهٗ آدھی رات اَوِانْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلاً یا اس سے بھی کم اَوْزِدْ عَلَيْهِ یا اس سے زیادہ اور قیام کر کے کرنا کیا ہے؟ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلاً قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں۔ چنانچہ آقا ﷺ رات کو قیام فرماتے، رات کو قیام میں تلاوت کیا کرتے تھے۔ یہی کام صحابہ کرام ﷺ کرتے تھے یہی کام آپ کی امت کے اولیاء، اتقیاء، اصفیاء اور عشاق قرآن نے کیا۔

حضرت قاری رحیم بخش رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

حضرت قاری رحیم بخش صاحب اللہ ان کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے (آمین) بڑی خدمت کر گئے قرآن کی۔ پوری دنیا میں ان کے تلامذہ مل جاتے ہیں۔ میں نے ان کا واقعہ پڑھا، کہتے ہیں کہ میں نے پہلا حج ۳۳ سال کی عمر میں کیا حج کے بعد جب روضہ اقدس ﷺ پر الوداعی سلام کے لیے حاضر ہوا تو میرے دل نے یوں محسوس کیا کہ آقا ﷺ فرما رہے ہیں "اے رحیم بخش! ہماری طرف سے تہجد کا تحفہ لیتے جاؤ" فرماتے ہیں اس کے بعد میں

نے ہمیشہ تہجد کا اہتمام کیا اور روزانہ تہجد میں تین پارے پڑھنے کا معمول تھا۔ تو اللہ پاک نے جنہیں قران پاک کے حفظ کی نعمت عطا فرمائی ہے وہ نماز میں پڑھیں۔ سب سے زیادہ ثواب دوران نماز پڑھنے میں ہوتا ہے۔

غیر حافظ بھی ہمت کریں

اور جو حافظ نہیں ہیں میں ان سے بھی درخواست کروں گا کہ وہ صرف سورۂ اخلاص پر اکتفاء نہ کریں بلکہ چند مزید سورتیں بھی یاد کرلیں۔ ہمارا یہ دماغ جو ہر جگہ چلتا ہے کیا یہ قرآن میں نہیں چلتا؟ کیا یہ صرف دنیا کے لیت اللہ نے دیا ہے؟ قرآن کا اس میں کوئی حصہ نہیں ہے؟ ہمت کر کے تو دیکھئے یہ تو معجزہ ہے۔ جیسے یہ دس دس سال کے بچوں کے سینے میں محفوظ ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات ۶۰ سال کے بوڑھوں کے سینوں میں بھی محفوظ ہو جاتا ہے۔ ہم نے خود ۶۰ سال کے بوڑھوں کے تکمیلِ حفظ میں شرکت کی، ۵۰ سال کی خاتون اسکے بیٹے کے تکمیل حفظ میں بھی شرکت کی۔ ہمت کر کے تو دیکھیے چند سورتیں ہی سہی ابتداء تو کیجئے ہمارا تو یقین ہے اس بات پر کہ اگر آپ نے حافظ قرآن بننے کی نیت سے شروع کیا اور چند آیات سے آگے نہ بڑھ سکے۔ اور فرشتہ اجل آ پہنچا اور زندگی کا سفر اختتام پذیر ہو گیا تو قیامت کے دن اللہ آپ کو حافظوں کی صف میں کھڑا کرے گا۔ کوشش تو اس نے بھی کی تھی۔

سچی طلب پر بھی ثواب

ایک عجیب بات بتاؤں عمل کا ثواب تو اپنی جگہ ہے ہمارا اللہ اتنا مہربان

ہے کہ وہ طلب پر بھی ثواب دیتا ہے بلکہ بعض اوقات سچی طلب والے کو زیادہ نوازدیتا ہے، عمل نہ کرسکا لیکن سچی طلب تھی تو اللہ نے نوازدیا۔

طلب والا محروم نہیں رہتا

اور یہ جو حدیث آتی ہے طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ۔ علم کا طلب کرنا فرض ہے یہ نہیں کہا علم کا حاصل کرنا فرض ہے یہ کہا علم کا طلب کرنا فرض ہے۔ اگر کسی نے طلب کیا مگر حاصل نہ کرسکا۔ اللہ اس کو محروم نہیں رکھے گا۔ تو بھائیو! یہ دوسرا حق ہے قرآن کریم کا کہ اسکی تلاوت کی جائے کوشش ہو کہ زندگی کا کوئی دن اسکی تلاوت کے بغیر نہ جائے۔ آپ کے گھر میں ایسا ماحول بن جائے کہ فجر کے وقت والد بھی تلاوت کررہے ہوں، والدہ بھی تلاوت کررہی ہوں، اولاد بھی تلاوت کررہی ہو، پورا گھر اللہ کے کلام کی نورانی آواز سے گونج رہا ہو۔

قرآن کا تیسرا حق "غور وتدبّر"

اس کو سمجھنا ہے، اس میں تدبر کرنا ہے۔ اللہ کہتا ہے میں نے یہ کتاب کس لئے نازل کی؟ تدبر کے لیے، سمجھنے کے لیے،

کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْكَ مُبٰرَكٌ لِّیَدَّبَّرُوْۤا اٰیٰتِهٖ وَلِیَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ۝۲۹

(سورۃ ص آیت ۲۹، پ ۲۳)

یہ مبارک کتاب ہم نے نازل کی تاکہ اس کی آیات میں تدبر کریں اور عقل والے نصیحت حاصل کریں۔ یہ صرف مفتی کی ذمہ داری نہیں ہے، مولوی

کی ذمہ داری نہیں ہے، یہ ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ قرآن کو اپنی استطاعت کے مطابق سمجھنے کی کوشش کرے۔ میرا اللہ مجھ سے کیا چاہتا ہے، میرے اللہ نے قرآن میں کیا کہا ہے ؟ کیا فرمارہے ہیں اللہ۔ اللہ اکبر! اگر قرآن کے معنیٰ سمجھ میں آتے ہوں تو پھر جب تلاوت کرے تو اس طرح تلاوت کرے کہ گویا کہ اللہ بول رہے ہیں آپ سن رہے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب میرا دل چاہتا ہے کہ میں اللہ سے باتیں کروں تو قرآن کھول کے باتیں شروع کر دیتا ہوں۔

تلاوت کو پُرنور اور پُر درد کیسے کیا جا سکتا ہے؟

شاہ عبدالقادر رائپوری نوراللہ مرقدہ کی کسی عالم نے تلاوت سنی دل پر بڑا اثر ہوا پوچھا حضرت! ایسی پرنور، پردرد، پراثر تلاوت کیسے کی جا سکتی ہے؟۔ فرمایا جب قرآن پڑھو تو اپنے آپ کو ایسے درخت کی طرح سمجھو جس درخت میں سے موسیٰ علیہ السلام کی آوز آئی تھی۔

اِنَّنِیۡۤ اَنَا اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدۡنِیۡ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكۡرِیۡ ﴿۱۴﴾

(طٰهٰ آیت ۱۴، پ ۱۶)

جیسے اس درخت سے آواز آرہی تھی اور موسیٰ علیہ السلام سن رہے تھے اور یقین تھا کہ یہ میرے اللہ کا پیغام ہے، اللہ کی آواز ہے۔ اپنے آپ کو یوں سمجھو کہ میں تو اس درخت کی طرح ہوں کہ مجھ سے اللہ کی آواز آرہی ہے، اللہ کہہ رہا ہے۔

قُلۡ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَیۡكُمۡ جَمِیۡعَا

(الاعراف آیت ۱۵۸، پ ۹)

اللہ کہہ رہا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝٢١

(البقرہ آیت ۲۱، پ ۱)

اللہ کہہ رہا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِىَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝٢٧٨

(البقرہ آیت ۲۷۸، پ ۳)

اللہ کہہ رہا ہے۔

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝٤٣

(البقرہ آیت ۴۳، پ ۱)

اللہ کہہ رہا ہے۔

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

(البقرہ آیت ۱۷۷، پ ۲)

تلاوت کے وقت کیا نیت ہو؟

یوں سمجھو میرے اندر سے آواز آرہی ہے، اللہ کی آواز میں اللہ کا پیغام سن رہا ہوں۔ اور ساتھ ساتھ نیت بھی کرتا جائے کہ اگر اللہ منع کر رہا ہے تو اس عمل سے رک جائے، پھر آگے سنے اگر کہے کہ یہ کام کرو تو یہ نیت کرے کہ میں یہ کام کرونگا

،اللہ جہاد کا حکم دے رہا ہے تو نیت کرے کہ اگر موقع ملے تو کرونگا ،اللہ خرچ کرنے کا حکم دے رہا ہے تو نیت کرے کہ اے اللہ! اپنی طاقت کے مطابق خرچ کرونگا۔ اللہ سود سے بچنے کی تلقین کر رہا ہے نیت کرے کہ میں سود سے بچوں گا۔

قرآن میں ہرایک کا تذکرہ

حضرت انس بن قیس رحمۃ اللہ علیہ مشہور تابعی انہوں نے قرآن پڑھا اور اس انداز سے پڑھا یہ آیات کریمہ پڑھی۔

لَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْکُمْ کِتٰبًا فِیْهِ ذِکْرُکُمْ ط

(الانبیاءآیت ۱۰، پ ۱۷)

اللہ کہہ رہا ہے ہم نے تمھاری طرف ایسی کتاب نازل کی جس میں تمھارا تذکرہ ہے کہنے لگے اچھا! اس میں میرا تذکرہ ہے اللہ کہنے لگا ہاں قرآن میں تمھارا تذکرہ ہے اچھا میرا تذکرہ کہاں ہے؟ اب قرآن کے اوراق الٹنے پلٹنے لگے پہلے وہ آیات پڑھیں جس میں مشرکوں کا ذکر، کافروں کا ذکر، فرعونوں کا ذکر، متکبروں کا ذکر، نمرود کا ذکر، بدمعاشوں کا ذکر، قرآن سے اعراض کرنے والوں کا ذکر تو کہنے لگے اے اللہ! یہ میرا ذکر تو نہیں ہے میں تو ایسا نہیں ہوں، اتنا گیا گزرا تو نہیں۔

پھر وہ آیات پڑھیں جن میں متقین کا ذکر، صالحین کا ذکر، منفقین کا ذکر، مجاھدین کا ذکر، انبیاء و اولیاء کا ذکر، شھداء کا ذکر، مستبصرین کا ذکر، توابین کا ذکر، متطہرین کا ذکر، راتوں کو جاگنے والوں کا ذکر، اللہ کے سامنے رات بھر رونے والوں کا ذکر کہنے لگے یا اللہ! یہ بھی میرا ذکر نہیں

ہے میں اتنا پہنچا ہوا نہیں ہوں، اتنا نیک نہیں ہوں، اب پھر گیارھویں پارے میں سورۃ توبہ کیا آیت کریمہ پڑھی۔

وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ط

(سورۃالتوبۃ،آیت102،پ،11)

میرے کچھ بندے ایسے ہیں جو اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں انہوں نے کچھ نیک عمل بھی کیے ہیں، مگر ان سے کچھ گناہ بھی ہوئے ہیں، اور وہ اپنے گناہوں پر شرمندہ ہے، توبہ کرتے ہیں جب یہ آیتِ کریمہ پڑھی تو پکار اٹھے هٰذَا ذِكْرِیْ یہ قرآن نے میرا ذکر کیا ہے۔

قرآن ایک آئینہ

تو بھائیو! قرآن ایک آئینہ ہے۔ اس میں ہم اپنی شکل دیکھ سکتے ہیں۔ ہم چور ہیں تو، ڈاکو ہیں تو، شرابی ہیں تو، زانی ہیں تو، منافق ہیں تو، ہم اپنی شکل دیکھ سکتے ہیں اور اگر ہم مجاہد ہیں، ہم نمازی ہیں، ہم سخی ہیں ہم اللہ سے محبت کرنے والے ہیں تو بھی ہم قرآن میں اپنی شکل دیکھ سکتے ہیں، شکل اس وقت نظر آئے گی جب قرآن کو آپ سمجھ کر پڑھیں گے کہ یہ کیا کہہ رہا ہے، کس کا ذکر کر رہا ہے، اللہ ہم سے کیا مطالبہ کر رہا ہے، اپنی استطاعت کے مطابق قرآن کو سمجھنا قرآن کا تیسرا حق ہے۔

قرآن کا چوتھا حق اس پر عمل کرنا ہے

اللہ نے یہ کتاب صرف مُردوں کو ایصال ثواب کے لیے نازل نہیں کی، اللہ نے یہ کتاب تعویزات لکھنے کے لیے نازل نہیں کی، اللہ نے یہ کتاب

سر درد کے لیت اور بخار کے لیے اور درد گردہ کے لیے اور رشتے کرانے کے لیے اور رشتے توڑنے کے لیے معاذاللہ نازل نہیں کی اللہ نے یہ کتاب نقش لکھنے کے لیے اور تعویذ لکھنے کے لیے نازل نہیں کی۔ اللہ نے یہ کتاب اس لئے نہیں نازل کی تا کہ قریب المرگ کے پاس پڑھو تو اس کی جان آسانی سے نکلے، یہ اس کا مقصد نزول نہیں ہے، اس میں برکتیں بے شمار، اس میں شفاء بے شمار، لیکن یہ مقصد نزول نہیں ہے۔

مقصد نزول تو یہ ہے کہ ہم اس پر عمل کریں اور ہمارے دل بھی بدل جائیں، ہمارا ظاہر بھی بدل جائے، اللہ نے عمل کے لیے کتاب کو نازل کیا

بروز قیامت رسول اللہ ﷺ کا مقدمہ

اللہ پاک قرآن کریم میں ۱۹ ویں پارے سورۂ فرقان میں فرماتے ہیں۔

وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ۝۳۰

(الفرقان آیت ۳۰،پ ۱۹)

اللہ کا رسول کہے گا قیامت کے دن اے میرے رب! میری قوم نے قرآن کو چھوڑ دیا تھا، تفسیروں میں قرآن کو چھوڑنے کا مطلب لکھا ہے تلاوت نہ کرنا اسکو چھوڑنا ہے، قرآن کو سمجھنے کی کوشش نہ کرنا اس کو چھوڑنا ہے، اور قرآن پر عمل نہ کرنا یہ قرآن کو چھوڑنا ہے۔ ہم قرآن کا ادب کرتے ہیں اور ادب کرنا چاہئے اَلدِّيْنُ كُلُّهٗ اَدَبٌ دین سارا کا سارا ادب ہی ادب ہے جس کے اندر ادب نہیں اسکے اندر دین نہیں۔ ہم قرآن کا ادب کرتے ہیں اور قرآن کی طرف پیٹھ نہیں کرتے بعض دیہاتیوں کو میں نے دیکھا وہ تو ادب کرنے میں اتنا

مبالغہ کرتے ہیں ہے کہ اگر بھولے سے کہیں مسجد میں آ جائیں اور سامنے قرآن رکھا ہوا ہو تو الٹے پاؤں جاتے ہیں کہ کہیں قرآن کی طرف پیٹھ نہ ہو جائے ہم قرآن کی طرف ایک منٹ کے لیے، آدھے منٹ کے لیے، ایک سیکنڈ کے لیے پیٹھ نہیں کرتے لیکن چوبیس گھنٹے کی زندگی میں ہم نے قرآن کی طرف پیٹھ کی ہے، قرآن اگر نماز کے لیے بلاتا ہے ہم نہیں جاتے کیا یہ پیٹھ نہیں ہے؟ قرآن کہتا ہے پوری زکوٰۃ دو ہم نہیں دیتے کیا یہ قرآن کی طرف پیٹھ نہیں ہے؟ قرآن کہتا ہے سود چھوڑ دو ہم نہیں چھوڑتے کیا یہ قرآن کی طرف پیٹھ نہیں ہے؟ قرآن کہتا ہے سچ بولو ہم نہیں بولتے کیا یہ قرآن کی طرف پیٹھ نہیں ہے؟ قرآن کہتا ہے وعدہ پورا کرو ہم وعدہ پورا نہیں کرتے کیا یہ قرآن کیطرف پیٹھ نہیں ہے؟ قرآن کہتا ہے ایمان والوں سے محبت کرو ہم کافروں سے محبت کرتے ہیں کیا یہ قرآن کی طرف پیٹھ نہیں ہے؟ تو یہ چوتھا حق ہے قرآن پر عمل کرنا۔

قرآن کا پانچواں حق

پانچواں حق یہ ہے کہ اسکو دوسروں تک پہنچاؤ جہاں تک پہنچا سکتے ہو۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَہٗ

تم میں سے سب سے بہترین شخص وہ ہے جس نے قرآن سیکھا اور دوسروں کو سکھایا، یہ ہم پر لازم ہے کہ ہم قرآن کو پوری دنیا میں پھیلانے کی کوشش کریں آج دنیا پیاسی ہے، دولت کی بہتات اس پیاس کو نہیں بجھا سکتی، فحاشی و عریانی اس پیاس کو نہیں بجھا سکتی، سہولیات کی کثرت یہ اس پیاس کو نہیں

بجا سکتی، جو پیاس اس وقت انسانوں کو لگی ہوئی ہے۔روحانی پیاس ایسی پیاس کو صرف قرآن بجھا سکتا ہے مسلمانوں نے قرآن کا یہ حق ادا نہیں کیا جیسے ادا کرنے کا حق تھا، یہ تو دلوں کو بدلنے والی کتاب ہے، یہ تو زندگیوں کو بدلنے والی کتاب ہے دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے کا حق تھا ہم نے ویسا نہیں پہنچایا یہ قرآن کا پانچواں حق ہے۔

قرآن کا چھٹا حق

اور یہ بڑا مشکل حق ہے اللہ ہمیں وہ حق بھی ادا کرنے کی توفیق دے اور اللہ اس حق کو ادا کرنے والا، معاشرہ اور ملک کو بھی دیکھنے کی توفیق دے۔اور وہ کیا؟ قرآن کریم کا چھٹا حق یہ ہے کہ اجتماعی زندگی میں بھی قرآن کا ایک ایک حکم نافذ ہوجائے، قرآن کی حکمرانی ہو، قرآن صرف غریب کی جھونپڑی میں نہ ہو، بادشاہ کے محل میں بھی قرآن ہو، ساری زندگی پر قرآن کی حکمرانی ہو، چوروں کے ہاتھ کاٹے جائیں، زانیوں کو سنگسار کیا جائے، شرابیوں کو کوڑے لگائے جائیں، اسلام کا نظام چلے، قرآن کا نظام چلے، قرآن دنیا میں عملی طور پر نافذ ہوجائے یہ قرآن کا چھٹا حق ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ خلوصِ نیت کے ساتھ مجھے اور آپ کو ان چھ حقوق کی ادائیگی کے لیے اپنا تن، من، دھن لگانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

مسلمانوں پر
قرآن کریم کے حقوق

از افادات

داعیِ قرآن، مفسرِ قرآن

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ

جمع وترتیب

مولانا اشفاق احمد

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

مکتبہ عمر فاروق

۞......مسلمانوں پر قرآن کریم کے کون سے حقوق ادا کرنا لازمی ہیں؟

۞......دلوں کی سختی کیسے دور ہو سکتی ہے؟

۞......کیا چند روزہ تراویح سے قرآن کریم کا حق ادا ہو جاتا ہے؟

۞......شبینہ میں فوائد اور نقصانات کا تناسب کیا ہے؟

۞......حقوق کے حوالے سے قرآن کریم اس ماہ مبارک میں ہمیں کیا پیغام دیتا ہے؟

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَحۡدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنۡ لَّا نَبِيَّ بَعۡدَهٗ

اَمَّا بَعۡدُ:

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

الٓمّٓ ۞ ذٰلِكَ الۡكِتٰبُ لَا رَيۡبَ ۛ فِيۡهِ ۛ هُدًى لِّلۡمُتَّقِيۡنَ ۞

(سورۃ البقرۃ آیت ۱، پارہ ۱)

صَدَقَ اللّٰهُ الۡعَظِيۡمُ

قابل احترام بھائیو اور بہنو!

مبارک مہینے کی مبارک رات ہے، مبارک مجلس ہے، مبارک تقریب ہے کہ آج یہاں نماز تراویح میں ختم قرآن کی سعادت حاصل کی گئی اور بحمد اللہ یہ سعادت، ہر شہر، ہر بستی، ہر محلے میں مسلمان حاصل کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم زندگی کی آخری سانس تک یہ سعادت بار بار، بار بار حاصل کرتے رہیں۔

مسلمانوں پر قرآن کریم کے حقوق

اس مبارک موقع پر مجھے کہا گیا ہے کہ مسلمانوں پر قرآن کریم کے جو حقوق ہیں وہ میں آپ کے سامنے بیان کروں تاکہ اللہ تعالیٰ ہمارے دل میں ان حقوق کی اہمیت اور عظمت پیدا فرمائے اور پھر ان حقوق کو ادا کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ اس لیے کہ جیسے ہمارے ذمہ اللہ کے حقوق ہیں، اللہ کے نبی ﷺ کے حقوق ہیں، والدین کے حقوق ہیں، اساتذہ کے حقوق ہیں، بڑوں کے حقوق ہیں بلکہ چھوٹوں کے بھی حقوق ہیں، حقوق ہی حقوق ہیں اسلام کے اندر تو اسی طریقے سے قرآن کریم کے بھی کچھ حقوق ہیں۔ قرآن کریم کا سب سے پہلا حق یہ ہے کہ ایک مسلمان کی بات کر رہا ہوں کہ ایک مسلمان پر قرآن کریم کا سب سے پہلا حق یہ ہے کہ مسلمان قرآن کی تلاوت کرے۔

نبی ﷺ کی بعثت کا ایک مقصد قرآن کی تلاوت بھی ہے

اللہ نے ہمارے آقا محمد ﷺ کو قرآن کریم کی تلاوت کرنے کا حکم دیا۔ سورۃ نمل کی آیت نمبر ۵۱ اور ۵۲ میں ہے۔

اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ شَيْءٍ ۡوَّاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ

(سورۃ النمل آیت ۹۲، ۹۱ پ، ۱۹)

''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اس بیت اللہ کے رب کی عبادت کروں ......

اور قرآن کی تلاوت کروں''۔

اللہ نے مجھے قرآن کی تلاوت کا حکم دیا ہے اور قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اللہ نے نبی کریم ﷺ کو دنیا میں بھیجنے کا ایک مقصد یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ آپ ﷺ انسانوں کے سامنے قرآن کریم کی تلاوت کریں:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۶۴﴾

(سورۃ آل عمران آیت ۱۶۴، پ، ۴)

چار مقاصد بیان فرمائے بعثت کے، نبوت و رسالت کے، دنیا میں تشریف آوری کے، ان میں سے پہلا مقصد وہ تلاوت کتاب ہے اللہ فرماتا ہے: ''میں نے اپنے نبی کو دنیا میں بھیجا اس لیے ہے''۔ اور اللہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ: ''میں نے اپنے نبی ﷺ کو دنیا میں بھیج کر انسانوں پر اور خاص طور پر مومنین پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔'' میرے نبی ﷺ کس مقصد کے لیے دنیا میں آیا؟ پہلا مقصد بیان فرمایا: تلاوت کتاب يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ میں نے خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو کس لیے دنیا میں بھیجا؟ تا کہ وہ انسانوں کے سامنے بالخصوص مسلمانوں کے سامنے قرآن کی تلاوت کریں۔ اور اللہ نے عمومی طور پر تلاوت کرنے والوں کی قرآن میں فضیلت بیان فرمائی سورۃ فاطر کی آیت نمبر ۲۹ اور ۳۰ میں ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا

رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ﴿٢٩﴾
لِيُوَفِّيَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ
شَكُوْرٌ ﴿٣٠﴾

(سورۃ فاطر، آیت، ۲۹، پ ۲۲)

''بے شک وہ لوگ جو اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے دیا ہے اس میں سے خفیہ بھی خرچ کرتے ہیں ضرورت کے موقع پر علانیہ بھی خرچ کرتے ہیں'' جس کے اندر یہ تین صفات پائی جاتی ہیں تلاوت کتاب، اقامت صلوٰۃ، انفاق مال قرآن کی تلاوت، نماز کا قائم کرنا اور اللہ کے دیے ہوئے مال کو اللہ کی راہ میں اللہ کی رضا کے لیے خرچ کرنا۔

فرمایا کہ جن کے اندر یہ تین صفات پائی جاتی ہیں

يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ﴿٢٩﴾

(سورۃ فاطر: آیت ۲۹، پ ۲۲)

''وہ ایک ایسی تجارت کی امید رکھتے ہیں جس میں خسارہ کبھی نہیں ہوسکتا جس میں نقصان نہیں ہوسکتا۔

لِيُوَفِّيَهُمْ اُجُوْرَهُمْ

''تاکہ اللہ ان کو، ان کا اجر پورا دے دے'' اور ایسا نہیں ہے کہ ناپ تول کر پورا دے اتنی تلاوت کی تھی اتنی نیکیاں ملیں گی۔ ایک قرآن ختم کیا تھا تو ایک قرآن کے حروف کے برابر نیکیاں ملیں گی۔ نہیں۔ اللہ کہتا ہے

وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ

ان کو اپنے فضل سے اور زیادہ دے گا

اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۞

”بے شک اللہ بڑا بخشنے والا اور قدر کرنے والا ہے۔“

اپنے بندوں کی قدر کرتا ہے اپنی کتاب سے محبت کرنے والوں کی قدر کرتا ہے جو اللہ کی کتاب سے محبت کرتے ہیں اللہ ان سے محبت کرتا ہے۔

مجھے عظیم مولف، عظیم محدث اور عظیم اسکالر حضرت مولانا محمد منظور نعمانی نور اللہ مرقدہ کا ایک واقعہ آتا ہے انہوں نے لکھا فرماتے ہیں کہ: میں ایک دفعہ ریل گاڑی میں سفر کر رہا تھا تو میں نے ایک صاحب کو دیکھا کہ وہ میری لکھی ہوئی کتاب بڑی محویت سے اور بڑی محبت سے پڑھ رہے تھے مولانا نے بہت ساری کتابیں لکھیں ہیں اور بڑی مفید کتابیں۔ ہر گھر میں ہونی چاہیں بالخصوص ان کی کتاب ”معارف الحدیث“ وہ تو ہر گھر کی ضرورت ہے تو مولانا نے فرمایا کہ میں نے ان صاحب کو دیکھا میری کتاب کو بڑے انہماک سے بڑی توجہ سے اور بڑی چاہت سے پڑھ رہے ہیں تو ان کی چاہت کو دیکھ کر میرے دل میں ان کے لیے محبت پیدا ہوگئی کہ دیکھو میری کتاب کو کتنی محبت سے پڑھ رہے ہیں تو فوراً میرے دل میں خیال آیا کہ جب ہم اللہ کی کتاب کو محبت اور چاہت سے پڑھیں گے تو اللہ پاک ایسے بندہ سے محبت نہیں کریں گے؟ وہ تو بہت محبت کرنے والے ہیں۔“

میں اپنے لکھے ہوئے رسالے، اپنے لکھے ہوئے مضمون اور اپنی لکھی ہوئی کتاب کو محبت کے ساتھ پڑھنے والے سے محبت کر سکتا ہوں تو کیا میرا اللہ اپنی

کتاب مقدس کے ساتھ محبت کرنے والوں، اس کی فرصت کرنے والوں، اس کی تلاوت کرنے والوں، اس کو سننے والوں اور اس کی اشاعت کرنے والوں اور اس کی حفاظت کرنے والوں اور اس کی قدر کرنے والوں سے اللہ محبت نہیں کرے گا؟ یقیناً کریں گے۔ یہ تو چند آیات میں نے آپ کو سنائیں۔ نبی اکرم ﷺ کی احادیث تو بہت ہیں تلاوت کی فضیلت اور عظمت کے بارے میں، میں صرف چند احادیث سنانے پر اکتفاء کروں گا۔

ترمذی میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ شَغَلَهُ الْقُرْآنُ عَنْ ذِكْرِيْ وَمَسْئَلَتِيْ اُعْطِيْتُهُ اَفْضَلَ مَا اُعْطِيَ السَّائِلِيْنَ

فرمایا کہ: ''جو شخص قرآن کی خدمت میں، قرآن کی تلاوت میں، قرآن کی تعلیم میں، قرآن کی تدریس میں، قرآن کے درس میں قرآن کی تفسیر میں، اتنا مصروف ہو۔ (شغلہ القرآن میں یہ ساری باتیں آ گئیں) جس کو قرآن نے مشغول کر دیا۔ ایسا مشغول کیا قرآن نے کہ اس کو کسی دوسرے ذکر اور مجھ سے دعا کرنے کی بھی فرصت نہیں ملی اتنا مصروف، دوسرے بیٹھے ذکر کر رہے ہیں کوئی لا الہ الا اللہ کی تسبیح پڑھ رہا ہے اور کوئی درود شریف کی تسبیح پڑھ رہا ہے اور کوئی استغفار کی تسبیح پڑھ رہا ہے اور کوئی دوسرا ذکر کر رہا ہے اور کوئی دعائیں مانگنے میں لگا ہوا ہے۔ لیکن اللہ نے اس کے دل میں قرآن کی محبت ایسے ڈالی اور قرآن کو اس کے دل کی ایسی بہار بنایا اور آنکھوں کا نور بنایا کہ

یہ بس قرآن میں لگا ہوا ہے۔

تو فرمایا کہ جس کو قرآن نے میرے ذکر سے اور مجھ سے دعا سے مصروف کر دیا مشغول کر دیا اس کے کسی دوسرے ذکر اور دعا کی فرصت نہ ملی تو اللہ کہتا ہے: ''جتنا مانگنے والے کو دوں گا اتنا بن مانگے قرآن کی خدمت میں لگے ہوئے کو دوں گا۔''

جتنا مانگنے والوں کو دوں گا اس نے مانگا ہی نہیں اللہ کہتا ہے اس کو سب سے زیادہ دوں گا۔

اعطیته افضل مأعطی السائلین

جتنا مانگنے والوں کو دوں گا ان سب سے افضل ان سب سے زیادہ اسے دوں گا جو قرآن میں لگا ہوا تھا۔ اور فرمایا: آقا ﷺ نے فرمایا:

وفضل کلام اللہ علی سائر الکلام کفضل اللہ علی سائر الخلق

''اللہ کے کلام کو سارے کلاموں پر وہی فضیلت حاصل ہے جو خود اللہ کو ساری مخلوق پر فضیلت حاصل ہے۔'' کون ہے مخلوق میں جو اللہ کے مقام تک پہنچ سکے کون ہے؟ میں اور آپ تو کسی شمار میں ہی نہیں ہیں۔ ولی، قطب، ابدال، صحابہ، نبی بلکہ نبیوں کا سردار وہ بھی اللہ کا بندہ ہے۔ اللہ کے مقام کو، اللہ کا بندہ نہیں پہنچ سکے۔ سیدنا حضرت محمد رسول ﷺ کا مقام بھی اتنا اونچا ہے اتنا اونچا ہے کہ ہم اور آپ تو کیا لاکھوں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی جمع ہو جائیں تو محمد رسول اللہ ﷺ کے مقام تک نہیں پہنچ سکتے۔ لیکن جہاں اللہ تعالیٰ کی بات آئے گی تو وہاں ہمیں محمد رسول اللہ ﷺ بھی، اللہ کے سامنے سر جھکائے ہوئے

روتے ہوئے نظر آئیں گے۔ کہتے ہوئے نظر آئیں گے۔

اللھم أنا عبدک اے اللہ میں تیرا بندہ ہوں

یہ الفاظ آئے ہیں تو دعا سن ہی لیں قرآن کے حوالے سے بڑی پیاری دعا ہے حضور ﷺ کی۔ حضور ﷺ کی ہر دعا بڑی پیاری ہے اور یہ دعا تو بہت ہی پیاری ہے اور اس کی ایک فضیلت بھی شروع میں بتا دوں ایک حدیث میں آیا کہ: ''جس کو کوئی غم اور پریشانی لاحق ہو اور وہ یہ دعا پڑھے تو اللہ پاک اس کی پریشانی کو دور فرما دیں گے۔''

عجیب دعا ہے۔

اللھم أنا عبدک

اے میں تیرا بندہ ہوں (یہ حضور ﷺ فرما رہے ہیں)

وابن عبدک تیرے بندہ کا بیٹا ہوں

وابن امتک

تیری لونڈی کا بیٹا ہوں، ہم سب تیرے غلام ہیں میں بھی غلام ہوں میرا باپ بھی غلام، میری ماں بھی لونڈی، ہم سب غلام

ناصیتی بیدک

اے اللہ میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے

ماض فی حکمک

میرے بارے میں تو جو بھی فیصلہ کرے وہ فیصلہ نافذ ہو کر رہے گا، میرے اندر جرأت نہیں کہ تیرے کسی فیصلے کو رد کرسکوں۔

عدل فی قضائک اور اللہ تیرا فیصلہ جو بھی ہوگا وہ عدل اور انصاف کا فیصلہ ہوگا تو مجھے کھلائے تو عدل یہ ہوگا اور بھوکا رکھے تو عدل یہ ہوگا۔ فتح دے تو عدل یہ ہوگا اور شکست دے تو عدل یہ ہوگا زندہ رکھے تو عدل یہ ہوگا اور موت دے دے تو عدل یہ ہوگا تیرا جو بھی فیصلہ ہوگا وہ عدل کا فیصلہ ہوگا یہ تو اپنی عاجزی کا اظہار فرمایا اور اس کے بعد اللہ سے دعا مانگی۔ کیا؟

أسئلک بکل اسم ھو لک سمیت بہ نفسک او أنزلتہ فی کتابک أو علمتہ أحدا من خلقک أبصرت بہ فی علم الغیب عندک

اے اللہ تیرے جتنے بھی نام ہیں پہلی کتابوں میں قرآن میں، لوح محفوظ میں، میرے پاس، تو نے مجھے سکھائے یا نہیں سکھائے تیرے جتنے بھی نام ہیں تجھے ان تیرے سارے ناموں کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں رحمن ہونے کا واسطہ، رحیم ہونے کا، غفور، شکور، علی، کبیر، منتقم، ودود، رزاق ہونے کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں۔ کیا؟

ان تجعل القرآن العظیم ربیع قلبی ونور صدری وجلاء حُزنی وذھاب ھمی۔

''اے اللہ، قرآن کو میرے دل کی بہار بنادے اور اے اللہ قرآن کو میری آنکھوں کا نور بنادے اور اے اللہ قرآن کو میرے غموں اور پریشانیوں کا علاج بنادے۔''

یہ دعا فرمائی نبی کریم ﷺ نے۔ میں عرض یہ کر رہا تھا کہ اللہ کے کلام کو

سارے کلاموں پر وہی فضیلت حاصل جو خود اللہ کو خود ساری مخلوق پر فضیلت حاصل ہے اور صحیح بخاری میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی مشہور روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لاحسد إلا على اثنين

صرف دو آدمیوں پر حسد جائز ہے

تفصیل کا موقع نہیں میں اس مجلس میں موضوع کو مکمل کرنا چاہتا ہوں اختصار کے ساتھ بیان کرتا جاؤں گا فرمایا کہ: صرف دو آدمیوں پر حسد جائز ہے۔علماء کہتے ہیں اس کا ایک مطلب تو یہ ہوسکتا ہے کہ اگر کسی پر حسد جائز ہوتا تو ان دو پر جائز ہوتا، لیکن حسد تو کسی اور پر جائز ہی نہیں ہے۔اس لیے کہ حسد بدترین گناہ ہے۔

وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ۝

(سورۃ الفلق آیت ۵، پ، ۳۰)

بعض کہتے ہیں کہ حسد، رشک کے معنی میں ہے، دو آدمی پر رشک کرنا چاہیے۔

حسد کیا ہوتا ہے؟ کسی کے پاس نعمت دیکھ کر جل جانا اور آرزو کرنا کہ یہ اس نعمت سے محروم ہوجائے، اور رشک کیا ہے؟ کسی کے پاس نعمت دیکھ کر اللہ سے دعا کرنا کہ اے اللہ جیسے تو نے اسے یہ نعمت عطا کی ہے مجھے بھی عطا فرمادے، تیرے خزانوں میں کوئی کمی نہیں۔تو نے اس کو رزق دیا مجھے بھی دے دے۔ اس کو نیک اولاد دی مجھے بھی دے دے، اس کو عزت دی ہے مجھے بھی دے

دے۔

رشک جائز ہے حسد حرام ہے تو آقا ﷺ نے فرمایا کہ صرف دو آدمیوں پر حسد جائز ہے اور ان کے علاوہ کسی پر نہیں۔

رجل أعطاه الله القرآن فهو يقوم به آناء الليل و آناء النهار

''ایک تو وہ شخص جسے اللہ نے قرآن عطا کیا ہے وہ دن میں بھی قرآن کی خدمت میں لگا رہتا ہے اور راتوں میں بھی قرآن کی خدمت میں لگا رہتا ہے۔''

جسے اللہ نے قرآن عطا کیا۔ دن کو بھی قرآن کی خدمت میں اور رات کو بھی قرآن کی خدمت میں اور دوسرا کون؟

و رجل أعطاه الله مالا فهو ينفق به آناء الليل و آناء النهار

دوسرا وہ شخص جسے اللہ نے مال عطا کیا ہے وہ دن میں بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرتا رہتا ہے اور راتوں کو بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرتا رہتا ہے۔''

ایک تیسری حدیث سن لیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان هذه القلوب قست كما يستو الحديد بالماء

''ان دلوں کو بھی زنگ لگ جاتا ہے جیسے لوہے کو پانی سے زنگ لگ جاتا ہے۔''

دل بھی زنگ آلود ہوتے ہیں یہ حقیقت مادیت پرستوں کی سمجھ نہیں آئے گی کہ دل کو بھی زنگ لگ جاتا ہے دل کا زنگ لگتا کیسے ہے؟ لیکن جو ایمانی حقائق پر یقین رکھتے ہیں انہیں یہ حقیقت فوراً سمجھ میں آئے گی کہ ہاں واقعی دلوں کو بھی زنگ لگتا ہے۔ اللہ نے قرآن میں کہا:

كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۴﴾

(سورۃ المطففین آیت ۱۴، پ ۳۰)

''ان کے دلوں پر زنگ چڑھا ہوا ہے ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے''

انسان ایک گناہ کرتا ہے زنگ کا ایک نقطہ، دو گناہ دو نقطے، تین گناہ تین نقطے، چار گناہ چار نقطے، سو گناہ سو نقطے، گناہ کرتا جاتا ہے نقطے لگتے جاتے ہیں، یہاں تک کہ پورا دل کالا ہو جاتا ہے۔

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِىَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ

سورۃ البقرۃ: آیت ۷۴، پ ۱

جب پورا دل کالا ہو جاتا ہے تو کیا ہوتا ہے؟ اللہ کہتا ہے:

وہ پتھر کی طرح بلکہ پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو جاتا ہے۔ اللہ کہتا ہے:

''پتھر تو بہت نرم ہوتے ہیں''

قَسْوَةً ؕ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ

سورۃ البقرۃ: آیت ۷۴، پ ۱

''بعض پتھروں سے تو نہریں پھوٹتی ہیں دور دور تک لوگ سیراب ہوتے ہیں بعض سے تھوڑا سا پانی قریب کے لوگ سیراب ہو جاتے ہیں اور بعض پتھر ایسے کہ پانی نہیں نکلتا لیکن خود اللہ کے خوف سے گر پڑتے ہیں۔''

لیکن جس کا دل کالا ہو جائے، پورے دل کو زنگ لگ جائے اس سے نہریں تو کیا پھوٹیں گی اور اس سے دوسرے تو کیا سیراب ہوں گے اس بدنصیب کو خود بھی اللہ کے سامنے گرنے کی توفیق نہیں ہوتی۔ تو دلوں کو بھی زنگ لگ جاتا ہے۔

میرے بھائیو میری بہنو! سچی بات یہ ہے کہ اگر ہمارے اندر سچ بولنے کا حوصلہ ہے تو آج ہمارے دلوں پر زنگ چڑھا ہوا ہے کسی کے دل پر تھوڑا زنگ اور کسی کے دل پر زیادہ زنگ، کسی کا دل چوتھائی کالا اور کسی کا دل دسواں حصہ کالا اور کسی کا آدھا دل کالا اور کسی کا پورا دل کالا، اثر ہوتا ہی نہیں۔

رمضان آیا اسے پتا ہی نہیں، شب قدر آئی اسے پتا ہی نہیں، تہجد کا وقت آیا اسے پتا ہی نہیں، اللہ کی طرف سے منادی اعلان کرتا رہا آجاؤ، آجاؤ توبہ کرلو معافی مانگ لو، اسے پتا ہی نہیں جب دل پورا کالا ہو چکا ہو، پولیس سے ڈرتا ہے، فوج سے ڈرتا ہے، عدالت سے ڈرتا ہے، امریکا سے ڈرتا ہے، مادی طاقتوں سے ڈرتا ہے، چودھریوں سے، سرمایہ داروں سے ڈرتا ہے لیکن اللہ سے نہیں ڈرتا۔ اللہ کا خوف دل میں ہے ہی نہیں اللہ کا خوف نکل گیا۔ کیوں؟ دل کالا ہو گیا۔ تو اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ: ''دلوں کو بھی زنگ لگ جاتا ہے جیسے لوہے کو پانی سے زنگ لگ جاتا ہے۔''

قیل یارسول اللہ صلی اللہ وسلم وما جلاءھا؟

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تو سراپا طلب تھے، سراپا اشتیاق تھے طلب ہی طلب، دین کی طلب، پاک ہونے کی طلب، صاف ہونے کی طلب اور اللہ کا محبوب بننے کی طلب، صحابہ رضی اللہ عنہ میں بڑی طلب، شاید ہمارے دل میں دنیا کی اتنی حرص ہوگی

جتنی صحابہ رضی اللہ عنہم کے دلوں میں آخرت کی حرص تھی۔ آخرت کے حریص، جب اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: دلوں کو بھی زنگ لگ جاتا ہے۔ تو پوچھا عرض کیا:

ماجلاءھا یارسول اللہ

''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اگر دلوں کو زنگ لگ جائے تو اس زنگ کو دور کرنے کی کیا صورت ہے؟''

آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو علاج ہیں۔

کثرة ذکر الموت وتلاوة القرآن

(۱) موت کو کثرت سے یاد کرو (۲) قرآن کی تلاوت کرو۔

جب موت کو یاد کرو گے اور قرآن کی تلاوت کرو گے تو دلوں کا زنگ دور ہوجائے گا۔ میرے بھائیو میری بہنو! میں آج کی مجلس میں آپ سے انتہائی لجاجت کے ساتھ، خلوص کے ساتھ درخواست کرنا چاہتا ہوں آج یہ عزم کر کے اٹھیں کہ ہمارا کوئی دن قرآن کی تلاوت سے خالی نہیں جائے گا۔ عزم کر کے اٹھیں اللہ کی قسم، قرآن کی تلاوت ہوگی دلوں میں نور آئے گا دلوں کا زنگ دور ہوگا اللہ کی رحمت نازل ہوگی، گھر میں برکتیں آئیں گی۔ مصیبتیں اور پریشانیاں دور ہوں گی۔ اس میں شک نہیں، آگے میں آ رہا ہوں قرآن کا دوسرا حق بتاؤں گا۔

قرآن کو سمجھنا بھی ضروری ہے لیکن ہم یہ نہیں کہیں گے کہ جسے قرآن کا معنیٰ نہیں آتا وہ قرآن پڑھے ہی نہیں، کوئی فائدہ نہیں۔ جیسے بعض فتویٰ لگا رہے ہیں کوئی فائدہ نہیں طوطے کی طرح رٹ لینے کا اور طوطے کی طرح پڑھنے کا۔ ارے نہیں بھائی یہ اللہ کا کلام ہے اگر پڑھے گا تو فائدہ ہوگا میرا یہ قرآن وسنت

کے مطالعہ کی بنا پر یقین بنا اس کتاب کو یہ ہاتھ لگانا بھی ادب کے ساتھ عظمت کے ساتھ یہ ثواب ہے، اس کو چومنا بھی ثواب ہے، اس کو پڑھنا یہ بھی ثواب، اس کو سمجھنا یہ بھی ثواب سمجھنا یہ بھی ثواب۔ سیکھنا یہ بھی ثواب اور سکھانا یہ بھی ثواب اور اس کی اشاعت میں مال لگا کر حصہ لینا یہ بھی ثواب۔ ہم اگر یہ فتویٰ لگا دیں کہ جس کو قرآن کا معنیٰ نہیں آتا وہ قرآن کو نہ پڑھے کوئی فائدہ نہیں طوطے کی طرح رٹ لینے کا اور پڑھنے کا تو اللہ کی قسم کروڑوں مسلمان قرآن سے محروم ہو جائیں گے۔

مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کے اندر کتنی بصیرت تھی، کتنی حکمت تھی حضرت جی مولانا محمد الیاس صاحب، اللہ ان کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ جب انہوں نے میوات کے علاقہ میں دین کی محنت کا آغاز کیا عجیب حالات تھے وہاں کے آپ کو تعجب ہوگا۔ مولانا نے ان سے پوچھا بھئی تم مسلمان ہو؟ انہوں نے کہا! ہاں ہم مسلمان ہیں۔ مولانا نے کہا: کام مسلمانوں جیسے نہیں شکل مسلمانوں جیسی نہیں، پھر بھی کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں۔ کہتے ہیں کیسے مسلمان ہو؟ انہوں نے کہا، ہمارے پاس کتاب ہے جس کو قرآن کہتے ہیں ہم اس کو مانتے ہیں۔ کہا: لاؤ کہتے ہیں جب وہ کتاب لے کر آئے قرآن لے کر آئے تو قرآن گوبر، گائے کے گوبر میں لپٹا ہوا تھا۔ انہوں نے اپنے خیال میں ہندوؤں کی صحبت کے زیر اثر گائے کے گوبر کو مقدس سمجھا اور مقدس سمجھ کر قرآن کے اوپر لپیٹا اس کو لیپا اور گوبر لیپ کر اونچی جگہ پر رکھ دیا یہ قرآن کا ادب ہو رہا ہے۔

مولانا نے ان سے پوچھا ایک علاقے کے میواتیوں سے: تمہارے

مسلمان ہونے کی کیا نشانی ہے کوئی نشانی ہے؟ نماز، روزہ، کلمہ، کوئی چیز انہوں نے کہا: ایک ہے وہ یہ کہ ہم محرم میں گھوڑا نکالتے ہیں۔ اب بصیرت دیکھیے۔ گھوڑا نکالنا یہ تو بدعت ہے ناجائز ہے حرام ہے۔ اہل سنت والجماعت کے نزدیک اس کی کوئی حقیقت نہیں لیکن مولانا نے فرمایا کہ: جب تک تمہیں دین کی سمجھ نہیں آتی گھوڑا نکالتے رہو، کیوں، کیوں فرمایا؟ اس لیے کہ گھوڑا نکالنے کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو مسلمان سمجھ رہے تھے احساس تھا کہ ہم مسلمان ہیں کیوں؟ وہ گھوڑا نکالتے ہیں اگر وہ تھوڑا بھی نہ نکالتے تو سمجھتے کہ اب ہم پکے ہندو ہو گئے۔ مسلمان ہونے کی آخری نشانی بھی ان کے ہاتھ سے جاتی رہی۔ وہ تو ایک ناجائز چیز تھی لیکن مولانا نے حکمت کی بنا پر انہیں کچھ عرصہ تک جب تک دین کی سمجھ نہ آ جائے اس کی اجازت دے دی ارے قرآن، یہ تو میرے اللہ کا کلام ہے جس کے بارے میں اللہ کہتے ہیں۔

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ط

سورۃالحشر: آیت ۲۱، پ۲۸

''اگر ہم اس کو پہاڑوں پر نازل کر دیتے تو تم پہاڑوں کو دیکھتے وہ اللہ کے ڈر سے ریزہ ریزہ ہو جاتے۔''

قرآن سے جڑے رہنا ضروری ہے

یہ تو اللہ کا کلام ہے میں کیسے کہہ دوں اس مسلمان سے جسے اس کا معنی نہیں آتا کہ تمہارے قرآن کو پڑھنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ دنیا کے کروڑوں مسلمان

قرآن سے محروم ہو جائیں گے اگر میں یہ فتویٰ لگا دوں میں ان سے کہوں گا۔ ہاں اگر کچھ نہیں کر سکتے تو قرآن کو دیکھ ہی لیا کرو، ارے قرآن کو چوم ہی لیا کرو، روزانہ میں کہوں گا ان کو۔ چوم لیا کرو روزانہ قرآن کو۔ ہاتھ لگا لیا کرو اس سے محروم نہ ہو جاؤ۔ میں یہ سمجھتا ہوں اگر میں نے اس طریقہ سے ان کو قرآن سے جوڑے رکھا تو اللہ کی ذات سے امید ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ وہ اسے سمجھنے پر مجبور ہو جائیں گے وہ نہیں تو ان کی نسلیں سمجھیں گی

میرے بھائیو! قرآن کی تلاوت کسی طور پر فائدہ سے خالی نہیں ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ جو شخص قرآن کی تلاوت میں لگ جائے اسے دوسرے کلام میں مزہ نہیں آتا۔ کسی دوسرے کلام میں مزہ نہیں آتا جسے قرآن میں مزہ آنے لگے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن ختم کیے تھے سات ہزار۔ پھر مزہ ہی نہیں آتا کسی دوسرے کلام میں اور جو قرآن میں لگا رہے اللہ کی ذات سے امید ہے کہ اس کا خاتمہ بھی قرآن پر ہوگا وہ جب دنیا سے جائے گا تو ان شاء اللہ اس کی زبان پر قرآن کی آیات ہوں گی۔ ایسے بھی ہیں جو مرتے ہیں تو ان کی زبان پر گانے کے بول ہوتے ہیں اور زمین کے تنازعات ہوتے ہیں۔ مقدمے، لڑائی جھگڑے اور دوسرے دنیا کے تذکرہ، ان کی زبان پر ہوتے ہیں اور ایسے بھی ہیں جب دنیا سے جاتے ہیں تو ان کی زبان پر قرآن کی آیات ہوتی ہیں۔ کیا مبارک خاتمہ ہے۔ میں نے واقعہ ایک جگہ نقل کیا۔ پچھلے دنوں میں نے اخبار میں بھی یہ واقعہ اپنے کالم میں نقل کیا۔

حافظ سید قربان علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

انڈیا کے تھے حافظ سید قربان علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ۔ اللہ ان کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے غیر معروف خادم قرآن۔ ایسے بھی ہیں نام مشہور نہیں ہے لیکن قرآن کی خدمت کا حق ادا کر دیا۔ کہتے ہیں رمضان المبارک میں بے آباد اور غریب علاقہ کی مسجدوں میں جاتے تھے اور جا کر وہاں قرآن پڑھتے تھے۔ کہیں ایسا نہ ہو قیامت کے دن یہ مسجدیں اللہ کے حضور شکوہ کریں۔ اے اللہ نزول قرآن کا مہینہ تھا اور ہمارے در و دیوار قرآن کے سننے سے محروم رہ گئے، تو مختلف مسجدوں میں جا کر پڑھتے جہاں کوئی حافظ سنانے کے لیے تیار نہیں ہوتا بعض حافظ ہوتے ہیں پیشہ ور۔ پیسہ کے بغیر سنانے کے لیے تیار ہی نہیں ہوتے۔ باقاعدہ بھاؤ تاؤ کرتے ہیں کتنا ملے گا؟ ایسے بھی ہیں اور ایسے بھی ہیں الحمد للہ جو پہلے کہہ دیتے ہیں ہم کچھ نہیں لیں گے اللہ کی رضا کے لیے سنائیں گے۔ ایسے بھی ہیں بے شمار ہیں تو سید قربان علی شاہ۔ غریب علاقوں کی اور بنجر علاقوں کی مسجدوں میں جاتے۔ تھوڑا سا قرآن پڑھتے۔ بڑی محبت قرآن سے، بیمار تھے، جوانی ہی میں انتقال کر گئے۔ فوت ہونے سے پہلے اپنے سارے رشتہ داروں سے کہا دیکھو قیامت کے دن تم گواہی دینا کہ میں قرآن پڑھتا ہوا دنیا سے رخصت ہوا تھا اور قرآن پڑھا اور انتقال کر گئے پورا قرآن ختم کیا، تو ایسے بھی ہیں جن کی زندگی خدمت قرآن میں گزرے تو اللہ پاک ان کو خاتمہ بالقرآن نصیب کرتے ہیں۔ اللہ اکبر!

خادم قرآن

اور ایک اور بزرگ کا میں نے واقعہ نقل کیا ان کی زندگی بھی قرآن کی خدمت میں گزری جب انتقال کرنے لگے تو اپنے تیمارداروں سے کہا: یہ تم نے چار پائی پر میرے نیچے قرآن کے اوراق بچھار کھے ہیں ان کو اٹھاؤ۔ انہوں نے کہا: یہاں تو قرآن کے کوئی اوراق نہیں ہے لیکن وہ اصرار کر رہے ہیں بار بار اٹھاؤ کیوں مجھے بے ادب بنانا چاہتے ہو؟ انہوں نے ان کے استاد کو بلا لیا۔ وہ اپنے استاد سے بھی یہی کہا کہ حضرت میرا خاتمہ ہو رہا ہے اور میرے نیچے انہوں نے قرآن کے اوراق بچھار کھے ہیں مجھے بے ادب بنا دیا اٹھایئے ان کو۔ استاد نے سمجھایا کہ کوشش کی لیکن سمجھ ہی نہیں رہے تو استاد راز تک پہنچ گئے فرمایا کہ بیٹا تم نے ساری زندگی بے لوث قرآن کی خدمت کی ہے آج تم سراپا قرآن بن گئے ہو۔ ایسے قرآن بن گئے ہو کہ تمہیں دائیں بھی قرآن نظر آرہا ہے بائیں بھی قرآن۔ اوپر بھی قرآن، نیچے بھی قرآن ہر طرف تمہیں قرآن نظر آرہا ہے۔ ہر طرف قرآن۔ حقیقت یہ ہے کہ جب مسلمان قرآن کے رنگ میں رنگ جائے تو وہ چلتا پھرتا قرآن بن جاتا ہے۔

تو بھائیو، عرض یہ کر رہا تھا کہ اگر ہم زندگی بھر قرآن کی خدمت میں لگے رہیں گے تو ان شاء اللہ خاتمہ بالقرآن نصیب ہوگا۔ قرآن پر خاتمہ اللہ کی ذات سے امید ہے تو پہلا حق قرآن کا یہ ہے کہ قرآن کی تلاوت کریں، میں بالخصوص والدین سے کہوں گا خدارا آپ اپنے گھر میں تلاوت کا ماحول پیدا کریں تاکہ آپ کو دیکھ کر آپ کی اولاد بھی اپنے دن کا آغاز قرآن کی تلاوت سے کرے

ایسا نہ ہو کہ دن کا آغاز بھی گانوں سے اور دن کا اختتام بھی گانوں پر۔ آج ہر گھر میں گانے کی آواز، ہر گھر سے گانے کی آواز اور قرآن کی آواز نہیں ہے قرآن کی تلاوت کو اپنا معمول بنالیں تھوڑی تلاوت کریں یا زیادہ لیکن کوئی دن تلاوت سے خالی نہ جائے۔ کوشش کروگے ناں سارے ان شاء اللہ۔

قرآن کریم کا دوسرا حق

وہ یہ کہ اپنی استطاعت کے مطابق سمجھنے کی کوشش کی جائے۔ قرآن کو پڑھا جائے سمجھ کر پڑھا جائے۔ یہ قرآن کا دوسرا حق ہے۔ اللہ نے یہ کتاب اس لیے نازل کی تا کہ بندہ اسے سمجھے اللہ کہتا ہے۔

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴿۲۹﴾

سورۃ ص: ۲۹ پ، ۲۳

ہم نے یہ مبارک کتاب اس لیے نازل کی تا کہ اس کی آیات میں تدبر کریں اور عقل والے اس کو سمجھیں۔

اللہ سورۃ محمد میں فرماتے ہیں:

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا﴿۲۴﴾

سورۃ محمد: آیت ۲۴، پ، ۲۶

کیا یہ قرآن میں غور وفکر نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں۔

اور اللہ سورۃ محمد میں چار بار فرماتے ہیں

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿١٧﴾

سورۂ قمر: آیت، ۱۵، پ، ۲۷

ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لیے آسان کیا ہے تو کوئی ہے جو نصیحت حاصل کرنا چاہتا ہو۔ اللہ سوال کرتے ہیں چار بار سوال کیا۔ یاد رکھیں میرے بھائی! ایک ہے قرآن کریم میں اس طریقے سے تدبر کہ قرآن کی آیات سے احکام اور مسائل نکالے جائیں اور پھر قرآن کا دوسروں کے سامنے درس دیا جائے، تفصیل بیان کی جائے یہ ہر کسی کا کام نہیں ہے بھائی کہ جو چاہے قرآن کھول کر بیٹھ جائے اور اس سے احکام و مسائل کا استنباط کرنے لگے مجتہد بن جائے۔ قرآن کا ترجمہ کھول کر بیٹھ گیا اور قرآن سے مسائل نکال رہا ہے مجھے واقعہ یاد آتا ہے۔

مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

مفکر اسلام حضرت مفتی محمود نور اللہ مرقدہ کا جو میں نے اپنے بعض بزرگوں سے سنا کہ:

جناب ضیاء الحق صاحب اللہ ان کی مغفرت فرمائے انہوں نے اجتہاد کے عنوان سے ایک کانفرنس کروائی جس میں بڑے بڑے اسکالر اور دانشور شریک ہوئے اور انہوں نے اجتہاد کی اہمیت اور ضرورت پر بڑا زور دیا۔ اجتہاد کا دروازہ کھولنا چاہیے۔ اجتہاد کے بغیر امت مسلمہ ترقی نہیں کر سکتی اور اب اجتہاد ہونا چاہیے ورنہ ہم دنیا سے پیچھے رہ جائیں گے۔ بڑی اہمیت بیان کی، بڑے مقالے پڑھے انہوں نے جب مفتی صاحب رحمہ اللہ کی باری آئی تو

انہوں نے فرمایا: بھئی ماشاء اللہ بڑے اچھے مقالے پیش ہوئے اجتہاد کی ضرورت واہمیت پر میں بھی اس کا قائل ہوں کہ اجتہاد ہونا چاہیے لیکن علماء نے مجتہد کے لیے کئی شرطیں لکھی ہیں۔ مجتہد وہ بن سکتا ہے جس کی قرآن پر بڑی نظر ہو گہری نظر ہو، مجتہد وہ بن سکتا ہے جس کی ذخیرہ احادیث پر نظر ہو، مجتہد وہ بن سکتا ہے جو آثار صحابہ، اقوال صحابہ سے واقف ہو، عربی زبان میں مہارت ہو اس طرح کی کئی شرطیں تو فرمایا کہ شرطیں تو بہت ساری ہیں لیکن میں فی الوقت ساری شرطوں کو نظر انداز کرتا ہوں لیکن میرے خیال میں ایک شرط تو ایسی ہے کہ آپ بھی تسلیم کریں گے کہ مجھے قرآن صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھنا آنا چاہیے۔ انہوں نے سر ہلایا تو مفتی صاحب نے فرمایا کہ: اس مجمع میں کون کون ہے جس کو صحیح تلفظ اور تجوید کے ساتھ قرآن پڑھنا آتا ہے تو وہ اٹھے ہوئے سر جھک گئے اس لیے کہ قرآن صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھنا نہ کسی جج کو آتا تھا اور نہ کسی پرنسپل کو اور نہ کسی بھی بڑے اسکالر کو صحیح تلفظ کے ساتھ قرآن آتا نہیں لیکن بننا چاہتا ہے مجتہد کہ میں سود کی حلت کو ثابت کروں، گانے بجانے کی حلت کو ثابت کروں، ثابت کر دوں سود حلال، گانا حلال اور ناچ حلال اور فحاشی حلال معاذ اللہ۔

جو ایسے مجتہد ہوں گے وہ پھر اسی طرح کا اجتہاد کریں گے۔ پاکستان کا ایک نامور گلوکار ہے میں نام نہیں لیتا اس لیے کہ اس کا تعلق بھی ایک گمراہ فرقہ کے ساتھ ہے۔ نامور گلوکار مر چکا پنجاب میں زیادہ مشہور تھا۔ گلور کار، ساری زندگی گلوکاری میں گزری اور آخر عمر میں اس نے قرآن کریم کی تفسیر لکھی یہ نہیں کہ پھر علم حاصل کیا توبہ کر لے ایک انسان نیکی کے راستہ پر آ جائے۔ نہیں اپنی

ساری غلاظتوں کو باقی رکھتے ہوئے قرآن کی تفسیر لکھ رہا ہے ایک گلوکار۔

تو قرآن اتنا مظلوم تو نہیں ہے کہ جو چاہے وہ قرآن کا ترجمہ اور تفسیر پڑھ کر اجتہاد شروع کر دے، مسائل اور احکام بیان کرنا شروع کر دے اور معاذ اللہ حرام کو حلال اور حلال کو حرام بتانا شروع کر دے۔ یہ تو وہ نازک مسائل ہیں کہ کوئی اور اسکالر تو کیا سید الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو بھی حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرنے کا اختیار نہیں تھا۔

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ

سورۃ تحریم: ا آیت ا، پ ۱۸

اللہ نے فرمایا

میرے نبی ﷺ آپ کیسے حرام کر رہے ہیں ایسی چیز کو جس کو میں نے حلال کیا

اور چیز بھی کیا تھی شہد۔ پابندی لگا لی کہ اس کا استعمال نہیں کروں گا۔ صرف اتنا کہہ دیا لیکن اللہ کی طرف سے تنبیہ نازل ہوگئی اور یہاں ایسے ایسے مجتہد جو ناچ گانے کو اور سود کو اور صریحی حرام کو حلال ثابت کر دیں۔ تو بھائی ایک تدبر تو یہ ہے۔ یہ جو تدبر ہے قرآن سے مسائل کا نکالنا اور اس کو سمجھ کر درس دینا اور عوامی طور پر بیان کرنا یہ ہر کس و ناکس کا کام نہیں ہے، یہ علماء کا منصب ہے، دوسرا قرآن کریم میں تدبر کا مقام یہ ہے کہ مسلمان قرآن کو سمجھے تاکہ قرآن سے نصیحت حاصل کرے میرا اللہ مجھے کیا کہتا ہے۔ مجھ سے کیا تقاضا کرتا ہے میرا اللہ۔ کن کاموں کے کرنے کا حکم دیتا ہے، کن کاموں سے منع کرتا ہے کن

قوموں پر عذاب نازل ہوا اور کن قوموں کو نوازا گیا۔ نصیحت حاصل کرنے کے لیے قرآن پڑھتا ہے تو یہ ہر مسلمان نصیحت حاصل کرسکتا ہے۔ ہر مرد اور ہر عورت اور صحیح بات یہ ہے میرے بھائیو میری بہنو وہ جو قرآن کہتا ہے:

''مسلمانوں کے سامنے جب قرآن پڑھا جاتا ہے ان کے دل ڈھل جاتے ہیں ان کی آنکھیں ابل پڑتی ہیں اور ان کے رونگٹھے کھڑے ہوجاتے ہیں۔''

یہ وہ مسلمان ہیں جو قرآن کو سمجھ کر پڑھتے ہیں۔ وگرنہ بے سمجھے پڑھنے اور سننے والوں کا حال تو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور آپ نے بھی دیکھا ہوگا۔ آج کل محافل حسن قرأت کا جس میں قاری صاحب اللہ کی پکڑ کی آیت پڑھ رہے ہیں، جہنم کی آیات، دوزخ کی آیات، عذاب کی آیات، آواز اچھی ہے قاری صاحب نے عذاب، جہنم اور اللہ کی پکڑ کی آیات پڑھیں اور مجمع خوشی سے اچھل پڑا۔ سبحان اللہ، ماشاء اللہ خوشی سے اچھل پڑے، صرف سر کو دیکھ رہے ہیں آواز کو دیکھ رہے ہیں، لہجے کو دیکھ رہے ہیں، انداز کو دیکھ رہے ہیں، یہ کوئی نہیں دیکھ رہا کہ اس آیت میں تو اللہ کی پکڑ کا ذکر ہے اگر معنیٰ کو سمجھتا ہوتا تو خوشی سے اچھلتا نہیں خوف سے رو پڑتا۔ اللہ نے کہا اور کن کے بارے میں کہا؟ جنہوں نے ابھی نیا نیا ایمان قبول کیا تھا۔

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۳﴾

سورۂ مائدہ: آیت ۸۳، پ ٦

''جب وہ اللہ کا کلام سنتے ہیں تو آپ دیکھتے ہیں ان کی آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں'' کیوں؟ اللہ کہتا ہے: ''اس لیے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا اور وہ بے اختیار پکارتے ہیں۔

رَبَّنَآ اٰمَنَّا

اے ہمارے رب ہم ایمان لے آئے۔

فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿٨٣﴾

سورۃ مائدہ، آیت ۸۳، پ، ٦

ہمیں ان کے ساتھ لکھ دے جنہوں نے تیری توحید کی اور تیرے نبی کی رسالت کی گواہی دی۔

جنہوں نے قرآن سنا اور سمجھا فوراً ایمان ہی نہیں لے آئے ایمان کے داعی بن گئے، جن کے بارے میں اللہ کہتا ہے:

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ﴿١﴾

سورۃ الجن آیت ۱، پ ۲۹

جنہوں نے کہا: ہم نے تو عجیب قرآن سنا ہے

يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ۭ

سورۃ الجن آیت، ۲ پ، ۲۹

ہم تو ایمان لے آئے آج کے بعد کبھی شرک نہیں کریں گے اور لوٹے اپنی قوم کی طرف کہ ہم نے سنا قرآن، ہم ایمان لے آئے تم بھی سنو تم بھی ایمان

لے آؤ۔

داعی بن گئے۔ وہ جو قرآن کی شان بیان کرتا ہے کہ ایمان والے قرآن سنتے ہیں رونگھٹے کھڑے ہوجاتے ہیں دل دھل جاتا ہے اور آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں یہ کیفیت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب قرآن کو سمجھ کر پڑھا جائے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی خشیت الٰہی

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے نماز عشاء میں یہ سورۃ مبارکہ سنی:

اِذَا زُلۡزِلَتِ الۡاَرۡضُ زِلۡزَالَهَا ۝١ وَاَخۡرَجَتِ الۡاَرۡضُ اَثۡقَالَهَا ۝٢ وَقَالَ الۡاِنۡسَانُ مَا لَهَا ۝٣ یَوۡمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخۡبَارَهَا ۝٤ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوۡحٰى لَهَا ۝٥ یَوۡمَئِذٍ یَّصۡدُرُ النَّاسُ اَشۡتَاتًا ۙ لِّیُرَوۡا اَعۡمَالَهُمۡ ۝٦ فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ خَیۡرًا یَّرَهٗ ۝٧ وَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ ۝٨

سورۃ زلزال آیت، ا پ، ۳۰

جب زمین کو ہلا دیا جائے گا زمین اپنے اندر کا بوجھ باہر نکال دے گی اور انسان زمین کو دیکھ کر کہے گا اس زمین کو کیا ہو گیا اور اس دن زمین اپنی خبریں بیان کرے گی (کیوں؟) اس لیے کہ اس کا رب اس کو حکم دے گا۔ اس دن لوگ مختلف ٹکڑیوں میں ہوں گے تا کہ ان کے اعمال ان کو دکھا دیے جائیں جس نے رائی کے دانے کے برابر نیکی کی ہوگی وہ بھی اس کو دیکھ لے گا اور جس نے رائی کے دانہ کے برابر برائی کی ہوگی وہ بھی اس کو دیکھ لے گا۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے عشاء کی نماز میں یہ سورۂ مبارکہ سنی تو لکھتے ہیں کہ بیٹھ گئے، ایک کونے میں داڑھی کو پکڑ کر اور رونے لگے اور اللہ سے کہنے لگے:

اے وہ ذات رائی کے دانہ کے برابر نیکی کا بدلہ تو دے گا اور رائی کے دانہ کے برابر برائی کا بدلہ بھی تو دے گا اپنے بندہ نعمان کو دوزخ کی آگ سے بچالینا اور اپنی رحمت کی وسعت میں اس کو داخل کر دینا۔

اب یہ کیفیت کب طاری ہوئی جب وہ سمجھ رہے تھے کہ قرآن مجھ سے کیا کہہ رہا ہے۔ قرآن میں اللہ کیا کہہ رہا ہے، ایک رات امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے سورہ یٰسین پڑھی اور اس آیت کریمہ تک پہنچے۔

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ﴿٥٩﴾

سورۃ یس: آیت ۵۹، پ، ۲۰

''اے مجرموں آج جدا ہو جاؤ۔''

قیامت کا منظر سامنے آ گیا، دنیا میں تو سب ملے جلے تھے۔ مجرم اور نیک، عابد اور فاجر و فاسق، باوفا اور بے وفا، منافق اور مخلص، سب ملے جلے۔ لیکن قیامت کے دن اللہ کہے گا آج جدا ہو جاؤ۔ آج مخلوط مجمع نہیں ہوگا مومن الگ ہوں گے کافر الگ، مخلص الگ، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ آیت پڑھی۔

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ﴿٥٩﴾

سورۃ یس: آیت، ۵۹، پ ۲۰

تو اپنے بارے میں سوچنے لگے پتا نہیں میرا شمار کس میں ہوگا۔ مجرموں میں یا کہ نیکوکاروں میں۔ مجھے بھی اللہ نہ کہہ دے اے مجرم آج جدا ہو جاؤ۔ پوری رات یہی آیت کریمہ پڑھتے رہے اور روتے رہے

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ ﴿٥٩﴾

سورۃ یٰس: آیت ۵۹، پ ۲۰

جب سورۃ النجم کی آخری آیات نازل ہوئیں۔

أَفَمِنْ هَٰذَا الْحَدِيثِ تَعْجَبُونَ ﴿٥٩﴾ وَتَضْحَكُونَ وَلَا تَبْكُونَ ﴿٦٠﴾

وَأَنتُمْ سَامِدُونَ ﴿٦١﴾

سورۃ النجم: آیت ۵۰۔۶۲، پ ۲۷

''کہا اللہ کے کلام پر تعجب کرتے ہو، ہنستے ہو، روتے نہیں ہو غفلت میں پڑے ہوئے ہو۔'' یہ مفہوم ہے ان آیات کا۔ جب یہ آیات نازل ہوئیں اصحاب صفہ نے سنیں یہ آیات۔ اصحاب صفہ کون تھے؟ جو اپنا سب کچھ چھوڑ کر نبی کے دروازے پر آ پڑے تھے اللہ کو راضی کرنے کے لیے دین کا علم حاصل کرنے کے لیے۔ تاریخ اسلامی کا پہلا مدرسہ صفہ۔ لیکن جب یہ آیات سنیں تو اصحاب صفہ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ اللہ کہہ رہا ہے

أَفَمِنْ هَٰذَا الْحَدِيثِ تَعْجَبُونَ ﴿٥٩﴾

''کہ اللہ کے کلام پر تعجب کرتے ہو، ہنستے ہو روتے نہیں ہو، غفلت میں پڑے ہوئے ہو۔''

نبی کریم ﷺ نے اصحاب صفہ کو روتے ہوئے دیکھا تو آپ بھی رو پڑے اور پھر آپ نے انہیں تسلی دینے کے لیے فرمایا۔ فرمایا کہ: ''جو اللہ کے ڈر سے رو یا وہ دوزخ میں داخل نہیں ہوگا۔''

قرآن سمجھ کر پڑھنے سے دل پر اثر پڑتا ہے

میرے بھائیو! عرض یہ کر رہا تھا کہ جب قرآن کو سمجھ کر پڑھا جائے گا تو دل میں خوف بھی پیدا ہوگا اللہ کی محبت بھی پیدا ہوگی۔ اس لیے کہ تلاوت کی شان یہ ہے کہ جہاں جنت کی آیات ہوں وہاں اللہ سے جنت کا سوال کریں، جہاں دوزخ کی آیات ہوں وہاں اللہ سے دوزخ سے پناہ مانگیں، جہاں اللہ کے نیک بندوں کی علامات ہوں وہاں اللہ سے دعا کرے کہ اللہ یہ علامتیں میرے اندر بھی پیدا فرمادے، جہاں فرعون، قارون، اور اللہ کے نافرمانوں کی علامات ہوں اللہ سے دعا کرے کہ اے اللہ مجھے ان علامتوں سے بچائے رکھنا، قرآن کی تلاوت کا ادب تو یہ ہے کہ اس طریقہ سے قرآن کی تلاوت کی جائے، جہنم کی آیات آئیں اور رونا نہ آئے تو کم از کم رونے کی شکل تو بن جائے اور اللہ کی مغفرت اور رضاء اور جنت کی آیات آئیں تو چہرے پر بشاشت اور مسکراہٹ پھیل جائے اللہ ہمارے دل میں قرآن، صاحب قرآن اور دین کی محبت کا جذبہ پیدا فرمادیں۔

قرآن کا تیسرا حق

اور قرآن کا تیسرا حق میرے بھائیو! جو کچھ سمجھا جائے اس پر عمل بھی کیا جائے۔ اللہ نے یہ کتاب تعویذ گنڈے کے لیے نازل نہیں کی اور دکانوں میں سجانے کے لیے نازل نہیں کی اور ناجائز قسم کے کاروبار کی قرآن خوانیوں کے لیے اللہ نے کتاب نازل نہیں کی۔ قسمیں اٹھانے کے لیے اور صرف جلسوں کا

افتتاح کرنے کے لیے کتاب نازل نہیں کی۔ حد ہوگئی قرآن کی بے حرمتی کی۔ گندی فلموں کی دکان کھول رہا ہے اور چند پیشہ ور لوگوں کو بلا لیتا ہے قرآن خوانی کے لیے کہ میرے کاروبار میں برکت ہو جائے، جھوٹ بولا جارہا ہے جلسہ کے اندر، فحاشی کی ترغیب دی جارہی ہے، علماء کا مذاق اڑایا جارہا ہے، قرآن کا مذاق اڑایا جارہا ہے لیکن جلسہ کا افتتاح ہورہا ہے قرآن کی تلاوت سے، اللہ کے بندوں اللہ نے قرآن اس لیے نازل نہیں کیا۔ قرآن تو اللہ نے ہدایت کے لیے نازل کیا ہے۔

الٓمّٓ ﴿۱﴾ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۲﴾

سورۃ البقرہ: آیت ۱۔۲، پ ۱

''اس کتاب میں کچھ شک نہیں یہ ہدایت ہے متقین کے لیے''

متقین تو پہلے ہی متقی ہیں ان کو ہدایت کیا ملے گی۔ کیا فاسقوں کے لیے ہدایت نہیں، کیا نافرمانوں کے لیے ہدایت نہیں، بے نمازیوں کے لیے ہدایت نہیں؟ بات لمبی ہے اب بات مختصر کرتا ہوں اللہ کہتے ہیں کتاب ہدایت ہے متقین کے لیے۔ مطلب یہ کہ جو اس کتاب پر عمل کرے گا وہ متقی بن کر رہے گا۔ ایسا ہو نہیں سکتا کہ جو اس کتاب سے جڑے اس کو پڑھے، سمجھے اور پھر اس کے مطابق عمل کرے اور پھر متقی نہ بنے ایسا نہیں ہوسکتا۔

میرے بھائیو! اگر اس پر عمل کیا جائے تو اللہ کی قسم یہ کتاب انسان کو اندر سے اور باہر سے بدل سکتی ہے، دل بدل سکتی ہے، دماغ بدل سکتی ہے، سوچنے کا انداز بدل سکتی ہے، اہداف بدل سکتی ہے، ترجیحات بدل سکتی ہے، پورے

انسان کو اندر اور باہر سے بدل دیتی ہے یہ کتاب۔ کیا اس نے صحابہ کرام کو نہیں بدلا؟ اللہ کہتے ہیں۔

وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ؕ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٦٣﴾

سورۃ انفال: آیت ۶۳، پ ۹

اے میرے حبیب اگر زمین میں جو کچھ بھی ہے مال و دولت، سونا و چاندی، وہ آپ سارے کا سارا خرچ کر دیتے تو ان عربوں کو آپس میں بھائی بھائی نہیں بنا سکتے تھے محبت پیدا نہیں کر سکتے تھے، محبت اللہ نے پیدا کی ہے کس کے ذریعہ؟ قرآن کے ذریعہ اور صاحب قرآن کے ذریعہ۔ سب نے قرآن کو پکڑا، اللہ نے ان کو بھائی بھائی بنا دیا۔ اللہ نے ان کو بدل دیا۔ اللہ نے حکم دیا ہے۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا

سورۃ آل عمران: آیت 103، پ 7

''سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو۔''

ایک دو نہیں سارے مل کر۔ یہ اللہ کی رسی کیا ہے؟ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''اللہ کی رسی قرآن ہے'' یہ قرآن ہے اللہ کی رسی۔ لا انفصام لھا اور یاد رکھیے اللہ کی رسی ہماری غفلت کی وجہ سے ہمارے ہاتھ سے چھوٹ تو سکتی ہے، ٹوٹ نہیں سکتی ہے۔ اللہ کی رسی بڑی مضبوط رسی ہے جو اللہ کی رسی کو پکڑے گا اللہ تک ضرور پہنچے گا۔ اللہ تک پہنچنا اس کے لیے آسان ہو جائے گا۔

امت مسلمہ کے امراض ومسائل کا حل قرآن میں ہے

اس وقت امت مسلمہ کے امراض کا، اس کی پستیوں کا علاج وہ قرآن میں پوشیدہ ہے قرآن کو اگر امت مسلمہ، مضبوطی سے تھام لے تو اللہ پاک اس کی ذلت کو عزت میں بدل سکتے ہیں اور قرآن کو تھامنے کا مطلب کیا ہے؟ قرآن کو سمجھا بھی جائے اور قرآن پر عمل بھی کیا جائے۔ بے شک حفظ قرآن کے بڑے فضائل ہیں میں تسلیم کرتا ہوں لیکن میرے حافظ اور قاری بھائیو یہ فضیلتیں اس حافظ کے لیے ہیں جو قرآن پر عمل کرے ہم ایسے حافظوں کو بھی دیکھتے ہیں ایسے حافظوں کو بھی اللہ ہدایت دے۔ قرآن حفظ کیا لیکن زندگی سراسر قرآن کے خلاف جارہی ہے اور گھمنڈ یہ ہے کہ نہ صرف میں جنتی ہوں بلکہ سارے خاندان کو بھی میں جنت میں لے کر جاؤں گا۔ عمل نہ کروں۔ قرآن کی طرف پیٹھ کی ہوئی ہے ساری زندگی قرآن کی طرف پیٹھ۔ قرآن مشرق کی طرف لے جاتا ہے یہ بے عمل حافظ مغرب کی طرف جاتا ہے۔

قرآن مکہ اور مدینہ کی طرف لے جاتا ہے یہ بے عمل حافظ امریکا اور برطانیہ کی طرف لے جاتا ہے۔ قرآن حیاء کی طرف لے جاتا ہے یہ بے حیائی کی طرف جاتا ہے۔ ایسے حافظ کی سفارش قبول نہیں ہوگی۔ ایسے حافظ کے خلاف تو قرآن حجت بن کر آئے گا۔ یا اللہ تو نے اس کے سینے میں مجھ کو محفوظ کیا لیکن نہ اس نے میرے حلال کو حلال سمجھا، نہ میرے حرام کو حرام سمجھا، صاف حدیث ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''جس نے قرآن پڑھا زبانی یاد کیا حلال کو حلال سمجھا، حرام کو حرام سمجھا، اللہ اسے جنت میں داخل کریں گے اور اس کے خاندان میں سے دس ایسے افراد جن کے لیے جہنم واجب ہو چکی ہوگی اللہ ان کے بارے میں اس کی سفارش قبول کرے گا۔''

یہ اس حافظ کے لیے بشارت ہے جو عمل کرنیوالا ہو۔ میرے بھائیو! سمجھنے کے بعد عمل کا درجہ ہے عمل کا۔ جب تک قرآن پر عمل نہیں کیا جائے گا اس وقت تک قرآن کی برکتیں اور رحمتیں حاصل نہیں ہوسکتیں۔ اہل علم نے مثال لکھی ہے اگر کوئی ڈاکٹر آپ کو کوئی نسخہ لکھ کر دے دے اور آپ نے وہ نسخہ چاندی میں یا سونے میں بند کروا لیا، گلے میں لٹکا لیا یا خوب صورت غلاف میں بند کر کے جیب میں رکھ لیا تو اس نسخہ کا فائدہ نہیں ہوگا جب تک کہ اس نسخہ پر عمل نہ کیا جائے۔ جب تک قرآن پر عمل نہیں کیا جائے گا اس وقت تک اس کی برکتیں اور رحمتیں حاصل نہیں ہوسکتیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ:

''اللہ بعض لوگوں کو اس کتاب کے ذریعہ سے بلندی عطا کرتا ہے اور بعض کو ذلیل کرتا ہے۔''

کون ہے جن کو بلندی ملتی ہے؟ جو اس پر عمل کرنے والے ہیں۔ کون ہیں جو پستی میں کرتے ہیں؟ جو اس پر عمل نہیں کرتے۔

کوشش کیجیے میرے بھائیو! کہ ہم عمل کرنے والے بنیں کوشش تو کرو گے ناں بھئی ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اپنے اپنے گھر میں، اپنے اپنے جسم پر قرآن کو نافذ کرلو اور جان لیجیے میرے بھائی ہم میں سے ہر ایک چاہتا ہے کہ ہمیں اچھے

حکمران نصیب ہو جائیں اور عدل فاروقی واپس آجائے اور عمر ابن عبدالعزیز کا جان نشین پیدا ہو جائے لیکن اللہ کی قسم جب تک ہم نہیں بدلیں گے، جب تک ہم اپنے گھر میں، اپنے جسم پر قرآن کو نافذ نہیں کریں گے ہمیں ایسے حکمران میسر نہیں آئیں گے جو پورے ملک میں قرآن کو نافذ کرنے والے ہوں۔ اچھی تمنائیں بڑی خوش کن ہوتی ہیں لیکن جب تک ہم نہیں لائیں گے اس وقت تک ہمیں اچھے حکمران میسر نہیں آسکتے۔

اور آج انتہائی افسوس ناک صورت یہ ہے کہ پوری دنیا میں ایک ملک بھی ایسا نہیں ۵۶ مما لک میں سے جہاں پورا کا پورا قرآن نافذ ہو۔ قرآن کے ہر حکم پر عمل ہو رہا ہو۔ ایک وقت تھا کہ ہم فخر سے سعودیہ کا نام لیتے تھے۔ لیکن بہت سی وجوہات ہیں میں لمبی بحث میں نہیں پڑنا چاہتا۔ آج ایسا نہیں پوری دنیا کہ پورا کا قرآن کسی ملک میں ایک شعبہ میں نافذ ہے اور اس کے ایک ایک حکم پہ عمل ہو رہا ہے۔ کتنی بدنصیبی ہے۔ اتنا بڑا خزانہ ہمارے پاس ہے اور عمل کرنے والا کوئی نہیں تو بھائیو حکمرانوں سے ہم کیا توقع رکھیں گے لیکن ہم کم از کم اپنے گھر میں تو قرآن کو نافذ کرلیں۔ میں اپنے گھر میں قرآن کو نافذ کرسکتا ہوں۔ میرے لیے کوئی رکاوٹ نہیں ہے میں خود قرآن پر عمل کرسکتا ہوں میرے لیے کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ خدارا خود تو عمل کیجیے اپنے گھر میں نافذ کیجیے، قرآن نے جن چیزوں کو حرام کہا ان سے بچ جائیں جن کو حلال کہا ان کو استعمال کیجیے۔

قرآن کے احکام کو زندہ کیجیے اور قرآن نے جن سے منع کیا ان سے رک جائے۔ بدل دیجیے میرے بھائیو یہ بدلنے کا مہینہ ہے۔ خدارا اپنے آپ کو

بدل لو اللہ کے واسطے اپنے آپ کو بدل لو۔ کوئی وقت ایسا آنا چاہیے کہ ہم سوچیں کہ اب میں بدل جاؤں گا اب بس۔ پرانی زندگی کو چھوڑ دیں۔ پرانی زندگی ختم، نئی زندگی شروع کروں گا قرآن والی زندگی، اللہ والی زندگی، جو اللہ چاہتا ہے وہ کروں گا ارے مسلم کس کو کہتے ہیں؟ مسلم وہ ہے جو اپنی مرضی کو اللہ کی مرضی کے تابع کردے، سر جھکا دے۔

اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗۤ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۳۱﴾

سورۃالبقرۃ: آیت ۱۳۱، پ

اللہ نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا ابراہیم مسلم بن جا۔ ابراہیم نے کیا کہا؟ یا رب العالمین میں پہلے سے ہی مسلم ہوں میں نے اپنی مرضی کو تیری مرضی کے سامنے جھکا دیا۔ اے اللہ جو تو چاہتا ہے میں وہ کروں گا۔ مسلم اس کو کہتے ہیں۔ اللہ کی کتاب کو دیکھیں میرا اللہ کیا چاہتا ہے۔ اللہ کی مرضی کے سامنے اپنی مرضی کو ختم کردے یہ ہے مسلم ہم تو اپنی مرضیوں پر بھی چلتے ہیں، خواہشات پر بھی چلتے ہیں، رسومات پر بھی چلتے ہیں اور رواجوں پر بھی چلتے ہیں۔ اللہ کے حکموں کو توڑتے ہیں اس کی کتاب کو پس پشت ڈالتے ہیں پر ہیں مسلم۔ اقبال نے کیا عجیب شعر کہا ؎

چومی گویم مسلمانم بلرزم
کہ دانم مشکلات لا الہ را

میں اپنے آپ کو مسلم کہتا ہوں تو میں کانپ جاتا ہوں میں سوچتا ہوں کہ سوچو تو صحیح اقبال کتنا بڑا دعویٰ کر رہے ہو کیا کہہ رہے ہو۔ جب میں کہتا ہوں کہ

میں مسلم ہوں تو میں کانپ جاتا ہوں کیوں کہ میں جانتا ہوں کہ لا الہ کی مشکلات کیا ہیں؟ لا الہ الا اللہ کے تقاضے کیا ہیں۔ تو بھائیو مسلم وہ ہے جو اپنی مرضی کو اللہ کی مرضی کے سامنے، اللہ کی کتاب کے سامنے ختم کر دے۔ تو بھئی یہ تیسرا حق ہے قرآن کا کہ اس پر عمل کیا جائے

قرآن کا چوتھا حق

اور چوتھا حق قرآن کو دوسروں تک پہنچاؤں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

خیر کم من تعلم القرآن وعلمه

''تم میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن کو سیکھے اور قرآن کو سکھائے''

حضور ﷺ نے قرآن سیکھا جبرائیل علیہ السلام سے، سکھایا صحابہ رضی اللہ عنہم کو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے سیکھا حضور ﷺ سے، سکھایا تابعین کو۔ تابعین نے سیکھا صحابہ رضی اللہ عنہم سے، سکھایا تبع تابعین کو اور یوں قرآن ہوتے ہوتے ہم جیسے ناقصوں اور گناہ گاروں تک پہنچا۔ اب یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم قرآن کے الفاظ کو بھی دوسروں تک پہنچائیں اور قرآن کے معنیٰ کو بھی دوسروں تک پہنچائیں۔ مختلف طریقے ہیں قرآن کو دوسروں تک پہنچانے کے۔ مدارس کا جال پھیلا دیا جائے۔ اب الحمدللہ! مدارس کا جال پھیل رہا ہے جو لوگ قرآن کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں ہم ان کی خدمت میں لگ جائیں، قرآن کو دوسروں تک پہنچانے کے لیے جدید میڈیا کا استعمال کریں، جہاں تک استعمال کریں ان شاء اللہ۔ جو ہمارا ماہانہ درس ہوتا ہے اس میں خیال تو یہی تھا کہ آج

کی نشست میں جدید میڈیا کے حوالے سے گفتگو ہوگی لیکن آج چوں کہ ختم قرآن کی یہ تقریب تھی اس حوالے سے بات نہ ہوسکی۔ اب عید بعد ان شاء اللہ اس موضوع پر بیان ہوگا ضرور ہوگا ان شاء اللہ جو ہم استعمال کریں قرآن دوسروں تک پہنچانے کے لیے۔

الحمدللہ ہمارا جو درس قرآن ہوتا ہے یہاں کا درس بھی انٹرنیٹ پر لگتا ہے اور خاص طور پر جو نارتھ ناظم آباد میں درس ہوتا ہے مدنی مسجد میں ہر اتوار کو مغرب کے بعد تو وہ انٹرنیٹ پر لگتا ہے۔ ہمارے ایک ساتھی ہیں چندہ کے بغیر اور نمود و نمائش کے بغیر اور شہرت اور دکھاوے کے بغیر ایک ساتھی ہے جس نے یہ بیڑہ اٹھایا درس قرآن ڈاٹ کام کے عنوان سے اس نے ویب سائٹ بنائی۔

الحمدللہ آپ کو سن کر خوشی ہوگی اس وقت رمضان کے مہینے میں دنیا کے پچاس ممالک سے تقریباً روزانہ ۴۰۰۰۰ مسلمان ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کرتے ہیں۔ چالیس ہزار مسلمان قرآن کا درس سن رہے ہیں علماء کی تقریریں، مفتیوں کے مسائل سن رہے ہیں۔ گھر بیٹھے دین کو سیکھ رہے ہیں ایک ساتھی نے محنت کی۔ آج ایک دن میں چالیس ہزار کانوں تک اللہ اور اس کے رسول کی بات پہنچ رہی ہے۔ تو ہم میں سے ہر ایک اپنی ذمہ داری محسوس کرے۔ مجھے قرآن کا دوسروں تک پیغام پہنچانے کے لیے اپنی صلاحیتیں لگانی ہیں تو انقلاب برپا ہوسکتا ہے۔ سچی بات تو یہ ہے میرے بھائیو قرآن کے حقوق ادا نہیں کیے اول تو تلاوت کرنے والے بہت کم اور تلاوت کرنے والوں میں سمجھنے والے بہت کم، اوروں کو تو چھوڑیں میں ایسے قاریوں کو جانتا ہوں آپ

بھی جانتے ہوں گے۔ ساری زندگی قرآن پڑھاتے رہے ایک سورت کے معنیٰ بھی نہیں آتے۔ اہمیت ہی نہیں ہے عظمت ہی نہیں دل کے اندر کہ قرآن کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ غلط کام کر رہے ہیں بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔ قرآن پڑھا جا رہا ہے سارا دن قرآن پڑھانے میں لگا ہوا ہے لیکن اگلا قدم بھی اٹھائیں قرآن کو سمجھنے کی کوشش کرے۔

میرے قاری بھائیو اور میرے حافظ بھائیو! کم از کم آپ کو قرآن سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے تو اول تو تلاوت والے کم، تلاوت والوں میں سمجھنے والے کم اور سمجھنے والوں میں عمل کرنے والے کم اور پھر قرآن کو پھیلانے والے بہت ہی کم۔ دنیا پیاسی ہے روحانیت کی پیاسی ہے اور دنیا کی پیاس بجھ سکتی ہے قرآن سے۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ اللہ پاک مجھے اور آپ سب کو قرآن کے سارے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

قرآن خیرِ کثیر

از افادات

داعی قرآن، مفسرِ قرآن

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ

جمع و ترتیب

مولانا اشفاق احمد
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

مکتبہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

- ۞ ......خیر کثیر سے کیا مراد ہے؟
- ۞ ......منکرین قرآن کے لئے قرآنی چیلنج
- ۞ ......قرآن کا علم سب سے بڑی نعمت ہے۔
- ۞ ......اللہ کے خواص کون ہیں؟
- ۞ ......عشاق قرآن کے ایمان افروز واقعات
- ۞ ......وہ تین بڑی نعمتیں جن کا ہم شکر ادا نہیں کر سکتے کون سی ہیں؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَحۡدَہٗ والصِّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنۡ لَّا نَبِیَّ بَعۡدَہٗ

اَمَّا بَعۡدَ:

فَأَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّاۤ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ ① فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانۡحَرۡ ② اِنَّ شَانِئَکَ
هُوَ الۡاَبۡتَرُ ③

رَبِّ اشۡرَحۡ لِیۡ صَدۡرِیۡ ۲۵ وَیَسِّرۡ لِیۡۤ اَمۡرِیۡ ۲۶ وَاحۡلُلۡ عُقۡدَۃً
مِّنۡ لِّسَانِیۡ ۲۷

وَقُلۡ رَّبِّ زِدۡنِیۡ عِلۡمًا ۱۱۴

اٰمَنۡتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ وَصَدَقَ رَسُوۡلُہُ
النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمُ

منکرین قرآن کے لئے قرآنی چیلنج

میرے محترم بزرگو، دوستو اور میری ماؤں، بہنو، بیٹیو!

یہ قرآن کریم کی سب سے چھوٹی سورت ہے جس طرح قرآن ہمارے

آقا حضرت محمد رسول ﷺ کا معجزہ ہے۔ اسی طریقہ سے قرآن کریم کی یہ چھوٹی سی سورت بھی قرآن کریم کا معجزہ ہے۔ پہلے قرآن کے منکروں کو چیلنج دیا تھا کہ اگر تمہیں قرآن کے بارے میں شک ہے تو تم قرآن کے مقابلے میں دوسرا قرآن بنا کر لے آؤ لیکن کوئی بھی اس چیلنج کو قبول کرنے کے لئے تیار نہ ہوا تو اللہ نے فرمایا:

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ

اگر سارے جن اور سارے انسان جمع ہو جائیں اور کوشش کریں کہ اس جیسا ایک اور قرآن بنا لائیں تو نہیں بنا سکتے

وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴿٨٨﴾

اگر چہ وہ ایک دوسرے کے مددگار بھی بن جائیں۔ پھر ان کو چیلنج دیا گیا کہ اگر پورا قرآن نہیں بنا سکتے۔

قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ

چلو دس سورتیں بنا کر لے آؤ اور ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ تم اکیلے بنا کر لاؤ ایک شاعر، ایک ادیب، ایک خطیب، ایک ذہین آدمی نہیں

وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

اللہ پاک کو چھوڑ کر جتنوں کو چاہو بلا لو اور سارے جمع ہو جاؤ مگر تم قرآن جیسی دس سورتیں نہیں بنا سکتے پھر آخر میں یہ چیلنج دیا گیا

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ

مِّثْلِهٖ

قرآن جیسی دس سورتیں نہیں بنا سکتے تو ایک ہی سورت بنا کر لے آؤ اور اس میں تمہیں اختیار دیا جاتا ہے کہ اپنے معاونین کو بلا لو اور سب جمع ہو جاؤ ایک سورت بنا کے لے آؤ۔ جو قرآن نے کہا کہ ایک سورت بنا کر لے آؤ تو جیسے یہ چیلنج سورۂ البقرہ کے لیے تھا سورۂ آل عمران کے لیے تھا تو یہ چیلنج سورۂ کوثر جیسی چھوٹی سورت کے لیے بھی ہے کہ اس جیسی ایک سورت بنا کے لے آؤ۔

قرآن حضور ﷺ کا معجزہ ہے

یہ چھوٹی سی سورت حضور اکرم ﷺ کا ایک معجزہ ہے اور اعجاز کا شاہکار، لفظی فصاحت کے اعتبار سے دیکھیں تو اس کا ہر حرف اور لفظ سلیس اور برمحل، کلامی فصاحت کے اعتبار سے دیکھیں تو کلمات کی ترتیب قواعد کے مطابق اور ترکیب دل پسند اور معانی بہت بلند، نگینے کی طرح ایسے جڑے ہوئے ہیں کہ ایک لفظ نکال کر اگر دوسرا لفظ رکھ دیں تو اس کے اندر جو فصاحت، بلاغت، جو سلاست، جو روانی، جو کشش ہے وہ ختم ہو جائے گی بعض حضرات نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ جب سورۂ کوثر نازل ہوئی تو ایک منچلے نوجوان نے یہ سورت ایک کاغذ وغیرہ کے ٹکڑے پر لکھی اور لکھ کر ایک بوڑھے گوشہ نشین شاعر کے پاس لے گیا اور کہا کہ تین مصرعے میں نے اس نظم کے بنا لیے ہیں چوتھا مصرعہ تم بنا دو تاکہ رباعی ہو جائے وہ دیکھتا رہا، غور کرتا رہا پھر آخر میں اس نے ایک مصرعہ لکھ ہی دیا۔

وَاللّٰهِ مَا هٰذَا قَوْلُ الْبَشَرِ   یہ کسی بشر کا کلام نہیں ہے

تم جھوٹ بولتے ہو کہ یہ نظم میں نے خود بنائی ہے اور یہ مصرعے میں نے خود بنائے ہیں یہ کلام بتا رہا ہے کہ یہ کسی انسان کا کلام نہیں ہے۔

فضائل سورۃ الکوثر

جہاں تک اس سورت کی فضیلت کا تعلق ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس پر ایک دن کچھ غشی سی طاری ہوئی آپ سر جھکا کر بیٹھے رہے پھر آپ نے مسکراتے ہوئے سر اوپر اٹھایا حاضرین نے پوچھا اے اللہ کے نبی! آپ کیوں مسکرا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ابھی مجھ پر یہ سورت نازل ہوئی ہے۔

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ① فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ②

بے شک ہم نے آپ کو کوثر عطا کی ہے

پھر اللہ کے نبی نے خود ہی پوچھا

اَتَدْرُوْنَ مَا الْكَوْثَرُ کیا تم جانتے بھی ہو کوثر کیا ہے؟

اور جواب بھی خود ہی ارشاد فرمایا کہ یہ جنت میں ایک نہر ہے جو اللہ مجھے عطا فرمائے گا اس نہر پر آسمان کے ستارے کی طرح چمکتے ہوئے صاف ستھرے برتن ہوں گے میری امت آئے گی اور میں اس میں سے ان کو بھر بھر کے پلاؤں گا لیکن کچھ لوگ آئیں گے اور ان کو روک دیا جائے گا

اَقُوْلُ يَا رَبِّ اِنَّهٗ مِنْ اُمَّتِيْ

میں عرض کروں گا کہ یا اللہ! یہ بھی تو میرا امتی ہے، میری امت کا ایک فرد

ہے جواب دیا جائے گا۔

اِنَّکَ لَا تَدْرِیْ

اے محمد! آپ نہیں جانتے کہ آپ کے دنیا سے چلے جانے کے بعد انہوں نے کیا کیا حرکتیں کیں؟ یہ اس نہر سے اور آپ کے دست مبارک سے پینے کے قابل نہیں ہیں۔

شانِ نزول

اس سورت مبارکہ کا شان نزول مفسرین نے یہ بیان کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے جب ایک بیٹے یا دو بیٹوں کا انتقال ہو گیا تو قریش کے سردار عاص بن وائل، عتبہ بن ابی نعیم، ابولہب جو آپ کے مشہور دشمن تھے انہوں نے کہا

بُتِرَ مُحَمَّد

محمد کی تو نسل کٹ گئی، سلسلہ ختم ہو گیا۔ نسل بیٹوں سے چلتی ہے اور محمد ﷺ کے بیٹے فوت ہو گئے اب اس کی نسل نہیں چلے گی، اب اس کا نام لینے والا کوئی باقی نہیں رہے گا۔ اس پر اللہ پاک نے یہ سورت نازل فرمائی۔

اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝١ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝٢

بے شک ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمائی تو آپ اپنے رب کے لیے نماز پڑھیے اور قربانی دیجیے۔

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝٣

آپ کی نسل نہیں کٹے گی آپ ابتر نہیں ہیں بلکہ آپ کا دشمن ابتر ہے۔

کوثر کی مختلف تفاسیر

یہ کوثر کیا چیز ہے؟ ابھی آپ نے حدیث کے حوالے سے پڑھ لیا کہ کوثر جنت میں ایک نہر کا نام ہے اور بعض روایات میں آیا ہے کہ کوثر ایک حوض کا نام ہے۔ حوض کوثر عام طور پر زبانوں پر چڑھا ہوا بھی ہے لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کوثر کا ایک اور معنیٰ کیا ہے خیر کثیر۔ جس کا معنی ہے بہت زیادہ بھلائی، بہت بڑی خیر، بہت زیادہ خیر ہم نے آپ کو عطا کی ہے اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے کسی نے سوال کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ کوثر جنت میں ایک نہر کا نام ہے انہوں نے فرمایا کہ ہاں کوثر جنت میں ایک نہر ہے لیکن اللہ نے جو فرمایا کہ ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمائی ہے ہم نے آپ کو خیر کثیر عطا فرمائی، بہت زیادہ بھلائی عطا کی ہے نہر اس خیر کا ایک حصہ ہے یہ کل خیر نہیں ہے یہ نہیں کہ صرف حوض کوثر عطا فرمائی ہے بلکہ اللہ نے اپنے نبی کو بہت زیادہ خیر عطا فرمائی اس کا ایک حصہ یہ نہر بھی ہے۔ وگرنہ اللہ نے جو اپنے نبی کو خیر کثیر عطا کی تو نبوت بھی خیر کثیر ہے، آپ کو جو حکمت عطا کی گئی وہ بھی خیر کثیر ہے، آپ کو جو علم دیا گیا وہ علم بھی خیر کثیر ہے، آپ کو جو قیامت کے دن شفاعت کی اجازت عطا کی گئی اور شفاعت کا جو مقام عطا کیا گیا وہ مقام بھی خیر کثیر ہے، آپ کو جو مقام محمود عطا کیا جائے گا جس کی ہم ہر اذان کے بعد دعا کرتے ہیں۔

وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

محمود بھی خیر کثیر ہے، دنیا میں آپ کی امت ہر نبی کی اُمت سے زیادہ یہ بھی

خیر کثیر ہے، دشمنوں پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو مدد عطا فرمائی یہ بھی خیر کثیر ہے، آپ کے معجزات سارے انبیاء سے زیادہ، کبھی آپ کے ہاتھوں میں کنکریاں بول پڑیں، کبھی آپ نے اشارہ کیا تو درخت چلتا ہوا آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا، کبھی بکری کے خشک تھنوں پر ہاتھ پھیرا تو دودھ کی نہریں جاری ہو گئیں، کبھی چند قطرے پانی میں انگلیاں ڈالیں تو پانی کے چشمے جاری ہو گئے، کبھی تھوڑے سے کھانے پر دم کر دیا تو وہ بہت بڑے لشکر کو کافی ہو گیا یہ سارے معجزات خیر کثیر ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو اعلیٰ اخلاق عطا کیے وہ اعلیٰ اخلاق بھی خیر کثیر ہیں جس کی گواہی اللہ تعالیٰ نے خود دی ہے۔

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝۴

نے آپ کو خلق عظیم کے مقام پر فائز کیا۔

آپ کے لیے کعبہ کو جو قبلہ بنایا گیا یہ کعبہ بھی خیر کثیر ہے۔

قرآن کریم بھی خیر کثیر ہے

لیکن میرا ایک اپنا ناقص سا ذوق ہے ایسا نہیں کہ میں بغیر کسی دلیل کے اجتہاد کرتا ہوں۔ ذوق تھا اور الحمد للہ اس پر کئی دلیلیں بھی مل گئیں کوثر سے مراد یہاں پر، خیر کثیر سے مراد قرآن کریم ہے

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝۱

ہم نے آپ کو کوثر عطا کیا خیر کثیر عطا کیا یہ میں کیسے کہہ رہا ہوں۔ سورۂ البقرہ کی آیت نمبر ۲۶۹ میں آتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَنۡ يُّؤۡتَ الۡحِكۡمَةَ فَقَدۡ اُوۡتِىَ خَيۡرًا كَثِيۡرًا ؕ

جس کو میں نے حکمت عطا کر دی وہ سمجھ لے کہ مجھے خیر کثیر مل گئی جس کو حکمت مل گئی وہ سمجھ لے کہ مجھے بڑی بھلائی مل گئی اور مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ حکمت سے مراد فہم قرآن ہے اللہ کہتا ہے کہ جس کو میں نے قرآن کی سمجھ عطا کر دی اس کو میں نے خیر کثیر عطا کر دی۔

قرآن کا علم سب سے بڑی نعمت ہے

اس لیے بعض حکماء اور علماء نے کہا کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کا علم عطا کیا اس کو چاہیے کہ وہ اپنا مقام پہچانے اور دنیا والوں کے سامنے سر نہ جھکائے اور ان کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے کیونکہ اس کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی سب سے افضل اور بہتر اور علمی چیز عطا کر دی دنیا کے بارے میں کہتے ہیں

قُلۡ مَتَاعُ الدُّنۡيَا قَلِيۡلٌ ۚ

فرما دیجئے کہ دنیا کا سارا سامان یہ قلیل ہے اور اللہ قرآن کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ خیر کثیر ہے یہ بہت بڑی بھلائی ہے اور قرآن کا علم، قرآن کا فہم، قرآن کا تعلق یہ خیر کثیر ہے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن جیسی نعمت عطا کی ہو پھر وہ اپنے آپ کو دنیا داروں کے مقابلے میں حقیر سمجھے، احساس کمتری کا شکار ہو اور دنیا داروں کو اونچا سمجھے اور اپنے آپ کو نیچا سمجھے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

فَقَدۡ عَظَّمَ صَغِيۡرًا اَوۡ صَغَّرَ عَظِيۡمًا

کہ اس بد بخت نے چھوٹی چیز کو بڑا سمجھا اور بڑی چیز کو چھوٹا سمجھا

دنیا چھوٹی چیز تھی اور اس کو وہ بڑا سمجھنے لگا اور قرآن بڑی چیز تھی اس کو وہ چھوٹا سمجھنے لگا۔ میرے وہ دوست، میرے وہ پیارے ساتھی جن کو اللہ نے قرآن کا علم عطا کیا، وہ قرآن کے حافظ ہیں، وہ قرآن کے قاری ہیں، وہ قرآن کے عالم ہیں یہ روایت پڑھنے سے پہلے ان کی خدمت میں عرض ہے کہ خدارا! کبھی بھی احساس کمتری کا شکار نہ ہوں، دنیا داروں کے مقابلے میں اپنے آپ کو چھوٹا اور حقیر مت سمجھیں، غریب اور حقیر مت سمجھیں آپ کے سینے میں تو کائنات کی سب سے بڑی دولت ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جسے اللہ پاک نے قرآن کی نعمت عطا کی اور پھر وہ فقر کی شکایت کرتا ہے، غربت کی شکایت کرتا ہے، اپنے آپ کو غریب، فقیر اور حقیر سمجھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی پیشانی کے درمیان موت تک فقر لکھ دے گا پھر کوئی چیز اس کے فقر کو مٹا نہیں سکے گی جسے اللہ پاک نے قرآن کی نعمت عطا کی، قرآن کی دولت عطا کی ہو تو یہ قرآن کی عظمت کے خلاف ہے قرآن کے مقام اور مرتبے کے خلاف ہے کہ وہ اپنے آپ کو حقیر سمجھے، دنیا داروں کے دروازوں پر جائے، ان کے سامنے ہاتھ پھیلائے ان کی خوشامد، چاپلوسی کرے اور ان کو اپنے آپ سے بڑا سمجھے، اس نے قرآن کی عظمت نہیں سمجھی۔

نصیحت آموز واقعہ

حضرت معمر بن سلیمان رضی اللہ عنہ کا کوئی کام اٹکا ہوا تھا۔ ان سے کسی نے کہا کہ بادشاہ آپ کی اتنی عزت کرتا ہے ان سے کیوں نہیں کہتے، انہوں نے کہا کہ میں نے بھی ایک دن ارادہ کیا تھا کہ اپنے اس کام کے سلسلہ میں بات

کروں لیکن اللہ نے میرے سینے میں جو قرآن رکھا ہے اس نے مجھے بادشاہ کے دروازے پر جانے سے روک دیا ہے کہ تجھے اللہ نے قرآن کا علم عطا کیا ہے تو اس کے دروازے پر چل کے نہ جا، ارے! تو تو چھوٹا آدمی ہے لیکن اللہ نے جو تجھے نعمت عطا کی ہے وہ بہت بڑی ہے۔

اپنا خیال نہیں کرتا تو نہ کر اپنی وردی کا تو خیال کر، بہت سے پولیس والے ہوتے ہیں کہتے ہیں وردی میں بہت عزت بنی ہوئی ہے۔ ایک انسان فوجی ہے نا معلوم اس کے اندر کیا عیوب ہیں لیکن وہ وردی کا خیال کرتا ہے وہ جرم کرنے سے پہلے اس وردی کو اتارتا ہے، لیکن قرآن والے کو جو وردی عطا کر دی گئی ہے وہ وردی تو اتاری نہیں جاسکتی یہ تو اللہ نے اپنا کلام سینے میں ڈالا اس کی عظمت کا خیال کرے، اس کے مرتبہ کا خیال کرے۔

سب سے بڑی خیر کثیر قرآنِ کریم

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں ہم نے آپ کو بہت زیادہ بھلائی عطا کی ہے اور میں نے مفسرین کے حوالے سے بتایا کہ ساری چیزیں کوثر ہوسکتی ہیں نبوت بھی کوثر، علم بھی کوثر، مقام محمود بھی کوثر ہے، یہ امتی بھی کوثر ہے، حکمت بھی کوثر معجزات بھی کوثر، جنت میں جو نہر ہے وہ بھی کوثر ہے لیکن سب سے بڑی کوثر، سب سے بڑی بھلائی، سب سے بڑی خیر کثیر وہ قرآن ہے جو اللہ نے اپنے نبی کو عطا فرمایا ہے۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول نظر سے گزرا اور دل خوش ہوا کہ مجھ جیسے جاہل کے دل میں جو بار بار خیال آ رہا تھا کہ کوثر سے مراد قرآن بھی ہوسکتا ہے اور اتنے بڑے محدث، اتنے بڑے مفسر، اتنے

بڑے اللہ والے سے خیر کثیر کی تائید مل گئی۔شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کوثر سے مراد قرآن ہے۔

میرے بزرگو اور دوستو! یہ دل میں بٹھا لو اور عمل کر لو فرماتے ہیں کہ جو شخص دنیا میں قرآن سے جتنا زیادہ تعلق رکھے گا وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں سے اتنا ہی زیادہ سیراب ہوگا۔قرآن سے محبت کرے گا،قرآن سے جڑے گا،قرآن کا ادب کرے گا،قرآن کو پڑھے گا،قرآن پر عمل کرے گا اور اس کے حرام کو حرام سمجھے گا اور اس کے حلال کو حلال سمجھے گا اتنا ہی زیادہ اس کو حوض کوثر سے سیراب کیا جائے گا۔

اللہ کے خواص کون ہیں؟

میرے بزرگو اور دوستو! اس عظیم کتاب کی عظمت کو پہچانو اور اس کے ساتھ اپنا سچا تعلق جوڑو،فہم قرآن کی عظمت کو پہچانیں گے،اس کے ساتھ سچا تعلق جوڑیں گے اور دل کی گہرائی سے اس پر ایمان لائیں گے،اسے پڑھیں گے جیسا کہ پڑھنے کا حق ہے،اسے سمجھیں گے اور اس کے مطابق عمل کریں گے،اس کے نور کو اس کے علوم کو دنیا میں پھیلانے کی کوشش کریں گے تو دیکھنا پھر تم اللہ کے خواص میں سے شمار ہوں گے۔اللہ اکبر! اللہ کے خواص وہ ہیں جو اللہ کے قرآن کی سچے دل سے خدمت کرنے والے ہیں۔قرآن کے حقوق ادا کرنے والے،قرآن کی تلاوت کرنے والے،قرآن کے مطابق عمل کرنے والے،قرآن کی اشاعت کرنے والے،اگر قرآن کی سچی خدمت کی جائے گی اور اس کے ساتھ سچا تعلق جوڑا جائے گا تو یقین جانیں کہ بہت ساری اندر کی

گندگیاں تو ویسے ہی ختم ہو جائیں گی۔

اصلاح کے لئے اہل اللہ کی صحبت ضروری ہے

آپ سنتے رہتے ہیں کہ اپنی اصلاح ضروری ہے اور اصلاح کے لیے اللہ والوں کی صحبت ضروری ہے۔ یہ سلسلہ جناب نبی کریم ﷺ سے چلا آرہا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ ﷺ سے اصلاح کروائی، آپ کی صحبت میں بیٹھے، دلوں کی صفائی کروائی اور تابعین صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی صحبت وخدمت میں اور تبع تابعین نے تابعین سے اصلاح کروائی یہ سلسلہ چلا آرہا ہے آج تو ایسی صحبتیں بھی عنقاء ہوگئیں، بہت کم ہوگئیں، حقیقی اللہ والے بہت کم رہ گئے، دوکانداروں کی کثرت ہوگئی دین کا نام لے کر دنیا کمانے والوں کی کثرت ہے۔قرآن کی صحبت بھی اصلاح کا ذریعہ ہے۔

کوئی صحبت نہیں رہی قرآن کی صحبت تو باقی ہے،قرآن کی صحبت میں آؤ ،اس کو ہاتھوں میں لو محبت سے چومو، آنکھوں پر رکھو، سینے سے لگاؤ، سر پر رکھو، محبت کا اظہار کرو، اس کو پڑھو، اس کو سمجھو، اس پر عمل کرنے کی کوشش کرو۔ اللہ کی قسم! اس سے محبت کرو گے تو دل صاف ہوگا، اس کو دیکھیں گے تو دل صاف ہوگا اس کو پڑھیں گے تو دل صاف ہوگا، اس کو چومیں گے تو انوار حاصل ہوں گے اور اس کو سمجھ کر عمل کریں گے تو اللہ سے امید ہے کہ ساری گندگیاں دور ہو جائیں گی۔ جو شخص زندگی بھر قرآن پڑھے گا تو موت کے وقت اس کی زبان پر قرآنی آیات جاری ہوں گی۔ اگر تکلیف کی وجہ سے قرآن نہ پڑھ سکا تو توجہ تو اس کی اس طرف ہوگی ورنہ دعا تو اللہ سے یہ کرنی چاہیے کہ ہمارا خاتمہ قرآن

پڑھتے ہوئے ہو۔

عشاقِ قرآن کے ایمان افروز واقعات

حافظ سید قربان علی شاہ رحمہ اللہ ایک سیدھے سادھے قرآن پڑھنے والے انسان تھے، مختصر سی زندگی قرآن پڑھتے پڑھاتے گزاری، موت کے وقت اپنے سب عزیز واقارب کو بلایا الحمد سے قرآن پڑھنا شروع کیا والناس تک پڑھ دیا اور پھر کہا کہ تم قیامت کے دن گواہی دینا کہ میں قرآن کا حافظ تھا، قرآن پڑھتا تھا اور اسی حالت میں انتقال فرما گئے۔ زندگی بھر قرآن پڑھا تھا اور مرتے وقت بھی قرآن نصیب ہوا۔

انتہائی نصیحت آموز واقعہ

ان سے زیادہ نصیحت آموز واقعہ حافظ ارادۃ الحق گیاوی رحمہ اللہ کا میں نے پڑھا، انڈیا کے رہنے والے تھے، بے لوث قرآن کی خدمت کی، کوئی معاوضہ نہیں لیتے تھے جب کسی بچے کا قرآن ختم ہوتا تو کہتے ہیں کہ لمبی چوڑی تقریر نہیں کرتے تھے رقت طاری ہو جاتی اور آنکھوں میں آنسو آجاتے اور کہتے اے بیٹا !دیکھو قرآن کو پہچاننا ! قرآن کی خدمت کرنا اللہ کی رضا کے لیے رمضان کا مہینہ آتا تو ایسی مساجد تلاش کرتے جہاں پر کوئی بھی حافظ قرآن سنانے کے لیے تیار نہ ہوتا وہاں پر جا کر تھوڑا تھوڑا قرآن سناتے ۔ مجھے خیال آتا ہے کہ دل میں جذبہ یہ ہوتا ہو گا کہ قرآن کے نازل ہونے کا مہینہ ہے کہ کہیں اللہ کے حضور قیامت کے دن شکوہ نہ کر دیں کہ اللہ! نزول قرآن کا مہینہ تھا، مسجدیں

قرآن کے لیے ترستی رہیں جہاں کوئی بھی قرآن پڑھنے کے لیے تیار نہ ہوتا جو زندگی گذری قرآن پڑھتے پڑھاتے گذری، جب انتقال کا وقت آیا سخت بیمار تھے، چارپائی پر تھے، تیماردار بھی جمع تھے ایک دم ان سے کہنے لگے ارے! یہ میرے نیچے تم نے قرآن کے اوراق بچھا رکھے ہیں ان کو تو ہٹاؤ تو لوگ کہنے لگے حضرت! آپ کے نیچے تو کوئی اوراق نہیں لیکن وہ اپنی اس بات پر بار بار اصرار کر رہے ہیں کہ قرآن کے ان اوراق کو ہٹاؤ مجھے بے ادب کیوں بنا رہے ہو، کس حال میں مجھے دنیا سے رخصت کر رہے ہو کہ میرے نیچے قرآن کے اوراق ہیں، مگر ان کی سمجھ میں بات نہ آئی پھر ان کے استاد مولانا خیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کو بلا لائے کو ان سے بھی یہ کہنے لگے کہ حضرت! دیکھیں انہوں نے میرے نیچے قرآن کے اوراق بچھا رکھے ہیں، بے ادبی کی حالت میں دنیا سے جا رہا ہوں۔ استاد تھے، تھوڑا سا غور کیا تو بات سمجھ میں آگئی عجیب بات ارشاد فرمائی، فرمایا کہ حافظ صاحب کے نیچے قرآن کے اوراق نہیں لیکن ساری زندگی جو آپ نے بے لوث قرآن کی خدمت کی ہے آج آپ سراپا قرآن بن گئے آج آپ کو دائیں بائیں، اوپر نیچے قرآن ہی نظر آ رہا ہے۔ اللہ اکبر! اقبال کا ایک شعر ہے بڑا پیارا شعر ہے

یہ حقیقت کسی کو نہیں معلوم
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

"مسلمان بظاہر قرآن کا قاری نظر آتا ہے لیکن حقیقت میں تو وہ قرآن بن جاتا ہے۔ تو جس طریقے سے خدمت کی، خاتمہ اس طرح ہوا کہ ہر طرف قرآن

ہی قرآن نظر آ رہا ہے۔

خدمتِ قرآن کا صلہ

جب قرآن کی عظمت کو دل میں بٹھایا جائے گا اور سچے دل سے قرآن کی خدمت کی جائے گی تو ایک بڑا صلہ اللہ کی طرف سے یہ ملنے کی امید ہے کہ اللہ پاک ہماری اولاد کو بھی خدمت قرآن کے لیے قبول فرمائے گا۔ ہاں یہ بھی بہت بڑا صلہ ہے جو کوئی اس کو صلہ سمجھے۔ کتنے لوگ ہیں جن کو اپنی اتنی فکر نہیں ہوتی جتنی اولاد کی فکر ہوتی ہے کہ اولاد بے وقوف ہیں، بچے ہیں، چھوٹے ہیں، ناسمجھ ہیں ادھر میری زندگی ختم ہو اور ادھر جو دنیا میں نے کمائی ہے ایسے ہی اڑا دیں گے تو آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی دنیا آپ کی اولاد کی طرف ہی منتقل ہو۔ کون مسلمان ہوگا جس کے دل میں یہ خواہش نہ ہو کہ یہ میرا دین اور ایمان بھی میری اولاد کی طرف منتقل ہو، یہ سچے دل سے قرآن کی خدمت کرے، قرآن سے تعلق جوڑے گا اللہ سے امید ہے کہ اس کو ایک صلہ یہ بھی ملے گا کہ اللہ اس کی اولاد کو قرآن کی خدمت کے لئے قبول فرمائے گا۔ یہ اللہ کے فیصلے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کی قبولیت

ابھی میں شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا نام لے رہا تھا ان کے دادا تھے شاہ وجیہہ الدین رحمۃ اللہ علیہ ایک دن قرآن کی تلاوت کر رہے تھے ڈاکوؤں نے حملہ کیا تلاوت کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے والد تہجد میں فوت ہوئے۔ شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ قرآن کے بہت بڑے حافظ، قاری، عالم بہت بڑے مفسر

تھے پھر خود شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی ساری زندگی قرآن کریم کی خدمت میں گزری، اللہ نے چار بیٹے عطا فرمائے شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ، شاہ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ، شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ چاروں قرآن کے خادم، کوئی فارسی میں قرآن کا ترجمہ کر رہا ہے، کوئی اردو میں قرآن کا ترجمہ کر رہا ہے دنیا میں جہاں کہیں بھی اردو اور فارسی میں قرآن کی خدمت ہو رہی ہے تو اس کا پہلا سہرا شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹوں کے سر بندھتا ہے اور قرآن کا کوئی مفسر اور قرآن کا کوئی مترجم ان حضرات کے احسانات کا انکار نہیں کر سکتا چاہے وہ کسی بھی مکتبۂ فکر سے تعلق رکھنے والا ہو اور پھر شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے شاہ محسوس اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ ان کی زندگی بھی قرآن کی خدمت میں گذری۔ اللہ قبول کرے تو ایسے کرتا ہے کہ نسلوں کو بھی خدمت قران کے لیے قبول کرتا ہے۔ عرض کر رہا تھا کہ بزرگو! یہ قرآن خیر کثیر ہے اللہ کی بہت بڑی نعمت، بہت بڑی دولت، بہت بڑا خزانہ ہے اس کی قدر کیجیے اس کی عظمت پہچانیے، دلوں میں اتاریے، اس کو دوسروں تک پہنچانے کی کوشش کیجیے، اپنی طاقت کے مطابق پہنچانے کی کوشش کیجیے اور اپنی طاقت کے مطابق اس کو پھیلانے کی کوشش کیجیے۔ اس دنیا کا مستقبل کتاب کے اعتبار سے قرآن کے علاوہ کوئی نہیں اور قائد کے اعتبار سے میرے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی قائد نہیں بن سکتا آج نہیں تو کل جب بھی وہ وقت آئے گا کہ پوری دنیا قرآن پر جمع ہو گی اور میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت پر جمع ہو گی یہ اسی کائنات کے خالق کا فیصلہ ہے اللہ نے فرمایا

إِنَّآ أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ①

ہم نے آپ کو کوثر عطا کی بہت بڑی بھلائی عطا کی تو اب آپ کیا کریں؟

شکر کی تین صورتیں

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ②

لہٰذا تم اپنے پروردگار کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو

اللہ کا شکر ادا کریں اور اللہ کے شکر کی تین صورتیں ہیں:

۱۔ پہلی صورت یہ کہ دل میں اللہ کی نعمت کی قدر ہو کہ اللہ نے مجھے یہ نعمت عطا فرما دی۔

۲۔ دوسری صورت یہ کہ زبان سے اللہ کی حمد وثناء، اللہ کی تعریف ہو۔

۳۔ اور تیسرے نمبر پر یہ کہ عمل کے ذریعے سے اللہ کا شکر ادا کیجیے کہ اللہ نے جو حکم دیا ہے اپنے جسم کو اللہ کے حکم کی تعمیل میں لگا دیجیے، اللہ نے یہاں پر اپنے نبی کو عملی شکر کا حکم دیا

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ②

آپ خالص اپنے رب کے لیے نماز پڑھیے اور قربانی دیجیے

نماز بدنی عبادت اور قربانی مالی عبادت گویا کہ حکم دیا جا رہا ہے کہ جب اللہ نے آپ پر اتنا بڑا احسان کیا ہے تو اپنے بدن کو بھی اس کی عبادت میں لگا دیجیے اور اپنے مال کو بھی اس کی عبادت میں لگا دیجیے اللہ کی ہر نعمت کا شکر ادا کرنا واجب ہے اور حضور کے بارے میں تو آتا ہے

كَانَ يُعَظِّمُ النِّعْمَةَ وَإِنْ قَلَّتْ

اگر چہ چھوٹی سی بھی نعمت ہوتی حضور اس کو بڑا کر کے بیان کرتے، کہیں سے ٹھنڈا پانی مل جاتا تو اللہ کا شکر ادا کرتے کہ اللہ نے کرم کر دیا، روٹی اور چند بوٹیاں مل گئیں تو اللہ کے نبی نے شکر ادا کرنا شروع کر دیا اللہ نے بہت کرم کر دیا۔ چھوٹی چھوٹی نعمتیں، کھجوریں مل جاتیں تو اس کو بڑا کر کے بیان کرتے قرآن تو چھوٹی نعمت نہیں اللہ اس کو بڑا کہہ رہے ہیں جس نعمت کو اللہ کہے کہ یہ بڑی ہے اللہ کی تو چھوٹی نعمت بھی چھوٹی نہیں ہے اور جس کو اللہ کہے کہ یہ بڑی ہے اور اس کا شکر کیسے ادا ہوگا۔

وہ تین بڑی نعمتیں جن کا شکر ہم ادا کر ہی نہیں سکتے

ایمان، قرآن اور حضور اکرم ﷺ کی غلامی یہ ایسی نعمتیں ہیں کہ ہم ان کا شکر ادا نہیں کر سکتے جو بھی کر لیں لیکن شکر ادا نہیں کر سکتے حق ادا نہیں کر سکتے، لیکن شکر ادا کرنے کی کوشش تو کرنی چاہیے فرمایا کہ میرے نبی شکر ادا کیجیے نماز پڑھیے خالص اپنے رب کے لیے اور قربانی کیجیے خالص اپنے رب کے لیے بدن کو بھی لگائیے رب کی عبادت کے لیے اور مال کو بھی لگائیے اپنے رب کی عبادت کے لیے۔

دشمن کی ناکامی

إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ۝٣

تمہارا دشمن ہی ہے جس کی جڑ کٹی ہوئی ہے

یہ کہتے ہیں کہ آپ کا نام و نشان مٹ جائے گا، آپ کی نسل نہیں چلے گی،

آپ العیاذ باللہ! ابتر ہیں، اللہ نے جواب میں فرمایا کہ آپ ابتر نہیں ہیں آپ کے دشمن ابتر ہیں۔عربی لفظ ہے اس کا معنیٰ دم کٹا بھی ہے، بے عزت بھی ہے ،ایک خبیث سانپ کا نام بھی ہے آپ کے دشمن ابتر ہیں آپ ابتر نہیں ہیں آپ نے ابھی پڑھا کہ وہ کون سے دشمن تھے جنہوں نے میرے آقا کو ابتر کہا کسی نے کہا سارے قریش مراد ہیں یہ بھی سن لیجیے کسی نے ابولہب کا نام لیا کسی نے عاص بن وائل کا نام لیا لیکن اللہ نے کسی کا نام کیوں نہیں لیا عام رکھا ہے۔کہ اے میرے نبی! جو بھی تیرا دشمن ہوگا، جو بھی تجھ سے بغض رکھے گا وہ ابولہب ہو یا کوئی دوسرا وہ پہلی صدی کا ہو یا آخری صدی کا جو بھی تیرا دشمن ہوگا اس کا نام ونشان مٹ جائے گا آپ کا نام ونشان نہیں مٹے گا اس لیے اس کو عام رکھا۔

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ﴿۳﴾

تیرا دشمن تجھ سے نفرت کرنے والا ہے اس کا نام ونشان ختم ہو جائے گا۔

حضور ﷺ کی کامیابی

آپ جانتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے بیٹے تو تھے لیکن فوت ہو گئے جس اللہ نے بیٹے دیے اسی نے لے لیے، بیٹیاں تھیں، اس میں بھی اللہ کی کوئی حکمت تھی اللہ کے ہر کام میں کوئی نہ کوئی حکمت ہوتی ہے مجھے تو ایک واضح حکمت یہ سمجھ میں آتی ہے کہ بیٹیوں کے وجود پر باپ شرمندگی سے سر جھکا دیتا ہے اللہ نے کائنات کے آقا کو صرف بیٹیاں عطا کر کے سمجھا دیا کہ اے میرے نبی کے ماننے والو! بیٹی کی ولادت پر سر کو نیچا نہ کرنا، شرمندہ نہ ہونا اگر بیٹیوں کا وجود کوئی شرم کی بات ہوتی تو اللہ اپنے محبوب کو بیٹیاں عطا نہ کرتا ایک نہیں چار

بیٹیاں اور بیٹا ایک بھی زندہ نہیں رہا اللہ پاک نے ایک ہی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے آپ کا سلسلہ کہاں تک پہنچا دیا یہ تو آپ کی حقیقی اولاد ہے لیکن آپ کی جو معنوی اولاد ہے۔ ہم سب کے روحانی باپ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں آپ کے روحانی بیٹے اور روحانی بیٹیاں بے شمار ہیں آج کوئی ایک بھی نہیں دنیا میں جو یہ کہے کہ میرا اسلسلہ نسب ابولہب سے جڑتا ہے، میرا اسلسلہ نسب عاص بن وائل سے جڑتا ہے، عتبہ بن ابی نعیم سے جڑتا ہے کوئی فخر سے کہہ دے کہ میرے سلسلہ نسب ابوجہل سے جڑتا ہے لیکن الحمدللہ میرے آقا ﷺ کے قدموں کی خاک کی طرف نسبت کرنے والے لاکھوں نہیں کروڑوں اور اربوں ہیں جو اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ ہماری نسبت آقا کے قدموں کی خاک کی طرف ہے۔ ہمیں اس نسبت پر فخر ہے، یہ نسبت بھی بہت اونچی نسبت ہے اس نسبت پر بھی شکرادا کرنا چاہیے فرمایا

إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ۞

آپ کا نام ونشان نہیں مٹے گا آپ کے دشمنوں کا نام ونشان مٹ جائے گا میں آپ کے نام کو زندہ رکھوں گا قیامت تک زندہ رکھوں گا اقبال نے کہا

نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے
یہ فلک بھی ایستادہ اسی نام سے ہے

یہ جو زندگی کی نبض حرکت کر رہی ہے یہ محمد رسول اللہ ﷺ کے نام سے ہے۔ یہ فلک جو کھڑا ہے یہ بھی حضور اقدس کی وجہ سے ہے حضور کا نام زندہ رہے گا اور میرے دوستو! جنہوں نے حضور کے کام کیساتھ اپنے آپ کو جوڑ لیا

ان کا نام بھی زندہ رہے گا اس دنیا میں بھی ان کا نام زندہ رہے گا اور آخرت میں بھی ان کا نام زندہ رہے گا جن بزرگوں کے ہم نام لیوا ہیں حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ان کو یہ عزت اور مرتبہ اور ان کے ذکر کو دوام کیوں ملا انہوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہستی میں اپنے آپ کو فنا کر دیا تھا اللہ نے ہمیشہ کی عزت، ہمیشہ کا تذکرہ، ہمیشہ کی شہرت عطا کر دی۔ اور ان کا آخرت میں بھی نام انشاء اللہ تعالیٰ روشن ہو گا اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ ہمیں سچے دل سے حضور کے دامن سے وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

نزولِ قرآن کی رات

ازافادات

داعیٔ قرآن، مفسرِ قرآن

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ

جمع وترتیب

مولانا اشفاق احمد

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

مکتبہ عمر فاروق

۞ ...... دنیا و آخرت میں عزت عطا کرنے والا کلام کون سا ہے؟

۞ ......عزت اور ذلت کے اسباب کیا ہیں؟

۞ ......نزولِ قرآن کی رات کون سی ہے؟

۞ ......لیلۃ القدر کو عظمت کس وجہ سے ملی؟

۞ ......لیلۃ القدر کی رات کون سی ہے؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَحۡدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنۡ لَّا نَبِیَّ بَعۡدَہٗ

اَمَّا بَعۡدُ:

فَأَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ ① وَمَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ②
لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ۬ۙ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَہۡرٍ ③ تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ
وَالرُّوۡحُ فِیۡہَا بِاِذۡنِ رَبِّہِمۡ ۚ مِنۡ کُلِّ اَمۡرٍ ④ سَلٰمٌ ۟ۛ ہِیَ حَتّٰی
مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ ⑤

قَالَ رَبِّ اشۡرَحۡ لِیۡ صَدۡرِیۡ ﴿۲۵﴾ وَیَسِّرۡ لِیۡۤ اَمۡرِیۡ ﴿۲۶﴾ وَاحۡلُلۡ
عُقۡدَۃً مِّنۡ لِّسَانِیۡ ﴿۲۷﴾ یَفۡقَہُوۡا قَوۡلِیۡ ﴿۲۸﴾

رَّبِّ زِدۡنِیۡ عِلۡمًا ﴿۱۱۴﴾

صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ وَصَدَقَ رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمُ

لیلۃ القدر کی وجہ تسمیہ

میرے قابلِ صد احترام بزرگو، دوستو اور میری ماؤں، بہنو، بیٹیو!

سورۂ قدر مکی سورت ہے اس میں پانچ آیات ہیں۔ قدر کے دو معنیٰ آتے ہیں قدر کے معنیٰ تقدیر کے بھی ہیں اور قدر کے معنیٰ عظمت و شرافت بھی ہے۔ اس رات کو جو لیلۃ القدر کہا گیا یا تو اس لیے کہ اس رات میں سال بھر کے لیے معاملات طے کر کے فرشتوں کے حوالے کر دیے جاتے ہیں کون پیدا ہوگا، کون مرے گا، کس کو عزت ملے گی، کون ذلیل ہوگا، کس کو صحت عطا کی جائے گی، کون بیمار ہوگا، کیا کیا حوادث اور کیا کیا مسائل دنیا میں پیدا ہوں گے، پورے سال کے معاملات طے کرنے کے بعد فرشتوں کے حوالے کر دیے جاتے ہیں اس لیے اس کو لیلۃ القدر کہتے ہیں تقدیر کی رات وہ رات جس میں سارے معاملات طے کیے جاتے ہیں۔

جیسا کہ سورۂ دخان میں بھی فرمایا گیا

حٰمٓ ﴿۱﴾ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۲﴾

کتاب مبین کی قسم! واضح کتاب کی قسم! کہ ہم نے اس کتاب کو مبارک رات میں نازل کیا ہے اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ بے شک ہم ڈرانے والے ہیں، سمجھانے والے ہیں فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ اس رات میں ہر حکمت والے معاملے کا فیصلہ کیا جاتا ہے تو اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس رات میں انسانوں کے اور کائنات کے بعض معاملات طے کیے جاتے ہیں۔

دنیاوآخرت میں عزت وعظمت عطا کرنے والا کلام

قَدر کا معنی

قدر کا معنی عظمت وشرافت ہے یہ عظمت والی رات ہے جس رات میں قرآن نازل ہوا۔ دراصل بات یہ ہے کہ قرآن خود عظمت والا کلام ہے اور جس کا قرآن کے ساتھ تعلق قائم ہو جائے اس کو بھی عظمت وشرافت حاصل ہو جاتی ہے، جس مہینے میں قرآن نازل ہوا وہ مہینہ بھی عظمت والا، جس رات میں قرآن نازل ہوا وہ رات بھی عظمت والی، جو فرشتہ لے کر آیا یعنی جبرائیل امین وہ بھی عظمت والا، جس رسول پر یعنی ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر قرآن نازل ہوا وہ رسول بھی عظمت والا، جس امت کی طرف قرآن نازل کیا گیا وہ امت بھی عظمت والی، جن مقامات پر قرآن نازل ہوا وہ سارے مقامات عظمت والے، جن سینوں میں قرآن محفوظ ہے وہ سینے بھی عظمت والے، جو لب قرآن کو بوسہ دیتے ہیں وہ لب بھی عظمت والے، جو دماغ قرآن کریم کے معانی میں غور وتدبر کرتے ہیں وہ دماغ بھی عظمت والے، وہ قلم جو قرآن کے لیے چلتے ہیں وہ قلم بھی عظمت والے، وہ مال جو قرآن کی خدمت، اشاعت اور حفاظت کے لیے استعمال ہوتا ہے وہ مال بھی عظمت والا، وہ جگہیں جہاں قرآن پڑھا جاتا ہے وہ عظمت والی ہیں، قرآن کے ساتھ جس کا بھی تعلق ہو جائے اس کو بھی عظمت مل جاتی ہے اگرچہ وہ بے جان کاغذ ہی کیوں نہ ہو، بے جان سا کاغذ ہے اس سے کہیں قیمتی اور اعلیٰ چمکدار بہترین کاغذ وہ

ہے جس پر سیاسی احوال، بین الاقوامی مسائل ،اسٹوریاں، فلمی اشتہارات ،گندی تصویریں، فحش اورعریاں افسانے شائع ہوتے ہیں لیکن وہ ورق قرآن کے ورق کے مقابلے میں کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتا وہ غلاف جس میں قرآن کو بند کیا جاتا ہے اس غلاف کا کپڑا بہت سستا بہت سادہ لیکن قرآن سے تعلق ہو جانے کی وجہ سے اسے بھی عظمت مل گئی ،ایسی لکڑی جس پر قرآن رکھا ہوا ہے اس لکڑی کو بھی عظمت مل گئی اب اس لکڑی کی تپائی پر بیٹھنا کوئی مسلمان گوارہ نہیں کرتا اس لیے کہ یہ عظمت والی تپائی ہے اس پر قرآن رکھ دیا گیا تو قرآن عظمت دینے والی کتاب ہے افراد کو بھی اس کے ذریعے سے عظمت ملتی ہے اور اقوام کو بھی اس کے ذریعے سے عظمت ملتی ہے ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ نے فرمایا

اِنَّ اللّٰہَ یَرْفَعُ بِھٰذَا الْکِتَابِ اَقْوَامًا وَیَضَعُ بِہٖ اٰخَرِیْنَ

اللہ بہت سی قوموں کو اس کتاب کے ذریعے سے عزت وعظمت عطا کرتا ہے اور بہت سی قوموں کو اس کی وجہ سے ذلیل اور پست کرتا ہے جو اس سے محبت کرتے ہیں، اس سے سچا تعلق قائم کرتے ہیں، اس کے لیے اپنی زندگیاں وقف کرتے ہیں، اسے پڑھتے ہیں پڑھاتے ہیں، سمجھتے ہیں سمجھاتے ہیں، عمل کرتے ہیں انہیں اللہ پاک اس کے ذریعے سے عظمت و بلندی اور رفعت عطا فرماتا ہے اور جو اس سے منہ موڑتے ہیں اس کے احکام سے روگردانی اختیار کرتے ہیں اس سے اعراض کرتے ہیں، اس سے غفلت برتتے ہیں اس کے احکام کو پیٹھ پیچھے ڈالتے ہیں۔تو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ذلیل وخوار کرتے

ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو اسی قرآن کی وجہ سے عظمت ملی، وہ عرب کے بدو، وہ اونٹوں کے چرواہے، وہ بھیڑ بکریوں کے غلہ بان، وہ جنہیں دنیا میں ذلیل اور حقیر سمجھا جاتا تھا، جاہل اور وحشی سمجھا جاتا تھا، جب ان کا قرآن سے تعلق قائم ہوا تو وہ اونٹوں کے چرواہے زمانے کے پیشوا، امام، مقتداء اور رہنما بن گئے۔ قرآن کو انہوں نے سینے سے لگایا، اُنہیں اللہ نے عزت عطا فرما دی۔

الحمدللہ آج بھی قرآن کی وجہ سے عزت ملتی ہے، دنیا میں بھی عزت ملتی ہے ، آخرت میں بھی ان شاء اللہ عزت ملے گی اگرچہ اخلاص کا تقاضا یہ ہے کہ ایک قرآن کا قاری، قرآن کا حافظ، قرآن کا عالم ،قرآن کا مبلّغ ، قرآن کا مفسّر ، وہ دنیا کی عزت کو اپنا مَطمَعِ نظر اور اپنا مقصود نہ بنائے اگر دنیا کی عزت کو اپنا مقصود بنالیا تو پھر اللہ تعالیٰ کے ہاں کچھ نہیں ملے گا اللہ کے سامنے خالی ہاتھ آئے گا ، لیکن اتنی بات یقینی ہے کہ جب دنیا کو مقصود نہیں بنائے گا اللہ کی رضا کو مقصود بنائے گا ، آخرت کی کامیابی کو مقصود بنائے گا تو ان شاء اللہ پاک دنیا میں بھی عزت عطا فرمائے گا اور آخرت میں بھی عزت عطا فرمائے گا۔

لیلۃ القدر میں اُتارنے کا مطلب

اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ ①

ہم نے اس کو قدر والی رات میں اتارا

عظمت والی رات میں اتارا، اور وہ اس قرآن سے تعلق کی وجہ سے عظمت والی رات بن گئی کہ اس رات میں قرآن نازل ہوا تو اس رات کو بھی عظمت مل

گئی یہ جو فرمایا کہ ہم نے اس کو لیلۃ القدر میں اتارا تو اس کا مطلب علماء یہ بیان فرماتے ہیں کہ لیلۃ القدر میں قرآن کے نزول کا آغاز ہوا، رمضان کا مہینہ تھا اور قدر کی رات تھی وہ انسانیت کا سچا غمخوار، وہ ہمارے آقا ﷺ کائنات کے آقا ﷺ غارِ حرا میں معتکف تھے دل کڑھتا تھا غم سے پھٹتا تھا مکہ والوں کے حالات دیکھ دیکھ کر وہیں پر آپ ایک قسم کا اعتکاف کیے ہوئے تھے تو قرآن کے نزول کا آغاز ہو گیا

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝۱

یہ جو فرمایا کہ ہم نے اس کو لیلۃ القدر میں اتارا تو مطلب یہ ہوا کہ لیلۃ القدر میں اس کے نزول کا آغاز ہوا قرآن نے اپنا تعارف بھی خود ہی کروایا نزول کا آغاز کب ہوا فرمایا کہ قدر کی رات میں اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ مہینہ کون سا تھا؟ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ ۔ کہاں نازل ہوا؟ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰي قَلْبِكَ ہمارے آقا ﷺ کے دل پر قرآن نازل ہوا کون قرآن لے کر آیا؟ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ جبرائیل امین روح القدس قرآن کو لے کر آئے ، جبرائیل امین کون ہیں؟

ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ۝۲۰ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ ۝۲۱

جو قوت والا، عرش والے کے ہاں ان کی عزت ہے وہاں ان کی اطاعت کی جاتی ہے اور وہ امانت دار ہیں۔ کس کی طرف سے نازل ہوا؟ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اس رحمٰن ورحیم کی طرف سے نازل ہوا، کس زبان میں نازل ہوا بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ واضح عربی زبان میں نازل ہوا۔ قرآن کے نزول کا مقصد؟

الٓمّٓ ﴿۱﴾ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ ۛۚ فِیْهِ ۚ هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ ﴿۲﴾

ہدایت کے لئے نازل ہوا، یہ کتاب ہدایت ہے، یہ دلوں کی بیماریوں کی شفا ہے

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۙ وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾

توقرآن اپنا تعارف خود کرواتا ہے قرآن کہتا ہے

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ﴿۱﴾

ہم نے اس قرآن کو اتار الیلۃ القدر میں۔

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ﴿۲﴾

(ارے تمہیں کیا خبر کہ لیلۃ القدر کیا ہے؟)

بعض اوقات متوجہ کرنے کے لئے اور اہمیت اور عظمت کو بیان کرنے کے لئے اللہ پاک سوال کرتے ہیں اور سوال کے بعد خود ہی جواب بھی دے دیتے ہیں۔

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ﴿۲﴾

تمہیں کیا پتہ کہ لیلۃ القدر کیا ہے؟

لیلۃ القدر کی فضیلت

لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ﴿۳﴾

(لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے)

ایک رات کی عبادت ہزار مہینوں سے بہتر، عمل تھوڑا اجر بہت زیادہ۔ اللہ پاک نے بعض ایسے بھی اعمال رکھے ہیں جن میں محنت تھوڑی ہوتی ہے، مشقت

تھوڑی ہوتی ہے لیکن اجر وثواب بہت زیادہ ہوتا ہے لیلۃ القدر کا بھی یہی حال ہے اللہ نے بعض انسانوں کو بعض انسانوں پر ترجیح دی ہے۔ بعض فرشتوں کو بعض فرشتوں پر فضیلت دی ہے بعض آسمانوں کو بعض آسمانوں پر فضیلت دی ہے، بعض مکانوں کو بعض مکانوں پر فضیلت دی ہے، بعض مہینوں کو بعض مہینوں پر فضیلت دی ہے، بعض دنوں کو بعض دنوں پر فضیلت دی ہے اور بعض راتوں کو اس نے بعض راتوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے تو لیلۃ القدر بھی ان راتوں میں سے ہے کہ جس رات کو اللہ پاک نے ساری راتوں سے زیادہ فضیلت عطا فرمائی ہے کہ ایک رات کی عبادت ہزار مہینے سے بہتر۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل فرمائی ہے۔ فرمایا کہ جب رمضان آ گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے خطبہ ارشاد فرمایا۔ فرمایا اے لوگو! رمضان کا مہینہ آ گیا ہے

شَهْرٌ مُبَارَكٌ

یہ مبارک مہینہ ہے

اِفْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهٗ

اللہ تعالیٰ نے تم پر روزے فرض کئے ہیں

تُفْتَحُ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ

اس مہینے میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جو آنا چاہے آ جائیں۔

وَتُغْلَقُ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ

اور اس مہینے میں جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔

وَتُغَلُّ فِيهَا الشَّيَاطِينُ

اور اس میں شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے

لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ﴿٣﴾

اس مہینے میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے

مَنْ حُرِمَ خَيْرَهَا فَقَدْ حُرِمَ

جو لیلۃ القدر کی خیر و برکت سے محروم ہو گیا وہ تو بالکل ہی محروم ہو گیا بڑا ہی بدنصیب ہے جس میں کھانا پینا بھی عبادت میں، بیوی بچوں کے ساتھ مشغول ہونا بھی عبادت میں اور خواتین کا گھر میں کام کاج میں لگنا وہ بھی عبادت میں، پوری زندگی عبادت بن سکتی ہے جب اللہ تعالیٰ کی رضا کی نیت کر لے اور محرمات اور گناہوں سے اپنے آپ کو بچا لے۔

لیلۃ القدر کے بارے میں مختلف اقوال

بعض نے کہا ہے کہ پورے سال کی راتوں میں سے کوئی ایک رات لیلۃ القدر ہے بعض نے کہا ہے کہ یہ رات رمضان میں ہے، رمضان کی تیس راتوں میں سے کوئی ایک رات لیلۃ القدر ہے پھر اور زیادہ جس پر اتفاق ہوا وہ یہ کہ آخری عشرے کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات لیلۃ القدر اکیس، تیئس، پچیس، ستائیس، انتیس ان راتوں میں سے کوئی ایک رات اور سب سے زیادہ علماء کا جو قول ہے وہ یہ کہ ستائیسویں شب لیلۃ القدر ہے۔

میرے بزرگو اور دوستو! اللہ پاک ہم سب کو وہ رات نصیب فرمائے

آمین۔ کیسے خوش نصیب تھے وہ لوگ جن کی ہر رات شب قدر ہوتی تھی اور کیسے بدنصیب ہیں وہ لوگ جن کی شب قدر بھی شب قدر نہیں ہوتی، بسا اوقات ایسی مبارک راتوں کو فضول کاموں میں ضائع کر دیا جاتا ہے ایسی راتیں جب آتی ہیں تو لوگ کہتے ہیں کہ آج کی رات جاگنے کی رات ہے بس جاگنے کی رات ہے چاہے بازار میں چل پھر کے جاگ لو اور گپیں لگاتے ہوئے جاگ لو اور غیبتیں، چغلیاں لگاتے ہوئے جاگ لو، ٹی وی کے سامنے بیٹھ کر جاگ لو، آج کی رات جاگنے کی رات ہے میں نے بہت سے لوگوں کو دیکھا کہ بارہ بجے تک اس تیاری میں رہتے ہیں کہ جاگنے کی رات ہے پھرتے رہتے ہیں چائے کا انتظام کرتے رہتے ہیں، کھاتے پیتے رہتے ہیں، بھائی! آج کی رات عبادت کی رات ہے آج جاگنا چاہیے بارہ بجے تک تو اس کی تیاری میں لگے جب بارہ ایک بج گئے تو اب ویسے ہی نیند کا غلبہ ہونا شروع ہو گیا جسم میں سستی ہو گئی اب اگر دعا مانگی بھی اور عبادت کی بھی تو وہ بھی اونگھتے ہوئے غفلت کی حالت میں، سستی کی حالت میں تو عبادت کی رات بھی عبادت کی رات نہ بن سکی آپ اندازہ کیجیے! یہ شعبان کی رات اس کو بھی ہم کہتے تو ہیں عبادت کی رات ہے لیکن ہم نے اس کو پٹاخوں کی رات بنا لیا، آتش بازی کی رات بنا لی، شعبان کے مہینے میں آتش بازی کرنا اور پٹاخے پھوڑنا یہ ایک واجب کے درجے میں ہو گیا ہر سال متعدد جانیں ضائع ہو جاتی ہیں لیکن پھر بھی باز نہیں آتے کچھ لوگ اس رات میں قبرستان جانا بہت بڑا عمل سمجھتے ہیں لیکن آپ دیکھئے کہ کس طرح قبرستان جاتے ہیں، مرد بھی جا رہے ہیں، بے پردہ عورتیں بھی جا رہی اور ایک

جشن سا لگا ہوا ہے، ایک میلہ سا لگا ہوا ہے، گپیں لگاتے ہوئے، تالیاں بجاتے ہوئے جاتے ہیں پتہ ہی نہیں کہ یہ قبرستان جارہے ہیں اللہ کے نبی نے فرمایا کہ قبرستان جایا کرو، قبروں کی زیارت کیا کرو اس لیے کہ قبروں کی زیارت کرنے سے آخرت کی یاد آتی ہے، موت یاد آتی ہے، دل نرم ہوتا ہے لیکن ہم سخت دل کے ساتھ جاتے ہیں اور اس سے زیادہ سخت دل سے واپس آتے ہیں وہ مقصد ہی نہیں رہا اور پھر نا معلوم کون سی حدیث سے یہ مسئلہ نکال لیا کہ اس طریقے سے جلسے کی صورت میں قبرستان جانا یہ فرض، یا واجب، یا سنت، یا مستحب ہے اللہ اکبر اپنی طرف سے مسئلے گھڑ لیے جاتے ہیں حال یہ ہے کہ فرائض اور واجبات چھوڑ دیتے ہیں اور بدعات اور زیادہ سے زیادہ مستحبات پر کاربند ہو جاتے ہیں۔

اور شب قدر میں اللہ کے نبی نے جس دعا کے پڑھنے کی تلقین فرمائی وہ یہ کہ:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی

اے اللہ! تو معاف کرنے والا ہے اور تو معاف کرنے کو پسند کرتا ہے اے اللہ! تو مجھے معاف فرمادے اے اللہ! تو خود کہتا ہے کہ میں معاف کرنے کو پسند کرتا ہوں۔ معاف کرنیوالوں کو پسند کرتا ہوں اے اللہ! میں تجھ سے معافی مانگتا ہوں تو مجھے معاف فرما۔

روح سے کیا مُراد ہے؟

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ

(اس رات میں فرشتے اترتے ہیں اور روح اترتے ہیں اپنے پروردِگار کی اجازت سے)

فرشتے تو سب کو معلوم ہیں لیکن یہ روح سے مراد کیا ہے تو عام طور پر مفسرین فرماتے ہیں کہ روح سے مراد جبرائیل امین ہیں اور عربی میں اس کو کہتے ہیں تخصیص بعد التَّعْمِیْمِ پہلے عمومی طور پر ذکر فرمایا ملائکہ کا اور ظاہر ہے کہ جب ملائکہ کا ذکر کیا تو اس میں اسرافیل بھی آئے، عزرائیل بھی آئے، میکائیل بھی آئے، جبرائیل بھی آئے، لیکن چونکہ انہیں ملائکہ میں ایک خاص مقام اور مرتبہ حاصل تھا اس لیے اللہ نے بعد میں ان کا الگ سے بھی ذکر فرمایا: تَنَزَّلُ الْمَلَائِکَۃُ سارے فرشتے اترتے ہیں یہاں تک کہ میرا عزیز فرشتہ روح الامین بھی اترتا ہے۔

نزول ملائکہ

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوْحُ فِیْھَا بِاِذْنِ رَبِّھِمْ ۚ مِنْ کُلِّ اَمْرٍ ۟

فرشتے اترتے ہیں اتر کر کیا کرتے ہیں؟ بعض تفاسیر میں یہ لکھا ہوا دیکھا کہ فرشتے اترتے ہیں اور وہ زمین والوں کی ایسی عبادت دیکھتے ہیں جو انہوں نے آسمانوں میں نہیں دیکھی ہوتی اور گنہگاروں کے رونے کی آواز سنتے ہیں وہ آواز جو اللہ کو حمد وثناء کرنے والوں کی آواز سے بھی زیادہ محبوب ہے اور فرشتے ایک دوسرے کو کہتے ہیں

تَعَالَوْا نَسْمَعْ صَوْتَنَا اَحَبَّ اِلٰی رَبِّنَا مِنْ تَسْبِیْحِنَا

ارے آؤ! آج ہم نے ایسی آواز سنی کون سی آواز گنہگاروں کے رونے کی آواز آہوں کی آواز سنی جو ہمارے رب کو ہماری حمد وتقدیس سے بھی زیادہ

محبوب ہے اللہ اکبر فرشتے کہتے ہیں جو حمد وثناء کرتے ہیں جو تسبیح وتقدیس کرتے ہیں اللہ کو ہماری تسبیح وتقدیس سے زیادہ گنہگاروں کے رونے کی آواز محبوب ہے، فرشتے بے شک نورانی مخلوق ہیں لیکن ان سے گناہ نہیں ہوسکتا جب گناہ نہیں ہوتا تو توبہ بھی نہیں ہوتی، آنسو بھی نہیں بہتے، گریہ بھی نہیں ہوتا یہ تو انسان کے نصیب میں بات آئی کہ اس سے گناہ ہوتے ہیں یہ توبہ کرتا ہے، روتا ہے، ہچکیاں بندھ جاتی ہیں پھر اللہ اس کے گناہوں کو معاف فرمادیتے ہیں وہ خواجہ عزیز الحسن تھانوی رحمۃ اللہ علیہ عوامی انداز میں عجیب شعر ہے وہ کہتے ہیں:

دولت مل گئی ہے آہوں کی
ایسی تیسی میرے گناہوں کی

کہتے ہیں آہوں کی اللہ نے توفیق دے دی، رونے کی اللہ نے توفیق دے دی اب گناہ کہاں رہے ہیں تو فرشتے کہتے ہیں آؤ دیکھیں کون کون گنہگار ہیں جو اللہ کے سامنے رورہے ہیں کہ ان کے رونے کو اللہ بہت پسند کرتا ہے اور امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں یہ لکھا ہے کہ اس رات میں جو فرشتے اترتے ہیں ان کی تعداد صحراؤں اور دریاؤں کی ریت سے بھی زیادہ ہے، جو بندے دعا اور استغفار میں مشغول ہوتے ہیں یہ فرشتے ان کے حق میں آکر دعائیں کرتے ہیں اللہ ان کی دعاؤں کو قبول فرمائے یہ اپنے گناہوں سے معافی مانگ رہے ہیں اے اللہ! تو ان کو معاف فرمادے اور اللہ پھر فرشتوں کے سامنے فخریہ طور پر کہتے ہیں ارے دیکھا یہی ہے جس کے بارے میں تم سے کہا تھا جب میں نے اسے خلیفہ بنانے اور پیدا کرنے اور زمین پر بھیجنے کا ارادہ

کیا تھا تو تم نے کہا تھا

اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ

کیا ایسے کو خلیفہ بنائے گا جو فساد پھیلائے گا اور خون بہائے گا پھر اللہ فرشتوں کو فخریہ طور پر کہتے ہیں دیکھو میں نے اس کے ساتھ آنکھیں بھی لگائی ہیں، میں نے کان بھی لگائے ہیں، میں نے زبان بھی لگائی ہے، میں نے پیٹ بھی لگایا ہے، میں نے شہوت بھی اس کے اندر پیدا کی ہے، میں نے شیطان بھی اس کے ساتھ لگا رکھا ہے لیکن دیکھو کیسے میرے سامنے یہ رو رہا ہے گڑگڑا رہا ہے میں نے کہا تھا ناں

اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۳۰

میں جانتا ہوں اے فرشتو! جو تم نہیں جانتے

ہاں یہ رو کر جس مقام پر پہنچ سکتا ہے تم تسبیح و تقدیس کے ذریعے سے اس مقام تک نہیں پہنچ سکتے۔ یہ آنسو بہا کر جو مرتبہ حاصل کر سکتا ہے تم رکوع و سجود سے وہ مقام حاصل نہیں کر سکتے، اللہ فرشتوں کے سامنے فخریہ طور پر کہتے ہیں دیکھو جس کے بارے میں تم نے یوں کہا تھا۔ آج کیسے وہ عبادت میں لگا ہوا ہے، گریہ وزاری میں لگا ہوا ہے تو فرشتے اس کے لیے توبہ واستغفار کرتے ہیں لیکن جو بدنصیب توبہ اور استغفار نہیں کرتا تو فرشتے بھی اس کے لیے توبہ استغفار نہیں کرتے۔

پانچ بدنصیب

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بعض ایسے بدنصیب ہیں جو اس رات میں بھی

محروم رہ جاتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ

اے اللہ! ہمیں ان بدنصیبوں میں سے نہ بنانا

یہ کون بدنصیب ہیں فرمایا ایک وہ جو مسلسل شراب نوشی میں لگا ہوا ہے اور اس سے توبہ نہیں کرتا، دوسرا ماں باپ کا نافرمان، تیسرا شرک کرنے والا، چوتھا مسلمانوں سے خواہ مخواہ تعلق توڑنے والا، پانچواں کینہ پرور جس کے دل میں کینہ اور بغض بھرا ہوا ہے فرمایا کہ اس مبارک رات میں جبکہ میری رحمت کا دریا ٹھاٹھے مار رہا ہوتا ہے یہ بدنصیب اس وقت بھی محروم ہی رہ جاتے ہیں۔

لیلۃ القدر کو مخفی کیوں رکھا گیا؟

اللہ نے اس رات کو مخفی رکھا ہے اللہ اگر چاہتا تو اس رات کو متعین کر دیتا لیکن اللہ بندے کی طلب کو بھی تو دیکھنا چاہتا ہے کس کے اندر طلب ہے، کس کے اندر تڑپ، تلاش، جستجو ہے اس لیے اللہ پاک نے اس رات کو واضح طور پر متعین نہیں فرمایا ہے کہ یہ رات ہے۔ یہ جو ہم ستائیسویں کی رات کہتے ہیں یہ بھی اللہ پاک نے ذکر نہیں فرمایا یہ تو بعض بزرگوں نے، اہل علم نے، اہل تقویٰ نے، اولیاء نے، اپنے اپنے تجربات، اپنے اپنے قیاسات، مشاہدات کی بناء پر اس رات کا تعین کر لیا وگرنہ واضح طور پر اللہ نے اس رات کو متعین نہیں کیا تو اس کو مخفی رکھا اور اس کے مخفی رکھنے میں یہ حکمت سمجھ میں آئی ہے تاکہ بندے کو زیادہ سے زیادہ ریاضت وعبادت کی توفیق ملے اللہ پھر فرشتوں کے سامنے

بندے کا فخریہ طور پر ذکر فرمادیں۔

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝٤

فرشتے اترتے ہیں اور روح اترتا ہے اپنے رب کے حکم سے

ہر معاملے میں اللہ کی طرف سے فیصلے لے کر آتے ہیں

سَلٰمٌ ۛ

سلامتی ہی سلامتی ہے

هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝٥

اور یہ سلسلہ فجر کے طلوع ہونے تک جاری رہتا ہے

اللہ پاک مجھ کو اور آپ سب کو لیلۃ القدر کی مغفرتیں اور بخششیں حاصل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

نورِ ہدایت

ازافادات

داعی قرآن، مفسرِ قرآن

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ

جمع وترتیب

مولانا اشفاق احمد

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

مکتبہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

- ......مثالوں کے ذریعے ہدایت کا سامان
- ......انبیاء کے نور ہونے سے کیا مراد ہے؟
- ......قلب مومن آشیانہ خداوندی ہے۔
- ......قرآن و صاحبِ قرآن کی تعلیمات مشعل راہ ہیں۔
- ......ایمان کی دعوت کی اہمیت۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ ؕ اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّھَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ زَیْتُوْنَۃٍ لَّا شَرْقِیَّۃٍ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ ۙ یَّکَادُ زَیْتُھَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْہُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ؕ یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَیَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۙ﴿۳۵﴾

(سورۃالنورآیت۳۵،پ۱۸)

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہٗ

النَّبِیُّ الْکَرِیْم

میرے بزرگو، دوستو، ماؤں، بہنو اور بیٹیو!

جیسا کہ اعلان کیا جاچکا ہے کہ آج کا درس ان شاء اللہ سورۂ نور کی آیت النور کے حوالے سے ہے، اور اگر وقت نے اجازت دی تو دو دوسری آیات کے حوالے سے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ پاک مجھے اور آپ سب کو ایمان کا نور عطا فرمائے۔

اصل میں آیت نمبر: ۳۵ سے آیت نمبر: ۴۰ تک سورۂ نور میں اللہ نے تین مثالیں بیان فرمائیں۔

مثالوں کے ذریعے ہدایت کا سامان

پہلی مثال اہل ایمان کے لیے ہے، اور دوسری دو مثالیں کافروں کے لیے ہیں، یہ بات تو قرآن سے تعلق رکھنے والا ہر شخص جانتا ہے کہ اللہ پاک نے قرآن کریم میں کثرت سے مثالیں بیان فرمائی ہیں، بعض بلند علمی حقائق و معانی مثالوں کے ذریعے سمجھائے گئے ہیں، اس لیے کہ ضابطہ ہر کوئی نہیں سمجھتا لیکن نقشہ دیکھنے سے، مثال کے سننے سے بات جلدی سمجھ میں آجاتی ہے۔ سائنس کے طلبہ پہلے تھیوری پڑھتے ہیں پھر انہی چیزوں کو پریکٹیکل میں دیکھتے ہیں، تو نظریہ اور تھیوری جلدی سمجھ میں آجاتی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ جل شانہ نے ہر کسی کو بات سمجھانے کے لیے مثالیں بھی بیان فرمائیں، سورۂ ابراہیم میں اللہ خود فرماتے ہیں:

وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۵﴾

(سورۃ ابراھیم آیت ۲۵، پارہ ۱۳)

''اللہ تعالیٰ انسانوں کے لیے مثالیں بیان فرماتے ہیں تاکہ وہ سمجھیں''، تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں، چنانچہ آپ پہلا پارہ (سورۂ بقرہ) دیکھیں۔

منافقوں کی مثال

اللہ نے منافقین کی مثال دی ہے، فرمایا:

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِى اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِىْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷﴾

(سورۃ البقرہ آیت ۱۶، پ ۱)

''منافقوں کی مثال ایسے ہے جیسے کسی شخص نے آگ روشن کی جس سے گرد وپیش کا ماحول منور ہو گیا لیکن جب ہر طرف روشنی پھیل گئی تو اللہ نے ان کا نور سلب کر لیا اور ان کو اندھیروں میں چھوڑ دیا''۔

دوسری آیت میں بھی منافقوں کی مثال ہے۔

اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ ۚ

(سورۃ البقرہ آیت ۲۰، پ ۱)

''یا ان کی مثال آسمان سے برسنے والی بارش کی سی ہے جس میں اندھیریاں، کڑک اور بجلی ہے، خوف ہے''

يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِىْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ

(سورۃ البقرہ آیت ۲۰، پ ۱)

''چنانچہ ڈر کی وجہ سے، کڑک اور بجلیوں کے خوف سے وہ اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ٹھونس لیتے ہیں، کہیں موت نہ آجائے''۔

يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ ۖ كُلَّمَا أَضَاءَ لَهُم مَّشَوْا فِيهِ وَإِذَا أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا ۚ

(سورۃ البقرہ آیت ۲۰، پ ۱)

''جب روشنی ہوتی ہے تو تھوڑا چل لیتے ہیں، جب اندھیرا چھا جاتا ہے تو کھڑے ہوجاتے ہیں''۔

منافقوں کی بھی یہی مثال ہے، ایمان سے، عبادت سے، پیغمبر اسلام کا ساتھ دینے سے، مسلمانوں کی جماعت میں شامل ہونے سے، اگر ان کو مادی، سطحی اور ظاہری فوائد حاصل ہوتے ہیں تو مسلمانوں کے ساتھ چلتے رہتے ہیں، لیکن اگر آزمائش آجائے، کوئی مشکل امتحان ہو، کسی جنگ میں شکست ہو جائے، کاروبار میں مالی نقصان ہوجائے تو کھڑے ہوجاتے ہیں کہتے ہیں: ہمیں تو اس دین میں کوئی بھلائی دکھائی نہیں دیتی، گویا کہ ان کے نزدیک دین کے اچھا ہونے یا نہ ہونے کا معیار مادی فوائد کا حصول اور عدم حصول ہے۔

ترازو لے کر بیٹھے ہوئے ہیں، جیسے ایک دکان دار، ایک تاجر ترازو میں تولتا ہے یہ بھی تولتے ہیں ایمان کا ساتھ دینے سے، نماز کی ادائیگی سے، پکا مسلمان بننے سے، قرآن پر عمل کرنے سے کیا ملا؟ کاروبار میں اضافہ ہوا نہیں ہوا دکان زیادہ چلی؟ نہیں چلی ایک فیکٹری اور لگی نہیں لگی؟ تو مادی ترازو کے فوائد میں ایمان کو تولتے ہیں، یہ منافقوں کی مثال دی۔

دنیا کی زندگانی کی مثال

دنیا کی زندگی کی مثال دی اللہ نے:

وَاضۡرِبۡ لَهُمۡ مَّثَلَ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا كَمَآءٍ اَنۡزَلۡنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخۡتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الۡاَرۡضِ فَاَصۡبَحَ هَشِيۡمًا تَذۡرُوۡهُ الرِّيٰحُ ؕ

(سورۃ کہف آیت ۴۳، پ ۱۵)

''دنیا کی زندگی کی مثال آسمان سے برسنے والے پانی کی طرح ہے جس کے برسنے سے ہر طرف سبزہ ہو جاتا ہے، نباتات اگ جاتے ہیں، پھل اور پھول دکھائی دیتے ہیں، فصلیں لہلہانے لگتی ہیں، لیکن پھر کچھ عرصہ کے بعد وہ فصل خشک ہو جاتی ہے، بہار پر خزاں چھا جاتی ہے، سب کچھ ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے، یہی کچھ دنیا کی زندگی کا انجام ہوگا۔

اللہ نے مشرکین کے خود ساختہ معبودوں کی مثال سورۂ حج میں دی، فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسۡتَمِعُوۡا لَهٗ ؕ

(سورۃ حج آیت ۷۳، پ ۱۷)

''اے لوگو! ایک مثال بیان کی جارہی ہے ذرا توجہ سے سنو!''

اِنَّ الَّذِيۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ لَنۡ يَّخۡلُقُوۡا ذُبَابًا وَّلَوِ اجۡتَمَعُوۡا لَهٗ ؕ

(سورۃ حج آیت ۷۳، پ ۱۷)

''جو اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو پکارتے ہیں ان کے وہ خود ساختہ معبود اگر سارے جمع ہو جائیں تو ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے''

مکھی تو کیا پیدا کریں گے۔

وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ

(سورۃ حج آیت ۷۳، پ ۱۷)

تم ان معبودوں کے سامنے نذرانے کے طور پر جو حلوے، جو مٹھائیاں، جو شیرینیاں رکھتے ہو۔

''اگر مکھی اس میں سے کچھ چھین کر بھاگ جائے تو یہ بھی واپس نہیں لے سکتے''۔

یہ ایسے عاجز ہیں کہ ایک مکھی سے شیرینی تک واپس نہیں لے سکتے۔

ایمان افروز بات

چلتے ہوئے ایک ایمان افروز بات بتا تا چلوں اللہ نے کہا: یہ مکھی سے واپس نہیں لے سکتے، بعض اوقات کوئی چیونٹی، کوئی کیڑا یا دوسری مخلوق ہمارے رزق میں سے یا رزق کے ذرات میں سے کوئی چیز لے کر بھاگ جائے تو ہم چھیننا چاہیں تو چھین بھی سکتے ہیں، لیکن اللہ مکھی کے بارے میں کہہ رہے ہیں مکھی اگر ان کے معبودوں سے شیرینی کا کوئی ذرہ چھین کر بھاگ جائے تو یہ واپس نہیں لے سکتے۔ اللہ کا کلام ہے، اللہ نے ایسے ہی نہیں کہا، آج جدید تحقیق نے اس بات کو ثابت کیا کہ مکھی جب کسی چیز کو پکڑتی ہے تو اس کے پیٹ میں جانے سے پہلے ہی وہ چیز ہضم ہو جاتی ہے تو واقعی اگر کوئی مکھی سے (چھینی ہوئی چیز) واپس لینا چاہے تو واپس نہیں لے سکتا، اس لیے کہ وہ تو اس کے پیٹ میں جانے سے پہلے ہی خاص لعاب ڈالنے کی وجہ سے ہضم ہو چکی ہوتی ہے۔ تو اللہ نے مثال دی، اور میں تو سمجھتا ہوں شاید اسی لیے خاص طور پر متوجہ کیا کہ اس میں

ایک طبی سائنسی حقیقت بھی پوشیدہ تھی۔

اللہ نے متوجہ کیا:

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ

(سورۃ الحج آیت ۷۲، پ ۱۷)

اے لوگو! ایک مثال بیان کی جارہی ہے

فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ

(سورۃ حج آیت ۷۲، پ ۱۷)

اس کو توجہ سے سنو'

علماءِ سوء کی مثال

کہیں میرے اللہ نے علمائے سوء، علمائے باطل، علمائے بد کی مثال دی، سورۂ جمعہ میں فرمایا:

مَثَلُ الَّذِیْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ یَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ

(سورۃ الجمعۃ آیت ۵، پ ۲۸)

''ان لوگوں کی مثال جن کو تورات کا علم تو دیا گیا لیکن انہیں تورات پر عمل کی توفیق نہ ملی، اس گدھے کی سی ہے جس پر کتابوں کا بوجھ تو لدا ہوا ہو، لیکن اس گدھے کو ان کتابوں سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا''۔

گدھے پر ہدایہ رکھ دی، قدوری رکھ دی، درمختار رکھ دی، اس پر بخاری شریف رکھ دی، مسلم شریف رکھ دی، ترمذی شریف رکھ دی، قرآن کریم رکھ

دیا، لیکن گدھے کو ان مبارک اور مقدس کتابوں سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا، سوائے اس کے کہ بوجھ کی وجہ سے اس کی کمر جھکی جا رہی ہے، اللہ نے فرمایا کہ:

''بے عمل دنیا پرست اور دنیا کی خاطر دین بیچنے والے علما کی بھی یہی مثال ہے''

تو مثالیں دے دے کر اللہ نے سمجھایا، اور میں عرض کروں: اللہ کو اپنے بندوں سے کتنی محبت ہے کہ اللہ بندوں کی ذہنی سطح کو سامنے رکھ کر کبھی مکھی کی مثال، کبھی مچھر کی مثال، کبھی مکڑی کی مثال، کبھی گدھے کی مثال، کبھی بارش کی مثال، کبھی نباتات کی مثال، یہ مثالیں دی گئی ہیں۔

آپ جانتے ہیں کہ ایک ایسا محقق، صاحب علم، کوئی پروفیسر، کوئی سائنس دان، کوئی کیمیا دان، کوئی صنعت کار جو دنیا کی بڑی بڑی یونیورسٹیوں میں لیکچر دیتا ہو، اگر کبھی اسے دیہاتیوں کے سامنے خطاب کرنے کا موقع مل جائے تو مجھے یقین ہے کہ دونوں ایک دوسرے کی بات کچھ بھی نہیں سمجھیں گے۔ نہ اس صاحبِ علم دانشور کے پلے دیہاتیوں کی بات پڑے گی اور نہ دیہاتیوں کے پلے اس دانشور صاحب کی بات پڑے گی، لیکن قربان جایئے اللہ کے کلام پر! وہ اللہ جو عقل کا خالق، جو دانش کا خالق، جو علم کا منبع و سرچشمہ، وہ اللہ اس طریقے سے کلام کرتا ہے کہ اس کلام کو شہر میں رہنے والا ایک تعلیم یافتہ انسان بھی سمجھتا ہے اور دیہاتوں میں اونٹ اور بکریاں چرانے والا ایک چرواہا بھی سمجھتا ہے تو مثالیں دے دے کر سمجھایا۔

یہاں پر بھی مثال ہے پہلی مثال ایمان والوں کے لیے، فرمایا کہ:

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط

(سورۃ النور آیت ۳۵، پ ۱۸)

مثال سے پہلے یہ فرمایا کہ ''اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے''۔

یاد رکھیں کہ اللہ نے اپنے آپ کو بھی نور کہا، اپنے انبیاء کو بھی نور کہا، اپنی کتابوں کو بھی نور کہا، یہ سب نور ہیں، لیکن ان کے نور ہونے کا پہلو الگ الگ ہے، اللہ نور ہے اور معنی میں، انبیاء نور ہیں اور معنیٰ میں، اللہ کی ساری کتابیں، ساری تعلیمات نور ہیں اور معنیٰ میں۔

انبیاء کے بشر ہونے پر دلیل

بہت سے لوگ انبیا کے بارے میں بحث کرتے رہتے ہیں کہ انبیاء بشر ہیں یا نور؟ انبیاء کی بشریت قرآن سے ثابت ہے، جو انبیاء کی بشریت کا انکار کرتا ہے وہ قرآن کا انکار کرتا ہے۔

اللہ کہتا ہے:

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ج

(سورۃ الکہف آیت ۱۱۰، پ ۱۵)

''کہہ دیجیے میں تو صرف بشر ہوں'' کلمۂ حصر ''إنما'' استعمال کیا گیا کہ میں صرف بشر ہوں تمہارے جیسا، لیکن تمہارے اور میرے درمیان ایک فرق ہے، وہ کیا......؟ (يُوْحٰى إِلَيَّ) (سورۃ الکہف آیت ۱۱۰، پ ۱۵) ''میرے اوپر وحی نازل ہوتی ہے'' تمہارے اوپر وحی نازل نہیں ہوتی۔ جو لوگ نبی کی بشریت کا

انکار کرتے ہیں اصل وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو بشر اور انسان سمجھتے ہیں، اور جب یہ دیکھتے کہ بشر اور انسان چور بھی ہے، ڈاکو بھی ہے، ظالم بھی ہے، نافرمان بھی ہے، شرابی بھی ہے، بدکار بھی ہے، معاذاللہ! تو وہ یہ سوچتے ہیں کہ نبی بشر نہیں ہوسکتا، اس لیے کہ نبی ایسا نہیں ہوسکتا مگر وہ اس پہلو کو نہیں دیکھتے کہ بشر جب حقیقت میں بشر ہوتا ہے تو پھر فرشتوں کا سردار اس کے قدموں پر قربان ہوتا ہے، بشر جب حقیقت میں بشر ہوتا ہے تو بشر وہاں تک پہنچ جاتا ہے جہاں فرشتوں کا سردار نہیں پہنچ سکتا ہے، اور آگے بڑھنے سے انکار کر دیتا ہے۔

انبیاء کے نور ہونے سے کیا مراد ہے؟

تو انبیا نور ہیں، لیکن نور ہونا اس اعتبار سے کہ اللہ نے ان کو جو علم دیا وہ نور، ان کے اخلاق نور، ان کے اعمال نور، ان کی صفات نور، ان کا دیکھنا نور، ان کا وجود نور کا باعث، ہم یہ کہتے ہیں کہ جہاں جہاں ہمارے آقا ﷺ پہنچے، جہاں جہاں آپ کی تعلیمات پہنچیں، وہاں وہاں نور پہنچا، اور جہاں آپ کی تعلیمات نہیں پہنچیں وہاں آج تک ظلمت اور تاریکی ہے، تو اللہ نے اپنے آپ کو بھی نور کہا، انبیاء کو بھی نور کہا، کتابوں کو بھی نور کہا۔

ذاتِ باری تعالیٰ کے نور ہونے سے مراد

تو یہاں فرمایا:

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط

اللہ آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے، علماء نے کہا: نور کا معنی ہے: "مُنَوِّرٌ"

روشن کرنے والا، آسمانوں کو بھی اسی نے روشن کیا، زمینوں کو بھی اسی نے روشن کیا، ستاروں سے آسمان کو روشن کیا، سورج اور چاند سے روشن کیا، اور زمین کو انبیاء کی بعثت سے روشن کیا، وحی کی تعلیمات سے روشن کیا، ہر چیز میں اس کا نور پنہاں ہے، اور ہر چیز اس کے وجود کی دلیل ہے، صاحب معرفت نے کہا: ؎

ہر گیاہ از زمیں گوید
وحدہ لاشریک لہ گوید

گھاس کی پتی بھی جو زمین سے اگتی ہے تو وہ "وحدہ لاشریک لہ" کہہ رہی ہوتی ہے، اس کا نور قدیم ہے جب کائنات میں کچھ نہیں تھا تو اس کا نور تھا۔ جب کائنات میں کچھ نہیں رہے گا اس کا نور رہے گا۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿٢٦﴾ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿٢٧﴾

(سورۃ الرحمٰن آیت ۲۷، ۲۶، پ ۲۷)

اس کا نور کہیں نہیں سما سکتا، نہ سمندروں میں سما سکتا ہے، نہ پہاڑوں پر سما سکتا ہے، نہ دریاؤں میں سما سکتا ہے، نہ آسمانوں میں سما سکتا ہے، نہ زمینوں میں سما سکتا ہے، سمائے بھی کیسے؟ یہ ساری چیزیں محدود ہیں، آسمان اپنی وسعتوں کے باوجود محدود ہے، سیاروں اور ستاروں کی دنیا ایسی وسیع وعریض دنیا کہ سائنس اپنی ساری ترقی کے باوجود ابھی تک سارے سیاروں کو دریافت نہیں کر سکی، ابھی تک چاند تک پہنچی ہے اور بڑی بڑی باتیں ہو رہی ہیں۔ کائنات کی وسعتوں کو سمیٹنا سائنس دانوں کے بس کی بات نہیں ہے، لیکن ان تمام

وسعتوں کے باوجود یہ ساری چیزیں محدود ہیں، اللہ لامحدود، اللہ کا نور لامحدود، وہ کہیں نہیں سماتا۔

قلب مؤمن آشیانہ خداوندی ہے

لیکن یہ پانچ، چھ فٹ کا انسان اور اس میں دھڑکنے والا یہ چھوٹا سا دل، اللہ کا کہنا ہے: میرا نور اس دل میں سما جاتا ہے۔

اسی لیے اللہ نے قلب مؤمن کو سامنے رکھتے ہوئے اس نور کی مثال دی فرمایا کہ:

مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ط

(سورۃالنور آیت ۳۵، پ ۱۸)

''اللہ کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے کہ طاقچہ، جس طاقچے میں چراغ۔

طاقچہ اور چراغ ممکن ہے بعض لوگ نہ جانتے ہو لیکن اکثریت جانتی ہے، اگر قرآن آج نازل ہوتا تو شاید قرآن میں کسی برقی روشنی کی مثال دی جاتی۔ لیکن اگر قرآن میں برقی روشنی کی مثال دی جاتی تو آج سے چودہ سو سال پہلے کا انسان اسے سمجھ نہ پاتا۔

بلب یا ٹیوب لائٹ کی مثال اللہ دے سکتا تھا اور اللہ جانتا تھا کہ یہ چیزیں آئیں گی، لیکن پتھر کے زمانے کا انسان، بھیڑ، بکریوں کے چرانے والا انسان، جنگلات میں رہنے والا انسان اس مثال کو نہ سمجھ پاتا۔ آج تو ترقی کا دور ہے، بجلی کا دور ہے، ٹیلی فون اور انٹرنیٹ کا دور ہے، تیز رفتاری کا دور ہے لیکن آج کے دور میں بھی کیا ہر جگہ بجلی پہنچ گئی؟ نہیں، آپ تو طاقچے اور چراغ سے واقف

ہوں گے لیکن اب بھی دنیا میں ایسے انسان ہیں جو بجلی سے واقف نہیں ہیں۔

اللہ نے ایسی مثال دی جس مثال کو ہر زمانے کا انسان اور ہر تمدن کا انسان اور ہر علاقے کا انسان سمجھ سکتا ہے، فرمایا کہ

مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ

(سورۃ النور آیت ۳۵، پ ۱۸)

''اللہ کے نور کی مثال ایسے جیسا کہ طاقچہ جس میں چراغ ہے''۔

اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ

(سورۃ النور آیت ۳۵، پ ۱۸)

''وہ چراغ ایک قندیل میں ہے''۔ ایک فانوس میں ہے، شیشے میں ہے۔

اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ

(سورۃ النور آیت ۳۵، پ ۱۸)

''وہ قندیل، وہ فانوس، وہ شیشہ اتنا روشن ہے گویا چمکتا ہوا ستارہ''۔

ابھی زمین کی بات ہو رہی تھی اور ابھی اللہ نے آسمان کی بات کر دی، ادھر متوجہ کر دیا، چراغ سے نظروں کو ہٹا کر ستاروں کی طرف نظروں کو لگا دیا، وہ قندیل وہ فانوس ایسے روشن گویا کہ چمکتا ہوا ستارہ۔

يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ

(سورۃ النور آیت ۳۵، پ ۱۸)

''اس چراغ میں جو تیل ڈالا جاتا ہے وہ زیتون کے مبارک درخت کا''۔

زیتون کے درخت کو مبارک درخت کہا گیا، اور دنیا کے اطبا، حکما اور ڈاکٹروں نے تسلیم کیا کہ واقعی یہ درخت بھی مبارک، اس کا پھل بھی مبارک،

اس کا تیل بھی مبارک، اللہ نے فرمایا: اس میں تیل ڈالا جاتا ہے زیتون کے مبارک درخت کا، اور فرمایا کہ زیتون کے عام درخت کا تیل نہیں بلکہ:

لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ

(سورۃ النور آیت ۳۵، پ ۱۸)

کہ اگر مشرقی رخ پر ہوتا تو وہ صبح کے وقت سائے سے نہ بچ سکتا، مغربی رخ پر ہوتا تو شام کے وقت سائے سے نہ بچ سکتا۔ بلکہ وہ درخت ایسی جگہ ہے کہ سارا دن اس پر دھوپ پڑتی ہے، اور کاشت کار کہتے ہیں اور زیتون کے تاجر کہتے ہیں، زیتون کے درخت پر ریسرچ کرنے والے کہتے ہیں کہ زیتون کا درخت ایسا ہے کہ اگر اس پر مسلسل دھوپ پڑتی ہے تو اس کا بیج بہت شفاف ہوتا ہے، اللہ فرماتے ہیں اس میں تیل ایسا شفاف کہ:

يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ

(سورۃ النور آیت ۳۵، پ ۱۸)

''اس کا تیل اتنا روشن کہ اگر آگ نہ بھی لگے تو لگتا یہ ہے کہ یہ خود روشن ہو جائے''

نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ

(سورۃ النور آیت ۳۵، پ ۱۸)

''نور پر نور ہے''۔

آج کا درس وہی سمجھے گا جو توجہ سے بات سنے گا، یہ رسمی بحث نہیں ہے، یہ قصے کہانیاں نہیں ہیں، یہ حکایات نہیں ہیں، یہ سیاسی تقریر نہیں ہے، یہ چوک اور بازار کی تقریر نہیں ہے، یہ قرآن ہے، قرآن کے حقائق ہیں، اور اللہ کہتا ہے:

قرآن کو وہی سمجھے گا جو توجہ سے سنے گا، جو اللہ کے کلام کو توجہ سے سنے گا اسی کو فائدہ ہوگا) فرمایا:

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ

(سورۃالنورآیت۳۵،پ۱۸)

''اللہ کے نور کی مثال طاقچہ ہے جس میں چراغ رکھا ہے''۔

اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ

(سورۃالنورآیت۳۵،پ۱۸)

''وہ چراغ ایک قندیل میں ہے''۔

اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ

(سورۃالنورآیت۳۵،پ۱۸)

''وہ قندیل، وہ کانچ ایسا صاف اور شفاف گویا کہ آسمان کا چمکتا ہوا ستارہ''۔

يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ

(سورۃالنورآیت۳۵،پ۱۸)

''اور اس چراغ میں عام تیل نہیں ڈالا جاتا، بلکہ اس میں زیتون کے مبارک درخت کا تیل ڈالا جاتا ہے'' اور زیتون کا بھی کوئی عام درخت نہیں۔

لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ

(سورۃالنورآیت۳۵،پ۱۸)

''ایسا درخت جو سارا دن دھوپ میں رہتا ہے نہ مشرق سے متاثر، نہ

مغرب سے متاثر''، جس کی وجہ سے اس کا تیل اتنا روشن کہ لگتا یہ ہے کہ اگر اس پر آگ نہ بھی لگائی جائے، تو بھی یہ روشن ہو جائے گا۔

اب اس مثال کو فٹ کیجیے مومن پر، یہ مثال مومن کے دل پر پوری طرح صادق آتی ہے، یہ جسم ہے، جسم میں ایک سینہ ہے ایک طاقچے کی طرح، اس طاقچے میں ایک دل ہے ایک چراغ کی طرح، اور اس دل میں ایک تو فطرت کا نور ہے ''نورِ فطرت''

نورِ فطرت ہر دل میں ہوتا ہے

نورِ فطرت ہر دل میں ہے، چاہے کافر کا بیٹا ہو، چاہے مسلمان کا دل ہو، جب پیدا ہوتا ہے تو نورِ فطرت لے کر پیدا ہوتا ہے، اللہ اس کو خالی ہاتھ پیدا نہیں کرتا، کچھ دے کر پیدا کرتا ہے، یہ اللہ کے عدل کے خلاف ہے۔ اللہ اس کی فطرت میں ایک نور رکھتا ہے ''نورِ فطرت''۔

جیسے قرآن میں بیان کیا گیا:

اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰی ۚ

(سورۃ الاعراف آیت ۱۷۲، پ ۹)

اس آیت کریمہ میں اور حدیث میں بیان کیا سرور دو عالم ﷺ نے حدیث شریف میں فرمایا:

کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَۃِ، فَأَبَوَاہُ یُھَوِّدَانِہٖ أَوْ یُنَصِّرَانِہٖ أَوْ یُمَجِّسَانِہٖ

جو بچہ پیدا ہوتا ہے وہ فطرت کا نور لے کر پیدا ہوتا ہے، ایمان واسلام کا نور لے کر پیدا ہوتا ہے، لیکن اس کے والدین یا تو اس کو یہودی بنا دیتے ہیں، یا عیسائی بنا دیتے

ہیں، یا مجوسی بنادیتے ہیں۔

تو فطرت کا نور تو پہلے سے تھا، ہر بچہ لے کر پیدا ہوا، پھر جب اس نورِ فطرت کے ساتھ ایمان کا نور شامل ہوجائے تو "نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٌ" کی کیفیت ہوجاتی ہے۔ "نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٌ" دو نور جمع ہوجاتے ہیں ایک فطرت کا نور، ایک ایمان کا نور، ہدایت کا نور، اور جب اس نور کو محفوظ رکھتا ہے، جیسے اس چراغ کو طاقچے میں، اور پھر اس طاقچے کو قندیل میں رکھا گیا، ہواؤں سے محفوظ رکھا گیا یہ اپنے اس نور فطرت کو جو اللہ نے اس کے دل میں پیدا کیا نور ایمان کے ساتھ ملا لیتا ہے، اور اسے محفوظ رکھتا ہے باطل نظریات سے، باطل نظریات کی ہواؤں سے اس کو محفوظ رکھتا ہے۔ اور اس چراغ میں مسلسل قرآن کا تیل ڈالتا رہتا ہے تو پھر یہ نورِ معرفت ترقی کرتا جاتا ہے۔

مومن کے سینے میں دل، دل میں نور فطرت، نور فطرت کے ساتھ شامل ہوا نورِ ایمان، اس نور ایمان کو محفوظ رکھا باطل نظریات کی گندگی سے، طوفانوں سے، آندھیوں سے، جھگڑے سے، برائی سے، پروپیگنڈے سے، عیسائیت کے پروپیگنڈے سے، یہودیت کے پروپیگنڈے سے، لادینیت کے پروپیگنڈے سے، (ان سب گندگیوں سے) مکمل محفوظ رکھا اور پھر اس نور کو قرآن کا تیل مسلسل دیتا رہا، تو پھر نورِ معرفت ترقی کرتا جائے گا۔

قرآن اور صاحب قرآن کی تعلیمات مشعل راہ ہیں

یہ قرآن تو ایک پاور ہاؤس ہے اور ہمارے پاس تو پاور ہاؤس دو ہی ہیں۔ اللہ کے بعد ایک پاور ہاؤس مدینہ منورہ میں ہے حضور ﷺ کی صورت میں۔ آپ ﷺ کی محبت سے، آپ ﷺ کے عشق سے، آپ ﷺ کے ساتھ

تعلق سے، دل میں نورِ ایمان ترقی کرتا ہے۔ اور دوسرا پاور ہاؤس قرآن کریم ہے، قرآن کے ساتھ تعلق جوڑنے سے، اور دل میں جو چراغ اللہ نے جلایا اس چراغ کو قرآن کا تیل مسلسل فراہم کرنے سے نورِ معرفت ترقی کرتا جاتا ہے، یہاں تک کہ ایسی صورت ہو جاتی ہے کہ پھر مسلمان پورا نور بن جاتا ہے۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ وہ انسان نہیں رہتا، یہ نہیں کہہ رہا کہ وہ کھاتا نہیں ہے، وہ پیتا نہیں ہے، وہ بچے نہیں جنتا، وہ انسانی ضروریات سے مبرا ہو جاتا ہے، وہ خالی نہیں رہتا، یہ نہیں کہہ رہا، وہ انسانی تقاضوں سے پاک ہو جاتا ہے، یہ نہیں کہہ رہا، اس کے اندر انسانی کمزوریاں نہیں رہتیں یہ سب نہیں کہتا۔

وہ پورا نور بن جاتا ہے اور نور کا منبع تو وہ (اللہ) ہے نا؟ تو جب یہ بھی نور بن جاتا ہے تو دیکھتا اسی طرف ہے جس طرف وہ (اللہ) چاہتا ہے، سنتا اسی کلام کو ہے جس کلام کے سننے کی وہ اجازت دیتا ہے، بولتا وہی ہے جس کی اجازت وہ دیتا ہے، سوچتا اسی نہج پر ہے جس نہج کے سوچنے پر وہ راضی ہوتا ہے، نور ہی نور بن جاتا ہے، ایسے ہی نہیں کہہ رہا اس کو خطیبانہ لفاظی مت سمجھیئے گا۔

میرے اور کائنات کے آقا حضرت محمد رسول ﷺ نے دعا فرمائی، بخاری شریف، ابوداؤد اور نسائی میں ہے حضور ﷺ دعا فرمایا کرتے تھے، اور دعائیں کیوں کرتے تھے؟ خود اپنے لیے بھی مانگتے تھے اور امت کو بھی سکھاتے تھے کہ تم یوں مانگو، اور یہاں آپ کو متوجہ کرنے کے لیے کہہ دوں: بڑی عجیب بات لکھی حضرت مولانا علی میاں صاحب نور اللہ مرقدہ نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ کی صداقت کی دلیلوں میں سے ایک مستقل دلیل آپ ﷺ کی دعائیں

بھی ہیں۔ جن الفاظ و انداز میں آپ ﷺ نے مانگا، جس جامعیت و کاملیت سے آپ ﷺ نے مانگا ایسے کوئی انسان مانگ نہیں سکتا۔ یہ دعائیں بتاتی ہیں کہ کسی سکھانے والے نے سکھایا ہے۔ تو آپ ﷺ نے مانگا، اللہ نے سکھایا میرے محبوب! مجھ سے یوں مانگ اور اپنی امت کو بھی سکھا کہ یوں مانگے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اللہ سے سب کچھ مانگا، کوئی خیر ایسی نہیں جو اللہ سے آپ نے نہ مانگی ہو، اور کوئی شر ایسا نہیں جس سے آپ نے پناہ نہ مانگی ہو۔ اسی لیے علماء کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ میں اللہ سے ہر وہ خیر مانگوں جو حضور ﷺ نے مانگی اور ہر اس شر سے پناہ مانگوں جس شر سے میرے آقا ﷺ نے پناہ مانگی تو وہ یہ دعا مانگا کرے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَاسَأَلَکَ مِنْهُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہِ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

''اے اللہ! ہم تجھ سے ہر وہ خیر مانگتے ہیں جو تجھ سے تیرے نبی ﷺ نے مانگی''۔

وَنَعُوذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَکَ مِنْهُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہِ عَلَیْهِ وَسَلَّم

''اور ہر اس شر سے پناہ مانگتے ہیں جس شر سے تیرے نبی ﷺ نے تیری پناہ مانگی''۔

جس نے یہ دعا مانگی اس نے گویا اللہ سے سب کچھ مانگ لیا، تو حضور ﷺ کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ بھی ہے فرمایا کہ:

''اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا، وَفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا، وَفِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَعَنْ یَمِیْنِیْ نُوْرًا، وَعَنْ شِمَالِیْ نُوْرًا، وَمِنْ خَلْفِیْ نُوْرًا، وَمِنْ اَمَامِیْ نُوْرًا،

وَاجْعَلْنِي نُوْرًا، وَفِي عَصَبِي نُوْرًا، وَفِي لَحْمِي نُوْرًا، وَفِي دَمِي نُوْرًا، وَفِي شَعْرِي نُوْرًا، وَفِي لِسَانِي نُوْرًا، وَاجْعَلْ فِي نَفْسِي نُوْرًا، وَأَعْظِمْ لِي نُوْرًا، وَاجْعَلْ مِنْ فَوْقِي نُوْرًا، وَمِنْ تَحْتِي نُوْرًا، اَللّٰهُمَّ أَعْطِنِي نُوْرًا"

یہ حضور ﷺ نے مانگا: اے اللہ! میرے دل میں نور پیدا فرما دے، میری نظر میں نور پیدا فرمادے، میرے کانوں میں نور فرمادے، میرے دائیں نور پیدا فرمادے، میرے بائیں نور پیدا فرمادے، میرے پیچھے نور، میرے آگے نور، مجھے نور عطا فرمادے۔ میرے پٹھوں میں نور، میرے گوشت میں نور، میرے خون میں نور، میرے بالوں میں نور، میری کھال میں نور، میری زبان میں نور پیدا فرمادے۔ اللہ! میرے نفس میں نور پیدا فرمادے، میرے لیے نور کو بڑھادے، مجھے نور بنادے، میرے اوپر نور، میرے نیچے نور۔ اور اے اللہ! مجھے نور عطا فرمادے۔

یہ نبی اکرم ﷺ دعا فرمارہے ہیں اور ہمیں سکھا رہے ہیں، معلوم ہوا نور دل میں پیدا ہوتا ہے، دماغ میں پیدا ہوتا ہے، آنکھوں میں پیدا ہوتا ہے، کانوں میں پیدا ہوتا ہے، زبان میں پیدا ہوتا ہے، ہاتھوں میں پیدا ہوتا ہے، پیروں میں پیدا ہوتا ہے، پٹھوں میں پیدا ہوتا ہے، گوشت میں پیدا ہوتا ہے، خون میں پیدا ہوتا ہے، کامل وسچے مومن کے رگ وریشے میں نور پیدا ہوتا ہے۔

تو جب نور سے نور ملتا ہے اور نور کو قرآن کے پاور ہاؤس سے ترقی دی جاتی ہے تو پھر سراپا نور بن جاتا ہے، مومن چلتا ہے تو پھر نور میں چلتا ہے، (اللہ اکبر) بیٹھتا ہے تو نور میں، سوتا ہے تو نور میں، جاگتا ہے تو نور میں، بولتا ہے تو

نور میں، کاروبار کرتا ہے تو نور میں، اور جب نور میں آجائے اور پھر ظلمت وتاریکی والے، کفر والے، شرک والے اسے نور سے تاریکی میں لانا چاہیں تو پھر وہ اپنی جان قربان کر جاتا ہے پتھروں کی مار سہ لیتا ہے، بھوکا رہ لیتا ہے، تکلیفیں برداشت کر لیتا ہے لیکن نور سے نکلنا گوارا نہیں کرتا، جب حقیقت میں نور مل جائے تو پھر تکلیف تکلیف نہیں رہتی۔

سیدنا بلال حبشی کو نور ہی تو ملا تھا، دوسروں کو نور نظر نہیں آتا تھا، بلال کو نور محسوس ہوتا تھا، مارنے والے مار مار کر تھک جاتے تھے، کیا چاہتے تھے؟ نور سے نکل کر دوبارہ ظلمت میں آجاؤ، تاریکی میں آجاؤ، لیکن بلال نور سے نکلنا نہیں چاہتے تھے، نور سے نہ نکلے، نور سے اَحد اَحد کہتے تھے، اور مار سہتے تھے۔

حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی استقامت

بعض سیرت نگاروں نے لکھا ہے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اگر مجھے پتا ہوتا کہ کوئی ایسا کلمہ ہے جو اَحد احَد سے بھی زیادہ مشرکوں کو تکلیف دے سکتا ہے تو میں وہ کلمہ بولتا، انہیں تعجب ہوتا تھا یہ کیسا ہے؟ بات ہی نہیں مانتا، بھوکا رہتا ہے، پتھروں کے نیچے پڑا رہتا ہے، دھوپ میں لیٹا رہتا ہے، دہکتی ہوئی ریت پر زبان باہر نکل آتی ہے۔ محلے کے آوارہ بدمعاش بچے، نوجوان گلے میں رسی ڈال کر گھسیٹتے پھرتے ہیں۔ لیکن یہ سب کچھ سہتا ہے مگر احد احد کہنا نہیں چھوڑتا، وہ نہیں جانتے تھے، کیسے جانتے کہ وہ تو اندھے تھے، نہیں دیکھتے تھے کہ بلال نور میں ہے، ہم ظلمت میں ہیں، وہ نور سے ظلمت میں نہیں

آسکتا، اصل اندھا وہ نہیں ہوتا جو آنکھوں سے نہیں دیکھتا، اصل اندھا وہ ہوتا ہے جو دل سے نہیں دیکھتا۔

فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَٰكِن تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ ﴿٤٦﴾

(سورۃالحج آیت ۴۶، پ۱۷)

اللہ کہتا ہے ''آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں، دل اندھے ہو جاتے ہیں''۔

اور یہ حضور ﷺ نے ہی نہیں فرمایا کہ مومن نور میں چلتا ہے بلکہ اللہ نے بھی فرمایا سورۂ انعام میں بھی ہے، فرمایا:

أَوَمَن كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ كَمَن مَّثَلُهُ فِي الظُّلُمَاتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ط

(سورۃالانعام آیت ۱۲۲، پ۸)

''کیا وہ جو مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کر دیا، اور ہم نے اس کے لیے نور پیدا کر دیا وہ لوگوں میں چلتا ہے تو اسی نور کے ساتھ چلتا ہے۔''

اللہ کہتا ہے مومن انسانوں میں چلتا ہے تو اسی نور کے ساتھ چلتا ہے۔ اللہ فرماتے ہیں یہ جسے ہم نے نور عطا کر دیا کیا اس کی طرح ہو سکتا ہے:

كَمَن مَّثَلُهُ فِي الظُّلُمَاتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ط

(سورۃالانعام آیت ۱۲۲، پ۸)

''جو تاریکیوں میں ہے اور تاریکیوں سے نکلنا چاہتا نہیں''۔ خود بھی نہیں نکلنا چاہتا اور جس کو اللہ نے نور عطا کر دیا اسے بھی چاہتا ہے کہ وہ بھی تاریکی

میں آجائے۔

اسلام سے والہانہ شغف

پچھلے دنوں ہمارے ہاں مشہور سابقہ کرکٹر سعید انور آئے، انہوں نے بتایا کہ ابھی حال ہی میں جس عیسائی نوجوان یوسف نے اسلام قبول کیا (جسے کل تک یوسف یوحنا کہا جاتا تھا، اور آج الحمدللہ! محمد یوسف کہا جاتا ہے) اس نے بتایا کہ اب بھی پادری، اور عیسائیوں کے وڈیرے اور اس کے خاندان والے اسے مسلسل ترغیب دیتے ہیں: روزانہ پیشکشیں کرتے ہیں کہ آجا دوبارہ عیسائیت کی طرف، مگر وہ نہیں جاتا۔ نور میں اللہ نے داخل کر دیا اب ظلمت میں نہیں جانا چاہتا۔

اور میں عبرت کے لیے اور آپ کے جذبات پر ضرب لگانے کے لیے بتا رہا ہوں: انہوں نے یہ بھی بتایا کہ اسلام قبول کیے ہوئے تین سال ہو گئے فرض نماز تو چھوڑنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، اس سال جون سے تہجد کا بھی اہتمام کر رہے ہیں، اور اب تک تہجد نہیں چھوٹی۔ ہائے اللہ! اس کے گھر میں تو تین سال سے اسلام آیا ہے اور تہجد نہیں چھوٹتی۔ اس نے اپنے بچوں سے کہہ دیا کہ تم نے قرآن اور دین کی تعلیم حاصل کرنی ہے، وہ کہتا ہے میرے آئیڈیل محمد رسول ﷺ ہیں۔

ارے میرے مومن بھائی! میری مومنہ بہن! تیرے گھر میں تو سو سال سے، دو سو سال سے، تین سو سال سے اسلام ہے، کیا تیرے گھر میں بھی ایسا ہوتا ہے کہ پنج وقتہ نماز کی پابندی کی جاتی ہو؟ ایک عیسائی کا بیٹا تو کہتا ہے:

میرے آئیڈیل محمد ﷺ ہیں، کیا مسلمان کا بیٹا بھی یہ کہتا ہے؟ کتنے ہیں جنہوں نے اپنے آئیڈیل گلوکار بنا رکھے، اداکارائیں بنا رکھی ہیں، گندگی میں پلنے والے، گندگی میں زندگی بسر کرنے والے، کیڑوں مکوڑوں کو اپنا آئیڈیل اور نمونہ بنا رکھا ہے۔ اور ایک عیسائی کا بیٹا یہ کہتا ہے۔

جسے نور ایمان کی حقیقت نصیب ہوگئی، واقعتاً دل میں نور پیدا ہوگیا۔ اور سن لے میرے بھائی، میری بہن! جس کے دل میں ایمان کا نور پیدا ہوجائے پھر وہ اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتا، پھر وہ نماز نہیں چھوڑتا، پھر وہ ظلم نہیں کرتا، پھر وہ دھوکا نہیں دیتا، پھر وہ کم نہیں تولتا، پھر وہ دوسروں کے حقوق پر ڈاکے نہیں ڈالتا، پھر وہ خیانت نہیں کرتا، پھر وہ بدکاری کے قریب نہیں جاتا۔

ایک صحابی رسول کا حال

ایک صحابی تھے (زمانۂ جاہلیت میں کسی عورت کے ساتھ تعلق ہوگا شدید قسم کا تعلق) اسلام قبول کرلیا، راستے سے گزر رہے تھے اسی عورت سے آمنا سامنا ہوگیا، اس نے بلایا اور یہ نظریں ہی نہیں اٹھا رہے، (اللہ اکبر!) نظریں ہی نہیں اٹھا رہے۔ وہ دعوت دے رہی ہے:

قَالَتْ هَيْتَ لَكَ

(سورۂ یوسف آیت ۲۳، پ ۱۲)

والی دعوت! اور جس کو اللہ نے نور عطا کردیا وہ کیا کہتا ہے: "نہیں، اب نہیں! کیوں نہیں؟ کہا میں ایمان قبول کرچکا ہوں، اب راستہ بدل گیا، اللہ نے ایمان کا نور عطا فرمادیا، اب نہیں۔

شراب کی حرمت پر صحابہ رضی اللہ عنہم کی فوری کنارہ کشی

شراب نوشی عربوں کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی، بچہ پیدا ہوتا (العیاذ باللہ!) اسے شراب کے چند قطرے پلائے جاتے تھے۔ تصور یہ تھا کہ یہ بڑا بہادر ہوگا، کسی دعوت کا شراب کے بغیر تصور نہیں تھا۔ اور صورت یہ ہے: میخانہ سجا ہوا، جام بھی حاضر، ساقی بھی حاضر! شراب کا دور چل رہا ہے۔ بازار سے کسی پکارنے والے کی پکار سنی، ساقی سے کہا: سنو تو سہی کیا کہا جا رہا ہے؟ واپس آیا، بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اعلان کر رہے ہیں: اے ایمان والو! شراب کو حرام قرار دے دیا گیا (اللہ اکبر!) جام ہاتھ میں ہے، شراب کا دور چل رہا ہے، مٹکے بھرے ہوئے ہیں، اور پیاس ابھی بجھی نہیں، لبوں تک لے کر نہیں گئے، کہا: اٹھاؤ اور جا کر یہ مٹکے گلی میں توڑ دو۔ جام پھینک دیئے کہ شراب کو اللہ نے حرام کر دیا، یہ عمل کن کا تھا؟ جن کو اللہ نے ایمان کا نور عطا کر دیا کچھ سبق لے کر جایئے گا، بھول نہ جایئے گا۔

عرض یہ کر رہا تھا کہ مومن کے سینے میں دل، دل میں فطرت کا نور (اللہ اکبر!) اور یہ بھی کہہ دوں: بعض کے دل میں جو فطرت کا نور رہتا ہے ضمیر زندہ ہوتا ہے، جب ان کو اسلام کی دعوت دی جاتی ہے، ان کے سامنے ایمان کا نور پیش کیا جاتا ہے ایمان قبول کر لیتے ہیں۔

ایمان کا نور عین فطرت ہے اور اس کی دعوت کی ضرورت ہے

فطرت کا نور ایمان کے نور کو طلب کرتا ہے، وہ ایمان قبول کرنے کے لیے

تیار ہوتے ہیں، لیکن ہم نے نورِ ایمان کی دعوت نہیں دی، نورِ ایمان کو دنیا میں پھیلایا نہیں ہے، ہم نے دعوت نہیں دی، ہم دعوت تو کیا دیتے ہم تو ایمان کے راستے میں ایک رکاوٹ ہیں۔ نومسلم اسد نے کہا تھا اور پکتال نے بھی کہا ”میں پوری دنیا میں گھوما پھرا ہوں، میرا تجربہ یہ ہے کہ ایمان کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ خود مسلمان ہے“ مسلمان کا کردار، مسلمان کا عمل، مسلمان کا معاملہ، مسلمان کی تجارت، اگر ہم صحیح مسلمان بنتے ہماری عبادت میں بھی ایمان نظر آتا، تجارت میں بھی، سیاست میں بھی، گفتگو میں بھی، چلنے پھرنے میں بھی، ہر جگہ ایمان نظر آتا، تو اس دنیا میں بسنے والے بے شمار انسان اسلام کی جھولی میں پکے ہوئے پھل کی طرح آ گرتے، لیکن ہم نے دعوت نہ دی۔

تو اس ایمان کے نور کو جب قرآن سے ترقی دی جائے گی تو یہ بڑھتا چلا جائے گا، بات ختم کرنے سے پہلے کہنا چاہتا ہوں۔

آخری گذارش

میرے تاجر بھائیو، میرے صنعت کار بھائیو! ہماری تجارت پر بھی غیر قابض، ہماری سیاست پر بھی غیر قابض، ہماری صنعت پر بھی غیر قابض، میں آپ سے یہ شکوہ کر رہا ہوں، آپ تو یہ کہہ رہے تھے: ہم تجارت کرتے ہیں، ہم صنعت کرتے ہیں، لیکن جب بازاروں میں اور دکانوں میں دیکھا، ساری دکانیں یہودیوں کے مال سے بھری ہوئی، عیسائیوں کے مال سے بھری ہوئی۔ کیا آپ ہمیں دودھ، مکھن اور پنیر بھی نہ دے سکے، کیا آج ہم مجبور ہیں ان کی مشینری، ان کی گاڑیاں، ان کی مصنوعات خریدنے پر؟ یہ سب

کچھ ان لوگوں کے پاس سے جو میرے اور آپ کے آقا ﷺ کو گالیاں دیتے ہیں؟ اُن کے کارٹون بناتے ہیں؟ یہ آپ کی کمزوری ہے میں آپ کو آئینہ دکھا رہا ہوں، ہماری تجارت پر تو وہ قابض ہو گئے، ہماری سیاست پر وہ قابض، ہماری سرحدوں پر قابض، ہمارے اقتدار پر قابض، اور اب تو ہمیں وہ حضور ﷺ کی غلامی سے بھی محروم کرنا چاہتے ہیں، ہمیں قرآن کے نور سے بھی محروم کرنا چاہتے ہیں۔

توجہ کیجیے میرے تاجر بھائیو! خدارا! میں آپ سے درخواست کر رہا ہوں، کمائیے، خوب کمائیے، تجارت کیجیے، صنعتیں لگائیے، لیکن قرآن سے رشتہ نہ توڑیے، قرآن سے رشتہ کو مضبوط کیجیے، قرآن کے پاور ہاؤس سے پاور حاصل کیجیے، طاقت حاصل کیجیے اور اپنی دکانوں کو نہیں بلکہ پوری دنیا کی دکانوں کو اپنی مصنوعات سے بھر دیجیے، اور ان سے حاصل ہونے والے پیسے کو قرآن کی یاد میں لگائیے، ایمان کی یاد میں لگائیے، قرآن کا حصہ ہے آپ کے پیسے میں۔

سن لیں! آپ کی فیکٹری، آپ کی دکان، آپ کی صنعت، آپ کا بینک بیلنس، اس میں صرف آپ کے بچوں کا حصہ نہیں ہے، قرآن کا بھی حصہ ہے، دین کا بھی حصہ ہے، اللہ کا حصہ ہے، اللہ کے رسول ﷺ کا حصہ ہے، اس کو بھول نہ جائیے۔ جب آپ اس نیت سے کمائیں گے کہ میں کفر کو مغلوب کروں، اسلام کو غالب کروں، فیکٹری لگائیں گے عبادت، دکان کھولیں گے عبادت، صنعت لگائیں گے عبادت، نئے نئے منصوبے سوچیں گے تو یہ عبادت اور اس وقت کی بہت بڑی عبادت ہے، اس طرف توجہ کیجیے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ پاک مجھے اور آپ سب کو ایمان کا نور عطا فرمائے، قرآن کا خادم بنائے، دین کا داعی بنائے، حضور اکرم ﷺ کا عاشق بنائے، اللہ ہمیں اسلام کا مبلغ بنائے، عالم بنائے، عامل بنائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

قرآن اور سائنس

از افادات

داعیٔ قرآن، مفسرِ قرآن

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ

جمع و ترتیب

مولانا اشفاق احمد

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

مکتبہ عمر فاروقؓ

۞......کیا قرآن اور سائنس کا موضوع ایک ہے؟

۞......کیا قرآنی حقائق کو سائنس کے ترازو میں تولنا ضروری ہے؟

۞......کیا صرف سائنس کے ذریعے حق کی پہچان ممکن ہے؟

۞......کیا جدید سائنسی ایجادات و انکشافات قرآن کریم میں عمیق غور و فکر کی دعوت دیتے ہیں؟

۞......بعض دانشوروں کی طرف سے ہر سائنسی تھیوری کو قرآن سے ثابت کرنے کے رویہ کو کس نگاہ سے دیکھا جائے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

میرے محترم بزرگو، دوستو، ماؤں، بہنو اور بیٹیو!

الٓمّٓ ﴿۱﴾ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ ۚۛ فِیْهِ ۚۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ ﴿۲﴾

قرآن اپنا تعاف خود کراتا ہے

قرآن کریم ایک ایسی کتاب ہے کہ جو اپنا تعارف خود کراتی ہے۔ قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ مجھے نازل کرنے والا بھیجنے والا کون ہے

تَنْزِیْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَكِیْمِ ﴿۲﴾

(سورہ احقاف ۲ پارہ ۲)

اس اللہ کی طرف سے بھیجی ہوئی کتاب ہے کہ جو غالب اور حکمت والا ہے۔

قرآن بتاتا ہے کہ اسے کون لے کر نازل ہوا۔

نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ ﴿۱۹۳﴾

۳ (الشعراء ۱۹۳، پارہ ۱۹)۔

روح الامین یعنی سید الملائکہ حضرت جبرائیلؑ اسے لیکر حاضر ہوئے۔قرآن بتاتا ہے کہ اسکی زبان کونسی ہے۔

بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ ﴿۱۹۵﴾

(الشعراء ۱۹۵ پارہ ۱۹)

قرآن بتاتا ہے کہ یہ کس پرنازل ہوا۔

نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ

(سورۃ محمد ۲، پارہ ۲۶)

قرآن بتاتا ہے کہ یہ کس مہینے میں نازل ہوا۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ

(البقرۃ ۱۸۵، پارہ ۲)

قرآن بتاتا ہے کہ اسکے نزول کے مقاصد کیا ہیں؟ ابتداء ہی میں فرمادیا:

الٓمّٓ ﴿۱﴾ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۲﴾

(البقرۃ ۱، پارہ ۱)

یہ متقین کے لئے ہدایت ہے، اور آگے چل کر فرمادیا کہ:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ

(البقرۃ ۱۸۵)

یہ انسانوں کے لئے ہدایت ہے، اور سورۃ فرقان میں فرمایا:

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا ﴿۱﴾

(الفرقان ۱، پارہ ۱۸)

قرآن کو اللہ نے اس لئے نازل کیا کہ یہ سارے جہانوں کے لئے ڈرانے والا،

خبردار کرنے والا، متنبہ کرنے والا ہے۔ سورہ نور کے آغاز میں اللہ نے قرآن کے نازل کرنے کے مقصد کو بیان فرمایا:

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ①

(النور ۱، پارہ ۱۸)

تا کہ تم نصیحت حاصل کرو۔ سورۂ ابراہیم کے شروع میں اللہ نے نزول قرآن کے مقصد کو بیان فرمایا:

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ

(ابراھیم ۱، پارہ ۱۳)

اللہ نے اس کتاب کو نازل کیا اے میرے محبوب! اس لئے تا کہ آپ یہ کتاب سنا کر انسانوں کو اندھیروں سے روشنی کی طرف لائیں۔

قرآن کا مقصد نزول

بتانا یہ چاہتا ہوں کہ اللہ نے نزولِ قرآن کے جو مقاصد بیان فرمائے ہیں اُن مقاصد میں کہیں بھی یہ نہیں ہے کہ قرآن کو اللہ نے سائنس کی کتاب کے طور پر نازل کیا ہو۔ بلکہ نزول قرآن کا مقصد جو اللہ نے بتایا وہ ہدایت ہے۔ انسانوں کو ظلمت سے نور کی طرف لانا ہے اور انسانوں پر حجت قائم کرنی ہے تا کہ قیامت کے دن کوئی انسان یہ نہ کہہ سکے کہ اے اللہ! اگر تو نے ہماری طرف کتاب نازل کی ہوتی تو ہم ہدایت پر ہوتے۔ دوسری جو بات آج کے موضوع کو واضح کرنے کے لئے ہے وہ یہ کہ قرآن کریم میں کم و بیش سات سو پچاس آیات ایسی ہیں کہ جن میں اللہ نے

فطرت کا بیان کیا ہے۔ چاند کا ذکر ہے سورج کا ذکر ہے، آسمان کا ذکر ہے، زمین کا ذکر ہے، درختوں اور پہاڑوں کا ذکر ہے، نہروں، دریاؤں اور سمندروں کا ذکر ہے تو یہ جو فطرت کے مظاہر ہیں ان کا اللہ نے سینکڑوں آیات میں تذکرہ کیا ہے۔ اور بعض ایسے حقائق اللہ نے بیان فرمائے ہیں کہ آج کا انسان برسوں کی تحقیق کے بعد، سفر ماضی کے بعد ان حقائق کی تصدیق کرنے پر مجبور ہے۔

کائنات کی ابتداء

مثال کے طور پر اللہ نے سورۂ حم سجدہ میں فرمایا:

ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ط

(حٰم السجدہ ۱۱، پارہ ۲۴)

اللہ نے زمین کو پیدا کرنے کے بعد آسمان کی طرف توجہ فرمائی۔ وہی دخان اور وہ دھواں تھا۔

فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ط

اللہ نے آسمان اور زمین دونوں سے کہا آجاؤ: چاہے خوشی سے آؤ یا مجبوری سے آؤ مقصد یہ کہ دونوں وجود میں آجاؤ۔

قَالَتَآ اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ ⑪

زمین اور آسمان دونوں نے کہا کہ ہم خوشی سے آتے ہیں۔ تو قرآن بتا رہا ہے کہ پہلے یہ سب دھواں تھے۔ وہی دخان قرآن نے اس حقیقت کو اس وقت بیان کیا۔ جبکہ ابھی سائنسی تحقیق کا آغاز نہیں ہوا تھا۔ جبکہ آج سائنسدان اس بات کو

تسلیم کرتے ہیں کہ جو فضاء ہے یہ اپنی ابتدائی حالت پر مشتمل تھی۔ ایک زوردار دھماکہ ہوا اور اس دھماکے کے نتیجے میں مختلف اجسام اور مختلف چیزیں اور مختلف مظاہرے وجود میں آئے۔ اسی طریقے سے قرآن نے سورۂ انبیاء میں فرمایا:

اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ

(الانبیاء ۳۰، پارہ ۱۷)

کیا یہ کافر دیکھتے نہیں کہ آسمان اور زمین دونوں بند تھے۔ دونوں جڑے ہوئے تھے۔ ہم نے ان کو کھول دیا۔ ایک دوسرے سے الگ کر دیا۔ پہلے جڑے ہوئے تھے۔ اللہ کہتے ہیں کہ ہم نے انہیں جدا جدا کر دیا قرآن نے اس حقیقت کو بیان کیا ہے۔ اور آج کے سائنسدانوں نے تسلیم کیا ہے کہ یہ جو آسمانی اجرام اور اجسام ہیں ان کا پورا مادہ آپس میں ملا ہوا تھا۔ اور بعد میں یہ الگ الگ ہوئے۔

انسانی تخلیق کے مراحل

اسی طریقے سے سورۂ حج اور سورۂ مؤمنون میں انسان کی تخلیق کے بارے میں فرمایا:

ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ط

(الحج ۵ پارہ ۱۷)

اے لوگو! ہم نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پیدا کیا، پھر لوتھڑے سے پیدا کیا، پھر گوشت کے ٹکڑے سے پیدا کیا، کسی کی تخلیق مکمل یہ پانچ مراحل بیان فرمائے۔ فرمایا کہ پہلے نطفہ، پھر علقہ اور اسکے بعد مضغہ اور اخیر میں اس کے اندر روح ڈال دی۔ یہ پانچ مراحل بیان فرمائے۔ تو یہ جو تخلیق کے مختلف مراحل اللہ نے

بیان فرمائے۔ آج کے سائنسدان برسوں کی تحقیق اور رحم کے مختلف احوال کا مشاہدے کے بعد اس کے نتیجے پر آئے کہ یہ علقہ ہوتا ہے، پھر گوشت کا لوتھڑا ہوتا ہے۔ پھر اس کے اندر روح ڈالتے ہیں اور قرآن یہ حقائق بیان فرما رہا ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے کسی مکتب، دار المدرسہ، دار الحکمت کسی میڈیکل کالج اور کسی درسگاہ میں لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا لیکن قرآن کی روشنی میں یہ حقائق بیان فرمائے۔ اللہ نے ایک حقیقت کو بیان کیا ہے۔

کائنات کی ہر چیز جوڑا جوڑا ہے

وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ

(الذٰریٰت ۴۹ پارہ ۲۷)

ہم نے ہر چیز کو جوڑا جوڑا بنایا

عام تصور تو یہ تھا کہ ہر چیز جوڑے سے مبرا اور پاک ہے۔ نباتات میں بھی، حیوانات میں بھی جوڑا جوڑا، جمادات میں بھی جوڑا جوڑا۔ ہر چیز کو اللہ نے جوڑا جوڑا پیدا کیا۔ قرآن نے اس حقیقت کو اس وقت بیان کیا ہے جو کہ سائنس کا دور نہیں تھا، جبکہ ان مصنوعات پر تحقیق کا دور نہیں تھا۔ آج برسہا برس کی تحقیق کے بعد یہ انسان کہنے پر مجبور ہوا کہ واقعی اس کائنات کی ہر چیز جوڑا جوڑا ہے، کوئی چیز اکیلی نہیں ہے۔ صرف اللہ کی ذات ایسی ہے جس کا جوڑا نہیں۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۞١ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۞٢ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۞٣ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۞٤

تحقیق انسان اللہ کی قدرت کا ایک عظیم شاہکار

اسی طریقے سے اللہ نے سورۂ زمر میں ایک حقیقت کو بیان فرمایا:

خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۭ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ۭ

(الزمر ۶ پارہ ۲۳)

اللہ جو تمہیں پیدا کرتا ہے۔ تو تین اندھیروں میں پیدا کرتا ہے۔ تین اندھیروں میں تمہاری تخلیق کا عمل ہوتا ہے۔ عام طور پر جو تصویر بنائی جاتی ہے وہ روشنی میں بنائی جاتی ہے۔ لیکن اللہ کہتا ہے کہ میں جو تصویر بناتا ہوں۔

وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ

(المومن ۶۴، پارہ ۲۴)

جو مخلوق میں سے سب سے خوبصورت مخلوق پیدا کرتا ہوں تین اندھیروں میں اس کی تصویر بناتا ہوں۔

هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاۗءُ ۭ

رحم میں جو چاہتا ہے تصویر بناتا ہے۔ پھر تصویر عام طور پر کسی جسم والی، جرم والی چیز پر بنائی جاتی ہے، پتھر پر بنائی جاتی ہے، لکڑی پر بنائی جاتی ہے، کاغذ پر بنائی جاتی ہے، پانی پر کوئی بھی تصویر نہیں بناتا۔ لیکن اللہ جو تصویر بناتا ہے پانی پر بناتا ہے۔ اور بناتا ہے تین اندھیروں میں، اللہ نے تین اندھیروں کا ذکر کیا ہے:

يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ۭ

(الزمر ۶، پارہ ۲۳)

تین اندھیروں میں تمہیں پیدا کرتا ہوں۔ حقیقت کو بیان کر دیا۔ آج سے چودہ

سوسال پہلے جبکہ اس سے پہلے ریسرچ کے ادارے وجود میں نہیں آئے تھے۔

اور آج کے انسان نے الٹرا ساؤنڈ جیسی مشینوں کی ایجاد کے بعد تجربات، مشاہدات اور تحقیقات کے بعد اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ واقعی بچہ جو رحم مادر میں وجود میں آتا ہے تو تین اندھیروں میں آتا ہے: ایک تو سادہ شکمی دیوار ہوتی ہے، دوسری رحم کی دیوار، اور تیسری جھلی۔ یہ تین اندھیرے اور تین تاریکیاں ہوتی ہیں۔تو قرآن نے جس حقیقت کو پہلے بیان کیا تھا آج سائنسدان اس کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوئے۔

یہ دو تمہیدی باتیں ہوئیں۔

پہلی بات جو میں نے بیان کی کہ قرآن کے نزول کا مقصد کیا ہے؟ قرآن کے نزول کا مقصد سائنسی تحقیقات نہیں، میڈیکل تجربات نہیں، اور طب وحکمت کی رہنمائی کرنا نہیں ہے۔ بلکہ قرآن کا اصل مقصد ہدایت دینا ہے۔

دوسری بات جو میں نے عرض کی ہے وہ یہ کہ مقصد نہ ہونے کے باوجود قرآن نے مظاہر فطرت کے بارے میں جو کچھ کہا آج سائنسدان تحقیقات کرنے کے بعد قرآنی حقائق کو سچا تسلیم کرنے پر مجبور ہے۔

کائنات میں غور وفکر کرنے کا حکم

تیسری بات جو میں آج کے درس میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ کہ اللہ نے قرآن کریم میں بار بار کائنات میں غور وفکر کرنے کا حکم دیا ہے؟ تفکّر اور تدبّر کا حکم دیا ہے؟ سورۂ روم میں اللہ نے فرمایا:

اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۣ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ

(الروم ۸، پارہ ۲۱)

کیا یہ اپنی ذات میں غور وفکر نہیں کرتے ان کو چاہئے کہ اپنی ذات میں غور وفکر کریں۔ اگر غور وفکر کریں تو جان لیں گے کہ اللہ نے آسمانوں اور زمینوں کو حکمت کے ساتھ اور حق کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ غور وفکر کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور یہ بھی بتایا کہ اگر غور وفکر کریں گے آسمان کی تخلیق میں اور زمین کی تخلیق میں اور اپنی ذات کی تخلیق میں تو یہ اللہ کی حکمتوں کی قدر جان لیں گے۔

دوسری جگہ اللہ نے فرمایا کہ:

سَنُرِيهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ

ہم دکھائیں گے انہیں اپنی حکمت کی نشانیاں اور تصرف کی نشانیاں، ان کو آفاق میں دکھائیں گے، ساری دنیا میں دکھائیں گے۔ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ اور خود ان کو اپنی ذات میں دکھائیں گے۔ جب یہ غور وفکر کریں گے تو ان کو اللہ کی قدرت کی نشانیاں نہ یہ کہ صرف کائنات میں دکھائی دیں گی بلکہ خود اپنی ذات کے اندر اللہ کی قدرت کی نشانیاں نظر آجائیں گی۔

سورۂ ملک میں اللہ نے فرمایا:

الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۭ مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ۭ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ③

(الملک ۳، پارہ ۲۹)

اللہ نے سات آسمانوں کو پیدا کیا تو تم ان آسمانوں کو بار بار دیکھو! بار بار دیکھنے کے باوجود اور تحقیق کرنے کے باوجود تمہیں آسمانوں میں فطور اور کوئی نقص اور کوئی عیب نظر نہیں آئے گا۔

ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِـًٔا

وَّهُوَ حَسِيْرٌ ۝۴

(الملک ۴۔ پارہ ۲۹)

اور بار بار نظر ڈالو تمہاری نظر تھک جائے گی۔ لیکن تمہیں آسمان اور زمین کی تخلیق میں اور کائنات کے اس نظام میں کوئی نقص اور کوئی عیب نظر نہیں آئے گا۔ حیرت انگیز امر ہے، دنیا میں مختلف مشینیں بنائی جاتی ہیں۔ لیکن مشینیں بنانے والے ایک سال بعد اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ ہم یہ مزید مشین بہتر بنا سکتے ہیں۔ یا اسکے اندر فلاں نقص ہے، فلاں عیب ہے۔ آپ فریج کو دیکھیں، آپ ٹی وی کو دیکھئے، آپ گاڑیوں کو دیکھیں، آپ کمپیوٹر کو دیکھیں: نئے نئے ماڈل آتے ہیں۔ اور نئی نئی تحقیقات ہوتی ہیں۔

بنانے والے تسلیم کرتے ہیں کہ پہلے یہ کمزوری تھی ہم نے اس کمزوری کو دور کر دیا، مزید بہتر بنایا جاسکتا ہے ہم نے اس کو بنا دیا۔

مظاہر قدرت میں کوئی نقص نہیں

لیکن اس کائنات کو بنانے والے نے نا معلوم کہ کب اس کائنات کو بنایا، لاکھوں سال پہلے، کروڑوں سال پہلے اور یہ سارا نظام اس وقت سے آج تک بلا کسی خلل کے چل رہا ہے۔ اور بنانے والا چیلنج کر رہا ہے کہ تم بار بار میری تخلیق میں غور و فکر کرو۔ کیا تمہیں اس میں کوئی عیب یا مزید بہتری کی کوئی صورت نظر آتی ہے؟ اللہ نے سورج کو بنایا، کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ اس سورج سے بہتر سورج بنایا جاسکتا ہے؟ اللہ نے چاند کو بنایا، کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ اس چاند سے بہتر چاند بنایا جاسکتا ہے؟ اللہ نے ستاروں کا نظام بنایا۔ ستارے لاکھوں نہیں، کروڑوں نہیں، اربوں ستارے اور سیارے ہیں۔ تو کیا ستاروں کے نظام میں مزید بہتری پیدا کی جاسکتی ہے؟

اے انسان! تم غور و فکر کرو کیا تمہیں اس میں کوئی عیب، کوئی نقص دکھائی دیتا ہے؟
ہمارے ہاں سڑکوں پر ٹریفک چلتا ہے۔ اور گاڑیوں کی رفتار کیا ہے؟ شہر کے اندر چالیس کلومیٹر پچاس کلومیٹر یا سو کلومیٹر، بڑی شاہراہوں پر ڈیڑھ سو کلومیٹر چلا لیتا ہوگا، یا ترقی یافتہ ملکوں میں کہ جہاں سڑکیں کشادہ اور صاف ہوتی ہیں۔ وہاں تین سو کلومیٹر یا پھر چار سو کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے چلا لیتے ہوں گے۔ اب سڑکیں محفوظ اور ٹریفک کا نظام نظر رکھنے والی پولیس اور کیمرے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود کوئی دن ایسا نہیں گزرتا ہوگا کہ جس دن ایکسیڈنٹ نہ ہوتے ہوں۔

لیکن اللہ نے تو ٹریفک کا نظام قائم کیا ہے۔ یہ ستارے یہ سیارے کسی کی رفتار ایک سیکینڈ میں لاکھ کلومیٹر، اور کسی کی رفتار اس سے بھی زیادہ ہے۔ لاکھوں کروڑوں سال سے یہ ٹریفک رواں دواں ہے۔ رفتار اتنی تیز اور ٹریفک کا نظام ایسا کہ ٹکراؤ نہیں ہوا کبھی، آج تک حادثہ نہیں ہوا۔ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا ۚ

(سورہ الفاطر ۴۱، پارہ ۲۲)

آسمان و زمین کو ٹلنے سے اللہ روکے ہوئے ہیں۔

وَلَئِنْ زَالَتَآ إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ ؕ

(سورہ الفاطر ۴۱، پارہ ۲۲)

اگر اللہ نہ روکے تو اللہ کے بعد اور کون ہے روکنے والا؟ اللہ اس کائنات کے نظام کو نہ چلائے تو اور کون ہے اس نظام کو چلانے والا؟

ایک بڑھیا کی دانائی

بہت سادا سا واقعہ ہے سمجھانے کے لئے، عرض کیا جاتا ہے کہ پرانے زمانے کی

عورتیں چرخہ کاتی تھیں اور خود دھاگہ بنا کر اس سے کپڑا بناتیں، اسی سے کپڑا بنتی تھیں۔ تو کوئی بوڑھی عورت چرخہ کات رہی تھی دھاگہ بنا رہی تھی۔ تو کوئی نیا نیا پڑھا لکھا جوان آ گیا، اس نے اماں کو دیکھا چرخہ چلاتے ہوئے کہ اللہ اللہ بھی کرتی ہے، اس نے کہا کہ اماں کس اللہ کو یاد کر رہی ہو؟ اس نے کہا کہ اس اللہ کو کہ جس نے ساری کائنات کے نظام کو پیدا کیا۔ جو سارے نظام کو چلا رہے ہیں۔ اس نے کہا کہ کون سے اللہ چلا رہے ہیں؟ یہ تو مدتوں سے فطرت کی بناء پر خود بخود چل رہا ہے۔ کیا تمہارے پاس اس پر کوئی دلیل بھی ہے کہ اس کائنات کے نظام کو اللہ چلا رہا ہے؟ تو بڑھیا چرخہ چلاتے چلاتے رک گئی۔ اس نے کہا کہ بتاؤ یہ چرخہ کیوں نہیں چل رہا؟ اس نے کہا کہ اس لئے کہ تم چلا نہیں رہی۔ اس نے کہا کہ بیوقوف ایک چرخہ چلانے والے کے بغیر چل نہیں سکتا تو کائنات کا اتنا بڑا نظام یہ کسی چلانے والے کے بغیر کیسے چل رہا ہے؟

تو عرض یہ کر رہا تھا کہ اللہ پاک حکم دیتا ہے غور و فکر کرنے کا۔ سورۂ آل عمران میں اللہ نے فرمایا:

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ﴿۱۹۰﴾

(سورہ آلِ عمران ۱۹۰، پارہ ۴)

بے شک آسمانوں کو پیدا کرنے میں اور زمین کو پیدا کرنے میں اور رات اور دن کے ادل بدل میں عقلمندوں کیلئے نشانیاں ہیں۔

اللہ کی نظر میں عقلمند کون ہے

اب عقل مند کون ہے؟ ہمارے ہاں عقل منداس کو کہتے ہیں کہ جو پیسہ کمانے کا

فن جانتا ہو، وہ عقل مند ہے۔ چاہے وہ حلال طریقے سے کمائے یا حرام طریقے سے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پامال کر کے کمائے۔ جو پیسہ کمانے کا فن اور ہنر جانتا ہے تو اسکو کہتے ہیں: عقل مند۔ جو دنیا کو چلانا جانتا ہے، جو بیوقوف بنانا جانتا ہے اسکو کہتے ہیں: عقل مند۔ لیکن اللہ نے فرمایا کہ عقل مند کون ہے؟

الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

(سورۂ اٰلِ عمران ۱۹۱، پارہ ۴)

عقل مند وہ ہے جو اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ کھڑے بھی بیٹھے بھی اور لیٹے بھی اور عقل مند کون ہے؟

وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

آسمان وزمین کی تخلیق میں غور وفکر کرتے ہیں۔

دو نشانیاں بیان فرمائیں عقل مندوں کی: پہلی نشانی یہ کہ وہ اللہ کا ذکر کرتے ہیں، ذکر بھی کیسے ہر حال میں مداومت کے ساتھ کھڑے بھی اللہ کا ذکر، اور بیٹھے بھی اللہ کا ذکر۔ ان کا کوئی لمحہ اللہ کے ذکر سے خالی نہیں جاتا۔

کائنات میں غور وفکر کے فضائل

اور دوسرا کام وہ کیا کرتے ہیں۔

وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

وہ آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں غور وفکر کرتے ہیں۔ کون سا غور وفکر؟ ایسا غور وفکر کہ جو انسان کو اللہ تک پہنچا دے۔ جو عبرت اور نصیحت کا سبب بن جائے۔ غور و

فکر ایسی عبادت ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ جیسے عالم مجدد اور بزرگ کہتے ہیں کہ اللہ کی تخلیق میں ایک گھڑی غور وفکر کرنا پوری رات کی عبادت سے بہتر ہے۔

عقل مند کی نشانی

تو عقل مند دل کی نشانی بتائی کہ وہ آسمان اور زمین کی تخلیق میں غور وفکر کرتے ہیں۔لیکن تخلیق کے ساتھ ذکر بھی بیان فرمایا کہ وہ ذکر بھی کرتے ہیں۔اور اہل علم نے لکھا ہے کہ اَلْفِکْرُ لَا فَائِدَۃَ لَہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ اِلَّا بِالذِّکْرِ کہ صرف غور وفکر کا کوئی فائدہ نہیں جب تک اس کے ساتھ ذکر ہو۔ذکر بھی کرتے ہیں اور ساتھ غور وفکر بھی کرتے ہیں۔

جب غور وفکر اللہ کے ذکر کے ساتھ ہوگا تو انسان کو اللہ تک پہنچا دے گا۔اور اسکی آخرت کو بنا دیگا۔اہل علم کہتے ہیں کہ ذکر کے بغیر فکر کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی انتہائی لذیذ اور قیمتی کھانا کھائے تو جسم کو فائدہ ہوگا لیکن دماغ کو کوئی فائدہ نہ ہوگا۔آخرت میں ایسے غور وفکر کا کوئی فائدہ نہیں۔اس کائنات میں مسلمان بھی غور وفکر کرتا ہے،غیر مسلم بھی غور وفکر کرتا ہے تو اس کائنات میں الجھ کر رہ جاتا ہے۔ایسا نہیں ہے کہ یہ غور وفکر اسے اللہ تک لے جاتا۔اللہ نے فرمایا کہ اہل علم اور اہل عقل اللہ کو یاد کرتے ہیں،اور آسمانوں اور زمینوں کی تخلیق میں غور کرتے ہیں۔جب غور کرتے ہیں تو بے ساختہ پکار اٹھتے ہیں۔

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ

اے ہمارے رب! تو نے یہ سب کچھ بے کار پیدا نہیں کیا۔

سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾

تو پاک ہے ہمیں دوزخ کے عذاب سے اور آگ سے بچالینا۔ یہ ایمان والے کا غور وفکر ہے۔ ایک کافر غور وفکر کرے گا کائنات میں تو اسی میں الجھ کر رہ جائے گا۔ وہ اللہ تک نہیں پہنچتا۔ لیکن ایک مؤمن غور وفکر کرتا ہے تو اسے ہر جگہ اللہ کی قدرت اور اللہ کی حکمت کی نشانیاں دکھائی دیتی ہیں۔

ایک اللہ والے نے زمین سے جو ایک پتی اٹھتی ہے اس پتی کو دیکھا اور کہا کہ یہ پتی وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ کہہ رہی ہے۔ گھاس کی اُگنے والی ایک پتی یہ کہہ رہی ہے وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ ایک ایمان والا سورج کے طلوع اور غروب میں، رات کے ادل بدل میں، ہواؤں کے ہیر پھیر میں، سمندر کی موجوں میں اور پرندوں کے چہچہانے میں، اور پھولوں کے حسن میں جب غور وفکر کرتا ہے تو اسے اللہ کی قدرت اور حکمت کی نشانیاں دکھائی دیتی ہیں۔ لیکن ایک منکرِ خدا ان چیزوں میں غور وفکر کرتا ہے تو انہیں چیزوں کو بعض اوقات مقصد بنالیتا ہے۔

اکبر آلہ آبادی کا ایک عجیب شعر

اکبر الٰہ آبادی ایک عجیب شعر کہہ گئے۔ ان کی شاعری نے انکی بزرگی کو چھپالیا۔ وہ شاعر اتنے مشہور ہو گئے کہ بہت سے لوگ ان کی بزرگی سے ان کے تقویٰ سے ان کی للّٰہیت سے، انکی محبت الٰہی سے بے خبر تھے۔ عبدالماجد رحمہ اللہ خود بہت بڑے مفکر تھے۔ اور جدید وقدیم علوم پر نظر رکھنے والے تھے۔ لیکن ایک زمانے میں مرتد ہو گئے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ مجھے دوبارہ ایمان اور دین کی طرف بلانے میں اکبر الٰہ آبادی کا بھی بہت بڑا دخل ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے کس طرح دوبارہ ایمان و دین کی طرف لائے۔ حالت یہ تھی کہ میں تو مرتد ہو گیا تھا۔ اللہ کا انکار،

قیامت کا انکار، نبوت کا انکار، قرآن کا انکار، الھیات کا انکار۔تو ایک دن کہنے لگے کہ عبدالماجد صاحب! آپ کو اللہ کے وجود کے بارے میں تو شک ہے، کیا اپنا بندہ ہونے کے بارے میں بھی شک ہے؟ تو فوراً جواب دیا کہ نہیں! اپنے بندے ہونے کے بارے میں کوئی شک نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب اپنے آپ کو بندہ مانتے ہو تو ان شاء اللہ کبھی نہ کبھی بندہ نواز کو بھی جان لو گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا پھر کیا! ایک دن مجھے کہنے لگے کہ عبدالماجد صاحب! آپ قرآن کو اللہ کی کتاب نہیں مانتے۔ لیکن عربی زبان کا شاہکار مانتے ہیں۔ اس لئے کہ یورپ کے ادباء نے بھی اور مغرب کے فلسفیوں نے بھی عربی ادب کا شاہکار تسلیم کیا ہے۔تو آپ چونکہ اللہ کو نہیں مانتے، شریعت کو نہیں مانتے۔آپ کے لئے وضوء کرنا شرط نہیں ہے۔تو آپ قرآن کو اس حیثیت سے نہ پڑھیں کہ یہ اللہ کی کتاب ہے کم از کم اس حیثیت سے پڑھیں کہ یہ عربی ادب کا شاہکار ہے۔تو انہوں نے کسی نہ کسی طریقے سے مجھے قرآن کے ساتھ جوڑ دیا۔ جسکا نتیجہ یہ نکلا کہ آہستہ آہستہ میں قرآن نازل کرنے والے اللہ کو بھی ماننے پر مجبور ہو گیا۔

مسلم اور غیر مسلم سائنسدان میں فرق

تو عرض یہ کر رہا تھا کہ بڑی عجیب شاعری ہے ان کے آخری دور کی، تو اس شعر میں ایک مسلمان سائنس دان اور ایک غیر مسلم سائنس دان میں فرق بڑا واضح ہو جاتا ہے۔فرماتے ہیں:

بھول کر بیٹھا ہے یورپ آسمانی باپ کو

چونکہ یورپ والے اللہ کو باپ کا نام دیتے ہیں۔عیسائی اللہ کو باپ کا نام دیتے

ہیں۔ اس لئے کہہ رہے ہیں کے:" بھول کر بیٹھے ہیں یورپ آسمانی باپ کو" باپ کے لفظ پر ایک واقعہ یاد آیا۔ اکبر الہ آبادی کے ایک بیٹے تھے عشرت حسین، بہت نامور جج تھے تو ایک دن ریلوے اسٹیشن پر اکبر صاحب بیٹھے تھے کہ انکے بیٹے بھی آ گئے۔ تو چونکہ حاضر سروس سرکاری جج تھے، تو جتنے بھی وہاں سرکاری ملازمین تھے، سب دوڑے عشرت حسین کی طرف، اور اکبر صاحب کو کسی نے پوچھا بھی نہیں۔ پھر کسی نے تعارف کروایا کہ جج صاحب کے والد یہ بیٹھے ہیں اکبر صاحب۔ تو ان کی طرف بھی آئے تو اکبر الہ آبادی نے کہا کہ مجھے اس پر ایک واقعہ یاد آ گیا۔ کہنے لگے کہ سنا ہے کہ ایک دن اللہ میاں لندن تشریف لائے اور کسی سڑک پر جا رہے تھے۔ مگر کسی نے توجہ بھی نہیں دی پھر کسی نے تعارف کروایا کے یہ عیسیٰ علیہ السلام کے باپ ہیں ۔ تو اب لوگ لپکے کہ یہ عیسیٰ علیہ السلام کے باپ ہیں۔ تو فرماتے ہیں کہ:

بھول کر بیٹھا ہے یورپ آسمانی باپ کو

بس خدا سمجھا ہے اس نے برق اور بھاپ کو

تو فرماتے ہیں کہ یورپ نے آسمانی باپ کو بھلا دیا ہے، اور جن چیزوں کو اس نے پیدا کیا ہے خود انہی کو خدا سمجھ لیا۔ بجلی کا پیدا کرنے والا اللہ، پانی کا پیدا کرنے والا اللہ، آگ کا پیدا کرنے والا اللہ ہے، کوئلے کا پیدا کرنے والا اللہ ہے، جن چیزوں سے بظاہر یہ گاڑیاں چل رہی ہیں اور مشین اور کارخانے چل رہے ہیں اور کائنات کا نظام چل رہا ہے۔ یورپ والوں نے اللہ کو بھلا دیا ہے اور اللہ نے جن چیزوں کو پیدا کیا ہے تو انہی کو خدا سمجھ بیٹھے ہیں۔ تو ایک مسلم اور غیر مسلم میں فرق یہ ہے کہ مسلم بھی مظاہر فطرت سے متاثر ہوتا ہے ان پر تحقیق کرتا ہے، ان کو قابو میں لاتا ہے۔ لیکن ان چیزوں کو خدا نہیں سمجھتا، خدا اس کو سمجھتا ہیں جس نے یہ سب کچھ

پیدا کیا ہے۔تو عرض کر رہا تھا کہ اللہ نے ارض و سماء میں غور و فکر کا حکم دیا۔فرمایا کہ آسمان کی تخلیق کو دیکھتا ہے تو بے ساختہ کہہ اٹھتا ہے۔

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿١٩١﴾

(سورۂ آلِ عمران ۱۹۱، پارہ ۴)

یہ تین باتیں ہو گئیں۔پہلی بات یہ کہ قرآن نے اپنا تعارف کرایا اور تعارف کے ضمن میں سب سے زیادہ جس چیز کی وضاحت کی ہے قرآن نے وہ مقصد نزول کی وضاحت کی ہے۔کہ مجھے کیوں نازل کیا گیا ہے کیا اس لئے کہ بلا سوچے سمجھے کرائے کے لوگوں اور پیشہ ور لوگوں سے قرآن خوانیاں کروائی جائیں؟ قرآن اس لئے نازل ہوا؟ یا اس لئے نازل ہوا کہ تعویذ لکھ لکھ کر گھول کر پیا جائے؟ یا قرآن اس لئے نازل ہوا کہ اگر جھگڑے ہو جائیں تو جھوٹی قسمیں کھایا کرو؟ کیا قرآن سائنس کے لئے نازل ہوا ہے؟ قرآن ہدایت کے لئے نازل ہوا ہے۔اور اس کی وضاحت اللہ نے ابتداء میں فرمائی:

الٓمّٓ ﴿١﴾ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿٢﴾

(البقرۃ ۱، پارہ ۲)

اصل مقصد ہدایت ہے یاد رکھئے! کہ ہدایت کے مقصد کو پیچھے کیا گیا ہے اور دوسری بات جو بیان کی وہ یہ کہ قرآن کتاب ہدایت ہے، لیکن قرآن کریم کے اندر تقریباً ساڑھے سات سو آیات ایسی ہیں جو مظاہر فطرت کے بارے میں ہیں۔ اور قرآن نے کچھ حقائق، کائناتی حقائق، سیاسیاتی حقائق بیان کئے ہیں کہ جنہیں آج کا سائنس دان برسہا برس کی تحقیق کے بعد سچا تسلیم کرنے بعد مجبور ہے۔

قرآن میں بار بار تدبر کی دعوت ہے

تیسری بات یہ کہ اللہ نے بار بار تفکّر اور تدبّر کا حکم دیا ہے۔ اپنی ذات میں غور و فکر کرو، کائنات میں غور و فکر کرو۔ آسمان و زمین کی تخلیق میں غور و فکر کرو، رات اور دن کے نظام میں غور و فکر کرو، دریاؤں میں غور و فکر کرو۔ ہمیں غور و فکر کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ بلکہ بعض جگہ تو یوں ثابت ہوتا ہے کہ ہدایت انہیں کو ملے گی کہ جو غور و فکر کریں گے۔ لیکن میں نے عرض کیا کہ فکر ضروری ہے ذکر کے ساتھ۔ نرا فکر انہیں بلکہ ایسا فکر جو کہ ذکر کے ساتھ ہو، نرا فکر، نری سوچ بعض اوقات بڑی مضحکہ خیز صورتیں پیدا کرتی ہے تو ایسا غور و فکر کہ جو اللہ کے ذکر کے ساتھ ہو۔

سائنس اور قرآن کا موضوع جدا جدا ہے

چوتھی بات کہ کیا سائنس اور قرآن کا موضوع ایک ہے؟

جان لیجئے! کہ قرآن اور سائنس کا موضوع ایک نہیں ہے۔ قرآن کا موضوع انسان کی ہدایت اور ضلالت ہے۔ انسان کی فلاح اور عدم فلاح ہے۔ اور سائنس کا موضوع مظاہر فطرت ہے، دونوں کا موضوع الگ الگ ہے پھر قرآن کا مقصد ہدایت ہے۔ جیسے آپ پہلے جان چکے ہیں۔ لیکن سائنس کا مقصد مظاہر فطرت کی تحقیق اور ان کو انسانی عقل کے مطابق سمجھنا اور ان مظاہر کے اسباب تلاش کرنا ہے، اور ان کو اپنے قابو میں لانا ہے یہ سائنس کا مقصد ہے۔

حق قرآن کی رو سے ایک ہی ہے

قرآن کہتا ہے کہ حق ایک ہے۔ قرآن ایک حق کو بیان کرتا ہے جو کہ ہر زمانے میں وہی حق ہے، قرآن کہتا ہے کہ اللہ حق ہے، نبوت حق ہے، مرنے کے بعد زندگی

حق ہے۔ اور یہ ایسا حق قرآن نے بیان کیا کہ جو زمان اور مکان سے متاثر نہیں ہوتا۔ یہ جو قرآن نے حق بیان کیا آدم کے زمانے میں بھی حق تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کے اور عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بھی حق ہے۔ حضور ﷺ کے زمانے میں بھی یہی حق تھا اور آج کے زمانے میں بھی یہی حق ہے۔

اور سائنس جتنی بھی ترقی کر جائے قرآن نے ایک حق کو بیان کیا ہے، جو زمانے سے متاثر نہیں ہوتا اور مکان سے بھی متاثر نہیں ہوتا۔ پاکستان میں بھی یہی حق ہے، ہندوستان میں بھی یہی حق ہے، ایشیا میں بھی یہی حق، افریقہ میں بھی یہی حق، یورپ میں بھی یہی حق، اور چین میں بھی یہی حق، عرب میں بھی یہی حق ہے: اللہ ایک ہے، نبوت برحق ہے، مرنے کے بعد زندگی یقینی ہے۔ یہ ایک حق قرآن نے بیان کیا۔ جو کہ نہ وقت سے متاثر ہوتا ہے نہ علاقے سے۔

سائنس کی رو سے حق تبدیل ہوتا رہتا ہے

لیکن سائنس ارتقائی نظریہ ہے سچائی کی قائل غور وفکر کرتے کرتے اور ارتقاء کی منزلیں طے کرتے کرتے، سائنسدان ایک نظریئے تک پہنچتے ہیں۔ اور اس نظریئے کو حق مانتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ حق اس وقت حق رہتا ہے کہ جبکہ دوسرا نظریہ دریافت ہو کر پہلے نظریئے کو جھوٹا نہ ثابت کر دے۔ گویا کہ وہ ایک حق اور ایک سچ دریافت کرتے ہیں۔ لیکن ایسا حق، ایسا سچ کہ جسکو دوسرا حق اور سچ جھوٹا ثابت کر سکتا ہے۔ لیکن قرآن نے جو حق بیان کیا ہے وہ کسی تحقیق کا محتاج نہیں۔ اور اسے کوئی ریسرچ اور کوئی تحقیق اور کوئی ترقی غلط اور باطل ثابت نہیں کر سکتی۔ بہترین زمانہ سائنس کے نزدیک وہ ہے کہ جس کی ایجاد اپنے عروج پر پہنچ جائے۔ بظاہر آج

کا انسان یہ سمجھتا ہے کہ ہم تحقیقات کے میدان میں آسمانوں کی بلندیوں کو چھو رہے ہیں۔ چاند تک انسان پہنچ گیا، سورج تک پہنچ جانے کے لئے کوشاں اور ستاروں پر کمندیں ڈالنے کی تدبیریں اور سمندروں کو قابو میں کرنے کی تدبیریں ہیں، تو بظاہر انسان یہ سمجھتا ہے کہ میں تحقیقات کی بلندیوں تک پہنچ چکا ہوں۔ لیکن ہوسکتا ہے کہ سو سال کے بعد جو سائنسی تحقیقات ہوں وہ آج کے سائنس دانوں کو دیہاتی سمجھیں وہ کہے کہ وہ تو پاگل تھے۔ کیا سمجھتے تھے کہ ہم نے ٹیلی فون ایجاد کر کے بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔ ممکن ہے کہ سو سال بعد ایسی تحقیقات اور ایسی ایجادات منظر عام پر آجائیں کہ سو سال کے بعد کا انسان ہمارے اوپر ٹھٹھہ اور ہنسی کرے۔ جیسے آج ہم سو سال پہلے کے انسان کو بہت سیدھا سادا سمجھتے ہیں۔ قرآن کے اعتبار سے بہترین زمانہ وہ ہے کہ جو ایمان والا زمانہ ہو، جو دیانت والا زمانہ ہو، جو خدا خوفی والا زمانہ ہو۔

ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِی

سب سے بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے۔ اس لئے کہ وہ ایمان والا زمانہ ہے، وہ یقین والا زمانہ ہے، وہ سچائی والا زمانہ ہے، وہ تقویٰ والا زمانہ ہے، وہ خدا خوفی والا زمانہ ہے۔ وہ حق کے لئے جان، مال، اولاد قربان کر دینے کے جذبات والا زمانہ تھا۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے۔ لیکن کوئی سائنسدانوں سے پوچھے، تو وہ کہیں گے کہ وہ تو تاریکی کا دور تھا، وہ تو پستی کا دور تھا، وہ تو جہالت کا دور تھا۔ اس لئے کہ سائنسی تحقیقات نہیں ہوئی تھیں۔ تو سائنسی اعتبار سے بہترین زمانہ، سائنسی تحقیق کے عروج کا زمانہ ہے۔

قرآن اور سائنس کے مقاصد میں فرق

ایک اور فرق سائنس کا مقصد صرف اس دنیا کی زندگی کو خوبصورت بنانا ہے اور پر تعیش بنانا ہے صرف دنیا کی زندگی کو مقصد بنانا ہے۔ لیکن قرآن اصل زندگی آخرت کی زندگی کو قرار دیتا ہے۔ سائنس سے پوچھئے تو وہ آخرت کی زندگی کو کوئی حیثیت نہیں دیتے۔ وہ جو کچھ سمجھتے ہیں اسی زندگی کو سمجھتے ہیں اور اسی کو سنوارنا چاہتے ہیں، اسی کو بنانا چاہتے ہیں، اسی کو پر تعیش کرنا چاہتے ہیں۔ جبکہ قرآن کی سوچ یہ ہے کہ اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے۔ اس لئے قرآن نے جگہ جگہ سب سے زیادہ زور جو دیا ہے وہ آخرت کی زندگی پر دیا ہے۔ اور یوں کہ میرے آقا ﷺ نے نعرہ ،لگایا تھا حقیقت میں قرآن کی ترجمانی کی۔

اَللّٰھُمَّ لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْاٰخِرَۃِ

زندگی تو بس آخرت کی زندگی ہے۔ باقی اس کے مقابلے میں دنیا کی زندگی کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

ایک اور فرق یہ ہے کہ سائنس اس علم کو نہیں مانتی کہ جو وحی کی زنجیروں میں جکڑا ہو جبکہ قرآن کہتا ہے کہ اصل علم تو وحی کا علم ہے۔ اس لئے کہ وحی کے علم کے ذریعے سے جو کچھ بیان ہوتا ہے وہ یقین پر مشتمل ہے۔ قرآن کا پہلے مرحلے پر اعلان ہے:

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ

اور یہ یاد رکھیں! کہ بڑے سے بڑا سائنسدان یہ وعدہ نہیں کر سکتا کہ میں نے جو ترقی کی ہے کہ اسمیں کوئی شک نہیں ہے۔ یہ دعویٰ صرف وحی کا علم کر سکتا ہے۔ کوئی سائنسدان سو سال تک بھی تحقیق کرتا رہے تو وہ اپنے نظریے کے بارے میں یہ نہیں

کہہ سکتا کہ لا ریب فیہ۔ ہاں قرآن کہتا ہے:

لَّا یَأْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ

(حٰمٓ السجدہ ۴۲، پارہ ۲۴)

اس میں نہ آگے سے باطل آسکتا ہے، نہ پیچھے سے باطل آسکتا ہے۔ نہ پیچھے والے زمانوں میں قرآن کی کسی بات کو کوئی باطل ثابت کر سکا، نہ آنے والوں زمانوں میں قرآن کی کسی بات کو کوئی باطل ثابت کر سکیں گے۔ لیکن یہ درجہ سائنس کے علم کو نہیں ہے۔

قرآن اور سائنس کے نظریے میں فرق

سائنسدان دنیا میں پیش آجانے والے واقعات اور حوادث کی نسبت انسان کے اعمال کی طرف کرتے ہیں۔ خدا کی طرف کرنا فضول بات سمجھتے ہیں۔ زلزلہ آیا تو سائنس دان کبھی یہ نہیں کہیں گے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے یا یہ اعمال کا نتیجہ ہے۔ جبکہ قرآن کہتا ہے کہ جو حوادث اور جو واقعات پیش آتے ہیں یہ ہمارے اعمال کی وجہ سے ہیں:

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَیْدِیْكُمْ وَیَعْفُوْا عَنْ كَثِیْرٍ ؕ۝۳۰

(سورۃ الروم ۴۱، پارہ ۲۱)

یہ تمہارے اعمال کے نتیجے میں ہیں۔ قرآن کہتا ہے کہ زنا کی وجہ سے بعض حوادث پیش آتے ہیں۔ جہاں زنا کی کثرت ہو جائے وہاں آفات آتی ہیں، جہاں شراب نوشی عام ہو جائے وہاں آفات آتی ہیں، جہاں گانا بجانا عام ہو جائے

وہاں آفت آتی ہے، جہاں رشوت عام ہو جائے وہاں آفات آتی ہیں۔قرآن ان اعمال کے نتیجے میں کہتا ہے کہ حوادث اور مصائب اور آفات پیش آتے ہیں۔ سائنس دان کہتے ہیں کہ زلزلہ آیا جغرافیائی تبدیلی کی وجہ سے، بارش ہوئی ان کی مادی توجیہیں کرے گا۔جبکہ قرآن کہتا ہے کہ یہ جو کچھ ہوتا ہے ان کے کچھ ظاہری اسباب بھی ہیں اور کچھ باطنی اسباب بھی ہیں۔

صرف سائنس کے ذریعے حق کی پہچان ممکن نہیں

ایک سوال یہ بھی گیا کہ کیا صرف سائنس سے حق کی پہچان ممکن ہے؟

تو صرف سائنس سے حق کی پہچان ممکن نہیں بلکہ کوئی بھی ایسا علم کہ جو وحی سے ہٹ کر ہو اس سے حق کی پہچان نہیں ہوسکتی۔ اللہ پاک نے انسان کو علم کے مختلف ذرائع دیے ہیں۔اور انسان تو تجربات ہی کرتا رہتا ہے۔حق کی پہچان کے لئے وحی کا چراغ ہاتھ میں لینا ضروری ہے چراغ وحی کے بغیر ہر طرف ظلمت ہی ظلمت ہوگی۔ حق کی پہچان صرف سائنس سے ممکن نہیں۔ بہت سے حضرات چاہتے ہین کہ سائنس کو عینِ قرآن ثابت کردیا جائے۔ یہ ناممکن ہے۔اور میں تو حیران ہوں بازار میں قرآن اور سائنس کے موضوع پر ایسے لوگوں کی لکھی کوئی کتابیں موجود ہیں جو قرآن اور سائنس کو جانتے تک نہیں اور سائنس کی کوئی بھی نئی تحقیق سامنے آتی ہے تو یہ فوراً کہہ دیتے ہیں یہ تو قرآن میں پہلے سے موجود ہے حالانکہ اگر بعد میں وہ تحقیق غلط ثابت ہوگئی تو کیا معاذ اللہ ہم یہ کہہ دیں گے کہ قرآن جھوٹا ہوگیا؟ تو صرف سائنس کی مدد سے قرآن اور حق کو نہیں پہچانا جاسکتا۔اگر صرف سائنس جو کہ ذکر کے بغیر صرف فکر کے ساتھ ہو اس کے ذریعے حق اور سچ کو پہچانا جاسکتا ہوتا تو آج سب سے زیادہ مومن

چین میں ہوتے، روس میں ہوتے، امریکہ میں ہوتے، برطانیہ میں ہوتے۔ ایسی فکر کرنے والے جو کہ ذکر کے بغیر سب سے زیادہ انہیں ممالک میں پائے جاتے ہیں۔ لیکن ان کی فکر ان کا تذکرہ، ان کی تحقیق انہیں اللہ کی پہچان نہ کرا سکی۔

جان لیجئے! کہ صرف سائنس سے حق کو پہچاننا ممکن نہیں۔ اور یہ طریقہ غلط ہے کہ مغرب کی طرف سے جو بھی کوئی نئی تحقیق جو، نیا نظریہ آئے ہم اس کے لئے قرآن اور حدیث پیش کرنا شروع کرتے ہیں۔ اگرچہ کوئی متفقہ تحقیق کے ذریعے سے تسلیم کیا جائے کہ قرآن نے جس حقیقت کو بیان کیا تھا آج انسان تجربات کے بعد اسے ثابت کر کے تسلیم کرنے پر مجبور کر دے تو اچھی بات ہے۔

قرآن سچائی میں سائنس وغیرہ کا محتاج نہیں

لیکن یہ ذہن سے نکال دیں کہ قرآن اور سنت اپنے حقائق اور اپنی سچائیوں کے لئے سائنس کے محتاج ہیں۔ اگر بالفرض سائنس ایک بات کو غلط کہے اور قرآن اس بات کو صحیح کہتا ہے تو ہم سائنس دانوں کی بات کو غلط کہہ سکتے ہیں لیکن قرآن کی بات کو غلط ہرگز نہیں کہہ سکتے۔ اس لئے کہ ان کی تحقیقات بدلتی رہتی ہیں جبکہ قرآن کی تحقیقات ابدی سچائیوں پر مشتمل ہیں۔ البتہ یہ بھی عرض کر دوں کہ میرے اس بیان کا مقصد ہرگز یہ نہیں کہ مسلمانوں کو سائنسدانوں کے میدانوں میں ہرگز قدم نہیں رکھنا چاہئے۔ میں جس سوچ کی نفی کر رہا ہوں وہ یہ کہ سائنس کے ہر نظریئے کو عینِ قرآن ثابت کر دیا جائے یہ غلط ہے۔ قرآن کو سائنس کا محتاج سمجھا جائے یہ غلط ہے۔ مغرب سے ہر آنے والی ہر تحقیق کے لئے قرآن اور حدیث سے دلائل پیش کر دیئے جائیں یہ نظریہ غلط ہے۔ لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ مسلمانوں

کو سائنس کے میدان میں مہارت حاصل کرنی چاہیے۔ اور ٹیکنالوجی حاصل کرنی چاہیے۔ تو میں اس شدت کا قائل ہوں کہ مسلم سائنسدان پیدا ہوں جو فکر کے ساتھ ذکر کرنے والے ہوں، جو غور وفکر کے نتیجے میں اللہ تک پہنچنے والے ہوں، اللہ پاک ہمیں ایسے سائنسدان عطا فرمائے اور ہمیں حقیقت تک پہنچنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین) اور آخری بات جو اپنے ذہن میں بٹھالیجئے گا میرے بزرگو اور دوستو! ڈاکٹروں کی تحقیقات، حکیموں کے تجربات، سائنسدانوں کی ریسرچ بدلتی رہتی ہیں۔ قرآن اپنی سچائیوں پر مشتمل ہے اصل چیز ایمان اور قرآن ہے، قرآن کریم کو سینے سے لگا کر رکھئے گا ان شاء اللہ کبھی ٹھوکر نہیں کھائیں گے، ہم بھی قرآن کو سائنس کے تابع کریں گے تو ٹھوکر کھانے اور گمراہی میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہے۔ لیکن اگر قرآن کو سینے سے لگا کر رکھا تو ان شاء اللہ ہم گمراہ نہیں ہوں گے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

فرقہ واریت اور قرآن

ازافادات

داعیٔ قرآن، مُفسرِ قرآن

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ

جمع وترتیب

مولانا اشفاق احمد

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

مکتبہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

- ......حبل اللہ سے کیا مراد ہے؟
- ......فرقہ واریت اور اختلاف میں کیا فرق ہے؟
- ......صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا اختلاف کس بنیاد پر ہوتا تھا؟
- ......آئمہ کرام کی اختلاف کے باوجود آپس میں محبت۔
- ......مسلمانوں کی طاقت کے دوراز۔
- ......مسلمانوں کو فتوحات کیسے حاصل ہوئیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ والصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ

اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠ وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَکُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَکُمْ مِّنْھَا ؕ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمْ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ (سورۃ آلِ عمران آیت 103، پارہ 4)

وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ﴿۲۵﴾ وَیَسِّرْ لِیْٓ اَمْرِیْ ﴿۲۶﴾ وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ ﴿۲۷﴾ یَفْقَھُوْا قَوْلِیْ ﴿۲۸﴾

رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا ﴿۱۱۴﴾

قابلِ احترام بزرگوں دوستوں بھائیوں، ماؤں بہنوں، بیٹیوں! ہم نے آج کے درس کا عنوان تجویز کیا ہے "فرقہ واریت اور قرآن" اور اس موضوع پر گفتگو کرنے کے لیے میں نے سورۂ آل عمران کی وہ مشہور آیت آپ کے سامنے پڑھی ہے، جو آپ بارہا پڑھتے اور سنتے رہے ہوں گے اور میں اس کو قرآن کریم کی مظلوم آیت بھی قرار دیتا ہوں اس اعتبار سے کہ اسے پڑھا تو جاتا ہے لیکن اس پر عمل نہیں کیا جاتا۔

اس آیت کریمہ میں اللہ کی رسی مضبوطی سے تھامنے کا حکم اور اللہ پاک نے تین حکم دیئے ہیں پہلا حکم فرمایا کہ:

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا

اللہ کی رسی کو سارے مضبوطی سے پکڑ لو' حبل عربی زبان میں رسی کو کہتے ہیں اور ہر وہ شے جو وسیلے کا کام دے' کسی مقصد تک پہنچنے کا ذریعہ بنے' اسے بھی حبل کہا جاتا ہے' جب اللہ نے فرمایا کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو' تو کسی نے کہا کہ حَبْلُ اللّٰهِ (اللہ کی رسی) توبہ ہے' کسی نے کہا کہ حَبْلُ اللّٰهِ اللہ کا دین ہے' کسی نے کہا کہ حَبْلُ اللّٰهِ اللہ کی کتاب ہے' کسی نے کہا کہ حَبْلُ اللّٰهِ مسلمانوں کی جماعت ہے' کہ اللہ کہتے ہیں کہ جماعت سے جڑے رہو' جماعت سے الگ نہ ہو جاؤ' لیکن زیادہ تر حضراتِ مفسرین نے یہ فرمایا کہ حَبْلُ اللّٰهِ سے مراد "قرآن کریم" ہے۔ اللہ کی رسی یہ قرآن ہے' اس لیے کہ خود حدیث میں آتا ہے "حَبْلُ اللّٰهِ هُوَ الْقُرْآنُ" اللہ کی رسی قرآن ہے' تو اللہ نے حکم دیا کہ تم اللہ کی رسی یعنی قرآن کو مضبوطی سے پکڑ لو اور ترمذی میں ایک روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اَلْقُرْاٰنُ حَبْلُ اللّٰہِ الْمَتِیْنُ وَنُوْرُہُ الْمُبِیْنُ لَا تَنْقَضِیْ عَجَائِبُہٗ

قرآن اللہ کی مضبوط رسی ہے، اس کا واضح نور ہے، اس کے عجائبات ختم نہیں ہو سکتے، اس کے غرائب کی کوئی انتہاء نہیں ہے۔

وَلَا یَخْرَقُ عَنْ کَثْرَۃِ الرَّدِّ

اور اس کو جتنی بار بھی پڑھا جائے یہ پرانا نہیں ہوتا' اس کی تازگی ہمیشہ برقرار رہتی ہے' جو اسکو جتنی بار پڑھتا ہے اسے ایک اندر نیا لطف محسوس ہوتا ہے فرمایا؛

وَمَنْ قَالَ بِہٖ صَدَقَ جو قرآن کے مطابق بات کرتا ہے وہ سچ بولتا ہے

وَمَنْ حَکَمَ بِہٖ عَدَلَ جو قرآن کے مطابق فیصلہ کرتا ہے وہ عدل کرتا ہے

وَمَنْ عَمِلَ بِہٖ رَشَدَ جب قرآن پر عمل کرے وہ سیدھے راستے پر چلتا ہے

وَمَنِ اعْتَصَمَ بِہٖ ھُدِیَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ اور جو قرآن کو مضبوطی سے تھام لیتا ہے تو اُسے صراط مستقیم کی ہدایت دے دی جاتی ہے وہ بھٹکتا نہیں۔

پہلا حکم اس آیت کریمہ میں اللہ نے یہ دیا

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا

(اٰلِ عمران:103)

سارے مل کر' ایک نہیں' دو نہیں' چار نہیں' دس بیس نہیں' ساری امت مل کر اس رسی کو پکڑ لو' قرآن کو پکڑ لو اور ایسے ہی نہیں پکڑو بلکہ اعتصام یعنی مضبوطی سے پکڑ لو۔

فرقہ واریت اور اختلاف میں فرق

دوسرا حکم یہ دیا وَلَا تَفَرَّقُوْا فرقے فرقے نہ ہو جاؤ' جُدا جُدا نہ ہو جاؤ' الگ

الگ گروہ اور جماعتیں نہ بنالو یعنی اس آیت کریمہ میں فرقہ واریت سے منع کیا ہے' اختلاف سے منع نہیں کیا' اختلاف اور چیز ہے' فرقہ واریت اور چیز ہے' اختلاف خود انبیاء کے درمیان بھی ہوا۔

حضرت داؤد علیہ السلام کا واقعہ

بلکہ صورت یہ ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام باپ ہیں' حضرت سلیمان علیہ السلام بیٹے ہیں اور دونوں نبی بھی ہیں لیکن بیٹے نے باپ سے اختلاف کیا' علمی اختلاف' دلیل کی بنیاد پر اختلاف۔

ایک مقدمہ پیش ہوا' ایک صاحب نے فریاد کی۔

إِنَّ هَٰذَآ أَخِى لَهُۥ تِسْعٌ وَتِسْعُونَ نَعْجَةً وَلِىَ نَعْجَةٌ وَٰحِدَةٌ فَقَالَ أَكْفِلْنِيهَا وَعَزَّنِى فِى ٱلْخِطَابِ ﴿٢٣﴾

(سورۃ ص 23، پارہ 23)

یہ جو میرا بھائی ہے اس کے پاس ننانوے دُنبیاں ہیں' میرے پاس ایک دُنبی ہے لیکن یہ چاہتا ہے کہ وہ ایک بھی مجھ سے ہتھیالے اور بات یہ ہے کہ بات چیت کرنے میں' دلیل دینے میں' بحث کرنے میں یہ مجھ پر غالب ہے' تیز طرار ہے' اگر یہ قاضی اور جج کے سامنے بات کرے گا تو جھوٹا ہونے کے باوجود اپنے آپ کو سچا ثابت کردے گا' میں اکثر یہ کہتا رہتا ہوں ''قرآن تازہ کلام ہے'' زندہ کلام ہے' اکثر پڑھتے ہوئے یوں احساس ہوتا ہے کہ آیت تو آج کے حالات کے مطابق نازل ہوئی ہے' ابھی رات ہی کو اس کا نزول اسی زمانے کے لیے ہوا ہے کیا آج آپ کو ایسی مثالیں دکھائی نہیں دیتیں؟ کہ ایک شخص جو کہ سو یا ننانوے دکانوں کا

مالک ہے اور دوسرا ایک کا مالک ہے وہ جو ننانوے کا مالک ہے وہ یہ چاہتا ہے کہ یہ جو سوویں دکان ہے یہ بھی کسی طرح میرے پاس آ جائے' جس کے پاس لاکھوں ہیں وہ یہ چاہتا ہے کہ جس کے پاس سو دو سو ہیں وہ بھی کسی نہ کسی طریقے سے میرے پاس آ جائیں۔ خاص طور پر یہ جو ہمارا سرمایہ دارانہ نظام ہے اس میں تو ایسے چکر چلایا ہے کہ غریب کے پاس جو کچھ ہے وہ بھی کسی نہ کسی طریقے سے سرمایہ دار ہتھیا لیتا ہے واپس لے لیتا ہے۔

تو اس نے یہ درخواست کی کہ حضرت! اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس صرف ایک دنبی ہے لیکن یہ مجھ سے ایک بھی لے لینا چاہتا ہے اور بات چیت میں' بحث و حجت میں یہ بڑا تیز ہے' آپ نے فرمایا:

لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ إِلَىٰ نِعَاجِهِ ط

(سورۃ ص آیت 24، پارہ 23)

اس نے تجھ پر بڑا ظلم کیا یہ بات کہہ کر (آگے لمبا واقعہ ہے)

بعد میں ایک واقعہ پیش آیا کہ ایک شخص کی بکریاں کسی کی زمین میں رات کو چلی گئیں اور ساری کھیتی اجاڑ دی' حضرت داوٗد علیہ السلام کے سامنے مقدمہ پیش ہوا' آپ نے ایک فیصلہ کیا تفصیل میں نہیں جاتا لیکن ان کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام نے اختلاف کیا اور انہوں نے دوسرا فیصلہ کیا اور اللہ نے بیٹے کے فیصلے کو درست قرار دیا' اللہ نے خود کہا

فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ج

ہم نے وہ فیصلہ سلیمان کو سمجھا دیا

ان کا فیصلہ درست تھا' لیکن تعریف اللہ نے دونوں کی کی' باپ کی بھی تعریف اور

بیٹے کی بھی تعریف فرمایا کہ

وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا ؗ

(سورۃ الانبیاء 79، پارہ 17)

ہم نے دونوں کو فیصلے کی بھی قوت دی تھی، علم بھی دیا تھا، حکمت و نبوت بھی عطا کی تھی لیکن یہ جو دونوں کے درمیان اختلاف ہوا تو اس میں بیٹے کی بات مضبوط تھی باپ کے مقابلے میں، تو دیکھیں انبیاء علیہم السلام میں بھی اختلاف ہوا، ایک نبی کا دوسرے نبی سے اختلاف ہوا، اور اختلاف بھی ایسا کہ باپ اور بیٹے کے درمیان اور اللہ نے اس اختلاف پر ناراضگی کا اظہار نہیں کیا بلکہ اپنی رضا کا اظہار کیا کہ میں اس اختلاف پر راضی ہوں، دونوں کا فیصلہ میری رضا کے لیے تھا، میرے حکم کو زندہ کرنے کے لیے تھا، لیکن بیٹے کا فیصلہ زیادہ راجح تھا، زیادہ صحیح تھا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اختلاف ہوا اور اگر میں یہ کہوں تو بالکل بے جا نہیں ہوگا کہ خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اختلاف کی حوصلہ افزائی فرمائی کہ تم مجھ سے اختلاف کر سکتے ہو، صحابہ رضی اللہ عنہم میں اگر کسی نے اختلاف کیا اور اس کا اختلاف اخلاص وللّٰہیت پر، ادب و احترام پر مبنی تھا تو اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناراضگی کا اظہار نہیں فرمایا۔

جنگ بدر کے قیدیوں کے بارے میں اختلاف رائے

جنگِ بدر کے قیدیوں کے مسئلے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا کیا کیا جائے؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے یہ ہے کہ ان سب کو ختم کر دیا جائے اور ختم

بھی اس طریقے سے کہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! جو میرا عزیز ہے اسے میرے حوالے کیجئے' اس کی گردن میں اڑاتا ہوں، جو آپ کا عزیز ہے اس کی گردن آپ اُڑائیے' جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا رشتہ دار ہے ابوبکر صدیق اس کو قتل کریں، یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے تھی' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ نہیں! یا رسول اللہ ﷺ! معاف کر دیا جائے' فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے' حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے کو پسند فرمایا' لیکن قرآن اٹھا لیجئے اللہ کہتے ہیں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے حق پر مبنی تھی' لیکن اس کے باوجود یہ نہیں کہا کہ اب جو فیصلہ ہو گیا اس فیصلے کو توڑا جائے' نئے سرے سے عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق فیصلہ کیا جائے' نہیں! ایسا نہیں کہا۔ یہ تو کہہ دیا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے حق پر مبنی تھی' الفاظ بڑے سخت ہیں' ادھوری بات کہہ دی جائے تو بعض اوقات ذہنوں میں اشکالات رہ جاتے ہیں اس لیے اندر تفصیل میں نہیں جانا چاہتا' بڑے سخت الفاظ ہیں فدیہ لے کر چھوڑ دینا (یہ فیصلہ کیوں کیا؟)

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ ؕ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٦٧﴾

(سورۃ الانفال آیت 67، پارہ 10)

لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَاۤ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿٦٨﴾

(سورۃ الانفال 68)

ایک طرف تو ناراضگی کا اظہار کیا اس فیصلہ پر' لیکن پھر اشکال ہوتا تھا کہ کیا اب جو کافروں سے فدیہ لیا ہے اور ان کو چھوڑ دیا ہے تو یہ فدیہ کھانا جائز نہیں ہے؟ یہ حرام کام کیا؟ اللہ نے فرمایا نہیں!

فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۶۹

(سورۃ الانفال آیت 69، آیت 10)

استعمال کر سکتے ہو' کھا سکتے ہو' حلال ہے' پاک ہے' لیکن اللہ سے ڈرتے رہو' جو ہو گیا ہے اللہ نے معاف کر دیا اس لیے کہ اللہ غفور رحیم ہے' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے سے اختلاف کیا اور خود اللہ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کو درست قرار دے رہے ہیں' لیکن اس کے باوجود فرما رہے ہیں کہ اب جو فیصلہ ہو گیا، وہ ہو گیا، جس سے ثابت ہوا کہ اگر مشورے کے دوران اختلاف ہو جائے تو یہ صحیح لیکن فیصلہ ہو جانے کے بعد پھر اس فیصلہ پر جم جانا چاہئے' ایسا نہیں کہ بار بار فیصلہ کو توڑا جائے' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تو پھر بھی بہت بڑے آدمی تھے' اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جن کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتے تو عمر ہوتے اور خلیفہ راشد ثانی ہیں"۔

آپ کو حدیث کی کتابوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک لونڈی کا واقعہ ملے گا' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لونڈی اختلاف کر رہی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے اختلاف کی اجازت دیتے ہیں۔

حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کا اختلافِ رائے کا واقعہ

حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی تھیں' شوہر کا نام مغیث' حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو آزادی مل گئی' شریعت کا فیصلہ یہ ہے کہ اگر کسی عورت کا غلامی کے زمانے میں نکاح ہوا تھا اور پھر اس کو آزادی مل گئی تو اب اسے اختیار ہے کہ وہ غلامی کے زمانے کے نکاح کو باقی رکھے یا اس کو فسخ کر دے' اس لیے کہ ہوسکتا ہے غلامی کے دنوں میں اس نے مجبوراً ایک شخص کو شوہر کے طور پر قبول کر لیا تھا مگر اب آزاد ہونے کے بعد وہ اسے قبول کرنے کے لیے تیار نہیں۔

اندازہ کیجیے اسلامی شریعت کا' انسانی جذبات' اور نسوانی جذبات کا کتنا خیال رکھا گیا' عورت کی رضا کو لازمی قرار دیا گیا ہے' بالغہ لڑکی کا نکاح اس کی رضا کے بغیر نہیں ہوسکتا' حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو آزادی ملی تو اختیار بھی مل گیا کہ غلامی کے دنوں کے نکاح کو باقی رکھو یا فسخ کر دو اور حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا اس نکاح کو فسخ کرنا چاہتی ہیں' لیکن حضرت مغیث رضی اللہ عنہ نہیں چاہتے تھے' عجیب صورت حال ہے حضرت مغیث رضی اللہ عنہ چاہتے ہیں اور درخواست کرتے ہیں اللہ کی بندی! مجھ سے جدائی اختیار مت کرو' حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں نہیں! میں اب تمہارے ساتھ نہیں رہنا چاہتی' مجھے میرے اللہ نے اختیار دے دیا ہے' مجبوری کے دن تھے میں نے شوہر کے طور پر تمہیں قبول کیا اور اب قبول نہیں کرتی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ عجیب منظر دیکھا اپنی آنکھوں سے کہ مدینہ کی گلیوں میں' حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا آگے آگے جا رہی تھیں اور حضرت مغیث رضی اللہ عنہ روتے ہوئے

پیچھے پیچھے، ڈاڑھی میں سے آنسوؤں کی قطار جاری تھی، حضور ﷺ نے دیکھا تو حضور ﷺ کو ترس آ گیا، حضور ﷺ نے فرمایا بریرہ! اگر تم مغیث کے ساتھ نباہ کر لیتیں تو اچھا تھا، دیکھو بے چارہ تمہیں کتنا چاہتا ہے، کتنی محبت ہے اس کے دل میں، تمہاری جدائی کا تصور ہی اس کے لیے سوہانِ روح ہے، کیسے بلک بلک کر بچوں کی طرح گلیوں میں رو رہا ہے، ترس کھاؤ اُس پر۔ اللہ اکبر! حضور ﷺ کی لونڈی بھی تھیں، حضور ﷺ کی چاہنے والی بھی ہیں، حضور ﷺ کی امت میں بھی شامل ہیں، میں یہ کہتا ہوں کہ ایک تو وہ لونڈی تھیں فقہی اعتبار سے، ایک طرف وہ لونڈی تھیں ایمان کے اعتبار سے، فقہی لونڈی اور غلام تو وہ ہے جو جنگ میں گرفتار ہوتے ہیں اور ایمانی لونڈی کون ہے؟ اس امت کی ساری عورتیں بڑی ہوں یا چھوٹی وہ حضور ﷺ کی لونڈیاں ہیں اور حضور ﷺ کی بیٹیاں ہیں اور اس امت کے سارے مرد حضور ﷺ کے غلام ہیں اور حضور ﷺ کے روحانی بیٹے ہیں۔ الحمد للہ

تو ہر اعتبار سے حضور ﷺ سے تعلق، لیکن کیا تربیت کی تھی، کیا ذہن بنایا تھا! کہ حضرت بریرہ پلٹ کر پوچھتی ہیں، یا رسول اللہ! آپ یہ جو فرما رہے ہیں کہ میں مغیث کے ساتھ گزارا کروں، اسی کے ساتھ ازدواجی زندگی گزاروں تو کیا یہ آپ کا مشورہ ہے یا حکم ہے؟؟

اللہ اکبر! کیا ذہانت ہے اور کیا اسلام نے اختیار دیا ہے! اور کیا ہی حضور ﷺ نے تربیت کی ہے کہ اختلاف کر سکتے ہیں مجھ سے بھی، اللہ اکبر! حضور اکرم ﷺ سے بڑا کون ہو سکتا ہے؟ آج دیکھا جائے تو بعض لوگ ایسے ہیں، بعض پیر ایسے ہیں، بعض لیڈر ایسے ہیں، بعض شیخ ایسے ہیں، بعض مفتی ایسے ہیں کہ وہ اختلاف کو جرم سمجھتے

ہیں' اگرچہ وہ دلیل کی بنیاد پر ہو' اپنے سے اختلاف کرنے والے کو ایسے اپنے دائرے اور جماعت سے نکالتے ہیں گویا کہ وہ مرتد ہو گیا تو عرض کیا یا رسول اللہ! کیا یہ مشورہ ہے یا حکم؟ حضور ﷺ بھی جذباتِ انسانی کا لحاظ کرتے تھے' آپ ﷺ نے فرمایا بریرہ! یہ مشورہ ہے حکم نہیں ہے' تو پھر عرض کیا یا رسول اللہ! اگر یہ مشورہ ہے تو میں اس مشورہ کو قبول نہیں کرتی (اللہ اکبر) میں اس کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی' اگر آپ کا حکم ہے تو پھر تو کانٹوں پر بھی زندگی گزار دوں گی' لیکن اگر آپ کا مشورہ ہے تو پھر آپ ہی نے تو یہ سکھایا ہے کہ ہمیں مشورہ ماننے اور نہ ماننے کا اختیار ہے' میں نہیں مانتی اس مشورے کو' حضور ﷺ نے فرمایا ''نہ مانو'' ایسا نہیں کیا کہ چونکہ بریرہ نے میرا مشورہ قبول نہیں کیا لہٰذا آپ ﷺ نے صحابہ کو کہا ہو کہ آئندہ اس کا بائیکاٹ کر دو' اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

عرض یہ کر رہا تھا کہ نبی نے نبی سے اختلاف کیا' صحابہ نے نبی سے اختلاف کیا' صحابہ نے آپس میں ایک دوسرے سے اختلاف کیا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا قول

اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپس میں اختلاف نہ کیا ہوتا تو مجھے خوشی نہ ہوتی' اختلاف کی وجہ سے وسعت پیدا ہوئی' اگر یہ اختلاف نہ ہوتا' ایک ہی قول ہوتا' ایک ہی رائے ہوتی تو سارے اسی رائے اور اسی قول پر عمل کرنے کے پابند ہوتے' لیکن جب قول مختلف تو میں اگر اس قول پر چلتا ہوں تو بھی صحابی کی بات مانتا ہوں' حضور ﷺ کے طریقے پر چلتا ہوں اور اگر دوسرے قول پر چلتا ہوں تو بھی میں سنت کے دائرے سے خارج نہیں ہوتا اور

دیکھیے اس اختلاف کا ایک نتیجہ یہ نکلا کہ حضور اکرم ﷺ کی ہر ادا زندہ ہوگئی بھئی! اگر آپ ﷺ کبھی رفع یدین کیا' کبھی نہیں کیا اب اختلاف' کچھ کر رہے ہیں' کچھ نہیں کر رہے ہیں تو آپ ﷺ کی دونوں سنتیں زندہ ہوگئیں' کیا تھا تو وہ بھی سنت زندہ' ترک کیا تھا' چھوڑا تھا وہ بھی سنت زندہ' تو ایک ایک سنت زندہ ہوگئی۔

اختلافِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین للّٰہیت پر مبنی تھا

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپس میں اختلاف کیا لیکن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اختلاف ایک تو اخلاص اور للّٰہیت پر مبنی تھا' ضد اور عناد پر نہیں' فرقہ واریت پر نہیں' اپنی ذات کو چمکانے کے لیے نہیں' اپنی ڈیڑھ انچ کی مسجد الگ بنانے کے لیے نہیں' اپنا گروپ بنانے کے لیے نہیں' بلکہ اللہ کی رضا کے لیے' ایک نے یہ سمجھا کہ یہ جو رائے ہے اس میں اللہ کی رضا ہے' دوسرے نے یہ سمجھا کہ یہ جو رائے ہے اس میں اللہ کی رضا ہے۔

میں ایک مشہور مثال دیتا ہوں حضور اقدس ﷺ نے غزوۂ خندق ختم ہونے کے بعد صحابہ کی ایک جماعت کو بھیجا اور ان کو تاکید کی کہ دیکھو! تم نے عصر کی نماز جا کر بنو قریظہ میں ادا کرنی ہے' جلدی نکلو نماز تم نے وہاں پڑھنی ہے' نکلے' جلدی بھی کی' لیکن اتفاق یہ کہ راستے ہی میں نماز عصر کا وقت ہو گیا یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کہا کہ حضور ﷺ کا مقصد صرف یہ تھا کہ جلدی پہنچنے کی کوشش کرو تا کہ تم عصر کی نماز وہاں پڑھ سکو' یہ مقصد نہیں تھا کہ اگر راستے میں عصر کی نماز کا وقت ہو جائے تو بھی نماز نہ پڑھو اور قضا کر دو' دوسروں نے کہا نہیں! حضور ﷺ نے جب فرما دیا تھا کہ تم نے عصر کی نماز وہیں پڑھنی ہے تو اب نماز چاہے قضا بھی ہو جائے تو بھی ہم نماز وہیں

جا کر پڑھیں گے راستے میں نہیں پڑھیں گے۔

اب بتائیے کوئی کہہ سکتا ہے؟ کہ یہ اختلاف جو تھا یہ نفسانیت پر راحت طلبی پر مبنی تھا؟ نہیں! بلکہ دونوں کا مقصد حضور ﷺ کی اتباع اور فرمانبرداری تھی، بعضوں نے راستے میں ہی نماز پڑھی لی اور بعضوں نے وہیں جا کر پڑھی لیکن پڑھی وہیں جا کر جہاں حضور ﷺ نے فرمایا تھا اگرچہ قضا کر دی، حضور ﷺ کو پتہ چلا تو حضور صلی ﷺ نے ان میں سے کسی کو بھی غلط قرار نہیں دیا، دونوں کی تصویب فرمائی، تم نے بھی ٹھیک کیا اور (دوسرے گروہ سے فرمایا) تم نے بھی ٹھیک کیا، تو دیکھئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا، اختلاف اخلاص اور للّٰہیت پر مبنی تھا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی آپس میں محبت

دوسری بات یہ کہ اختلاف کے باوجود وہ آپس میں ایک دوسرے کا ادب کرتے تھے، اختلاف کی وجہ سے بے ادبی نہیں، عین اس موقع پر جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فوجیں ایک دوسرے کے آمنے سامنے کھڑی تھیں، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے یہاں ایک مسئلہ پیش آ گیا، اس مسئلے کے بارے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو تردد تھا، عین جنگ کی حالت میں جب کہ فوجیں آمنے سامنے کھڑی ہیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنا ایک نمائندہ بھیجتے ہیں کہ جاؤ اس مسئلے کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تحقیق کر کے آؤ، کوئی سوچ سکتا ہے ایسے متحارب فریق جو برسر جنگ ایک دوسرے سے مسائل معلوم کریں ایک دوسرے کا ادب کریں۔

تیسری بات جو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اختلاف میں دکھائی دیتی ہے وہ یہ کہ اگرچہ ان کا آپس میں اختلاف ہوا لیکن وہ کفار کے مقابلے میں متحد تھے' اختلاف کے باوجود کفار کو دخل اندازی کا موقع نہیں دیتے تھے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت

جن دنوں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان کشمکش جاری تھی ان دنوں رومیوں نے اس اختلاف سے فائدہ اٹھانا چاہا اور انہوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ ہمیں پتہ چلا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ تمہارے ساتھ زیادتی کر رہا ہے اگر علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں میری مدد کی ضرورت ہو تو میں ہر طریقے سے تیار ہوں، فوج بھیج سکتا ہوں تاکہ تم علی رضی اللہ عنہ کو شکست دے سکو' حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو جواب لکھا بعض حضرات نے اس جواب کے الفاظ نقل کیے ہیں، اُس جواب کا آغاز یوں ہوتا ہے آپ نے فرمایا ''او رومی کتے!'' تم نے مجھے اپنے ساتھ ملانے کے لیے یہ پیشکش کی ہے لیکن یاد رکھو! ہمارے اختلافات سے دھوکہ نہ کھاؤ' اگر تم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف جنگ کرنے کے لیے فوج بھیجی' تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے تمہارے خلاف میدان میں آنے والا امیر معاویہ پہلا سپاہی ہوگا''

اختلاف کے باوجود کفار کے خلاف متحد تھے' میری بات کو آپ محفوظ کر رہے ہوں گے لیکن دیکھیے نبی نے نبی سے اختلاف کیا' صحابی نے نبی سے اختلاف کیا' صحابہ نے صحابہ سے اختلاف کیا' ائمہ کرام میں اختلاف ہوا' اس میں کوئی شک نہیں

ہوا' سینکڑوں' ہزاروں اختلاف ہوئے فقہی مسائل کی جہاں تشریح کی جاتی ہے تو ہوتے ہیں وہاں اختلافات' امام ابوحنیفہ امام مالک' امام شافعی' امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ یہ چار ائمہ تو مشہور ہیں' ان کے علاوہ بھی ہیں ان کے درمیان آپس میں فقہی اختلافات ہیں' رائے کا اختلاف ہے لیکن اس اختلاف کے باوجود یہ حضرات ایک دوسرے کا احترام وعزت کرنے والے تھے' ادب کرنے والے تھے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلکی اختلاف کے باوجود امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ادب

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھا ہے کہ جب وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد ان کے مزار پر حاضر ہوئے اور نماز مغرب کا وقت ہو گیا انہوں نے وہاں نماز پڑھائی تو آمین اونچی آواز سے نہیں کہی' آہستہ کہی حالانکہ مسلک تو ان کا آمین بالجہر کا تھا' پوچھا گیا حضرت! آج آپ نے اپنے مسلک پر عمل نہیں کیا؟ فرمایا کہ ''مجھے اس مزار والے سے شرم آتی ہے'' اور میں دلیل کی بنیاد پر اختلاف کرتا ہوں' یہاں کسی کو چڑانے کے لیے اور ضد کے لیے اونچی آواز سے آمین کہنا پسند نہیں کرتا' اختلاف کے باوجود وسعت۔

میرے بزرگو اور دوستو! میری بہنوں اور بیٹیوں! کوئی یہ نہ سمجھے کہ میں کسی کو خاص ہدف بنا کر بات کر رہا ہوں' لیکن میں نے اپنی زندگی میں دیکھا بہت سے لوگ ایسے ہیں' بعض چیزیں صرف دوسرے فرقے کے لوگوں کو چڑانے کے لیے کرتے ہیں' صرف ضد کے لیے اسپیکر کا رخ خاص طور پر اپنے مخالف کے گھر کی طرف' خاص طور پر اس کی مسجد کی طرف کریں گے' اور صرف چڑانے کے لیے

اختلافی باتیں کریں گے‘ میں نے ایسی مسجدیں بھی دیکھیں جو بالکل مقابلے میں ہیں اس کا اسپیکر اس کی طرف اور اسکا رخ اس کی طرف‘ یقین جانیے بعض اوقات پتہ ہی نہیں چلتا کہ کیا ہو رہا ہے۔ بس دونوں اپنی جگہ پر لگے ہوئے ہیں‘ ایک صاحب بتا رہے تھے کہ ہم نے خطیب صاحب کی تقریر سنی‘ تو چوں کہ دونوں خطیب ایک دوسرے کی آواز بھی سن رہے تھے‘ اسپیکر اتنے تیز اور ہیوی کہ یہ تقریر کرتے کرتے اس کی باتوں کا جواب بھی دیتے جاتے تھے‘ سنتے بھی جاتے اور اگر کوئی ایسی ویسی بات ہوتی تو اس کا جواب بھی دیتے جاتے تھے‘ تو اس آیت وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا میں دو حکم ہیں ایک تو یہ کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور دوسرا یہ کہ وَلَا تَفَرَّقُوْا فرقے فرقے نہ ہو جاؤ۔ میں بتا رہا تھا کہ فرقہ واریت اور چیز ہے اختلاف اور چیز ہے فرقہ واریت غلط‘ ناجائز اور اختلاف جائز۔

اس کائنات کی سب سے بڑی نعمت

تیسرا حکم جو اس آیت کریمہ میں دیا گیا، وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللهِ عَلَيْكُمْ اللہ کی نعمت کو یاد کرو جو تم پر اللہ نے کی‘ یہ نعمت کون سی ہے؟ اتحاد کی نعمت‘ بہت سے مفسرین نے لکھا کہ اس نعمت سے مراد سرورِ عالم ﷺ کی آمد کی نعمت ہے۔ حضور ﷺ کی ولادت‘ حضور ﷺ کی بعثت‘ حضور ﷺ کی دنیا میں آمد‘ یہ بہت بڑی نعمت ہے‘ جب سے اللہ نے اس کائنات کو پیدا کیا نا معلوم ہزاروں لاکھوں برسوں میں اللہ کی کتنی نعمتیں بندوں پر ہوئی ہوں گی‘ لیکن میرا یقین‘ میرا ایمان میرا وجدان یہ کہتا ہے حضور ﷺ کی آمد ولادت اور بعثت کی نعمت ایک‘ اللہ کی بڑی بڑی نعمت اور اللہ

نے اس نعمت کا احسان جتلایا لَقَدْ مَنَّ اللهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ لوگو! اللہ نے احسان جتلایا' اللہ تم ایمان والوں پر احسان جتلاتا ہے' شاید قرآن کریم میں کسی اور کے لیے اللہ نے اس طرح کے الفاظ استعمال نہ کیے ہوں' میں احسان جتلاتا ہوں' کس چیز کا؟ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ (کہ میں نے ان کے اندر ہی میں سے ایک رسول بھیجا) میں احسان جتلاتا ہوں' یہ میرا احسان ہے تم پر۔

انسانیت کے نئے دور کا آغاز کب ہوا؟

حضور ﷺ کی آمد کے بعد انسانیت نے ایک نئی کروٹ لی ہے' انسانیت کے نئے دور کا آغاز ہوا ہے' حضور ﷺ کی بعثت کے بعد بالکل ایک نئے دور کا آغاز ہوا' تو اللہ نے فرمایا: وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللهِ عَلَيْكُمْ اپنے اوپر اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو یہ دو بڑی نعمتیں ہیں' قرآن کی نعمت اور صاحب قرآن حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی نعمت' فرمایا کہ تم دشمن تھے اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً ایک دوسرے کے خون کے پیاسے' چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑنے والے فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ اللہ نے تمہارے دلوں میں محبت ڈال دی۔ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا پھر تم اللہ کے فضل سے آپس میں بھائی بھائی بن گئے۔

مسلمانوں کی طاقت کے دو راز

رنگ مختلف' زبانیں مختلف' قبیلے مختلف' معاشرتی و معاشی حیثیت مختلف' لیکن تھے آپس میں بھائی بھائی' اخوت کی بنیاد پر صرف اور صرف ایمان تھی' اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ ایمان وایثار بھائی بھائی ہیں' اخوت کی بنیاد ایمان' سلمان رضی اللہ عنہ فارس کے تھے' بلال رضی اللہ عنہ حبشہ کے تھے' صہیب رضی اللہ عنہ روم کے تھے' عباس رضی اللہ عنہ نینوا کے تھے'

ابوذر رضی اللہ عنہ قبیلہ غفار کے تھے' حضرت طفیل قبیلہ' دوس کے تھے' ابوسفیان رضی اللہ عنہ بنو امیہ کے تھے' لیکن جو بھی تھے سارے کے سارے آپس میں بھائی بھائی تھے' اخوت کا ایسا رشتہ قائم ہوا کہ سارے رشتوں کو ایمانی رشتے پر قربان کرنے کے لیے تیار تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ ہماری قوت اور طاقت ایمان کی بنیاد پر ہے اور اخوت کی بنیاد پر ہے یہ دو راز تھے مسلمانوں کی طاقت کے' آپس میں رشتہ اخوت' اتحاد' اتفاق اور ایمان' سمجھتے یہ تھے کہ ہمیں عزت ملی ایمان سے' قوت ملی ایمان سے' طاقت ملی ایمان سے' فتوحات حاصل ہوئیں ایمان سے' دنیا پر غلبہ اخوت واتحاد سے اور ایمان سے ملا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قصہ

جس وقت بیت المقدس فتح ہوا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے پھٹے پرانے کپڑے سادا سا لباس' حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا امیر المؤمنین! یہاں بڑے مہذب' متمدن' مالدار' ترقی یافتہ لوگ رہتے ہیں آپ اپنا لباس بدل لیں کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ آپ کو حقارت کی نظر سے دیکھیں' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر ایک تاریخی جملہ ارشاد فرمایا' فرمایا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ! سنو! اِنَّا کُنَّا اَذَلَّ قَوْمٍ فَعَزَّنَا اللّٰهُ بِالْاِسْلَامِ ہم سارے عالم میں سب سے ذلیل لوگ تھے، ہمیں نفرت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا' ہمیں اللہ نے عزت دی ہے صرف اسلام کی بنیاد پر' لباس کی بنیاد پر نہیں' دولت کی بنیاد پر نہیں' خدم وحشم کی بنیاد پر نہیں بلکہ اسلام کی بنیاد پر' دنیا اور آخرت کی ساری عزتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے صدقے

ملی ہیں۔ اگر ہم نے اسلام کو چھوڑ کر دوسری چیزوں میں عزت کو تلاش کیا تو ہمیں اللہ ذلیل کر دے گا۔

یہ دو راستے ہیں ان کی طاقت کے اخوات واتحاد اور ایمان۔ اس ایمان واخوت واتحاد کی بنیاد پر اگر ہم دیکھیں حضور اکرم ﷺ کے دنیا سے تشریف لے جانے سے پہلے جزیرۃ العرب تو اسلام کے زیرنگیں آ چکا تھا' حضور ﷺ کی وفات کے صرف چھ سال بعد پورے شام پر اسلام کا جھنڈا لہرانے لگا' صرف دس سال بعد ایران مسلمانوں کے قبضے میں آ گیا اور اس کے فوراً بعد افغانستان میں اسلام کی روشنی پہنچ گئی' حضور ﷺ کی رحلت کے اکتالیس سال بعد سمرقند و بخارا میں کلمہ پڑھنے والے لوگ پیدا ہو گئے اور حضور ﷺ کی رحلت کے صرف اُناسی سال بعد کراچی سے ملتان تک ایمان کی روشنی پھیل گئی' صرف سوا دو سو سال کے اندر بحیرۂ اصفر سے لے کر ملتان تک اور سمرقند سے جنوبی فرانس اور بحیرہ اوقیانوس تک ہلالی پرچم اسلام لہرانے لگا، نوے لاکھ مربع میل کے علاقے میں مسلمانوں کی حکمرانی قائم ہو گئی۔

مسلمانوں کی سلطنت کا عالم

کہتے ہیں ہارون رشید نے ایک دفعہ بغداد کے اوپر سے دیکھا کہ بادل جا رہا ہے اور بڑے جوش میں بادل جا رہا ہے اس نے بادل کو دیکھ کر کہا اے بادل! جہاں بھی جاتا ہے جا' جہاں بھی برسے گا' وہاں کی آمدنی تو میرے پاس ہی آئے گی' سلطنت کی وسعت کا یہ عالم تھا' یہ چیز کیسے ملی؟ اتحاد کی بنیاد پر' ایمان کی بنیاد پر' ایک ہزار برس تک دنیا کی قیادت مسلمانوں کے پاس رہی لیکن پھر ایسا ہوا کہ دلوں سے

ایمان کی عظمت نکل گئی' قرآن کی محبت نہ رہی قرآن یا ایصال ثواب کے لیے یا حصول ثواب کے لیے عمل کے لیے نہیں' تدبر کے لیے نہیں' اشاعت کے لیے نہیں' اور جو حضور ﷺ نے ایک امت پیدا کی تھی وہ امت نہ رہی' فرقے بن گئے' جو اصول تھے اور اتفاقی باتیں تھیں ان کو تو بھلا دیا' اور جو چھوٹے چھوٹے فروعی مسائل تھے ان پر جان دینے لگے' ایک ایک جزو پر کسی نے سمجھا کہ سارے کا سارا ایمان فاتحہ خلف الامام کے مسئلے میں ہے' کسی نے سمجھا سارا دین رفع یدین میں ہے' کسی نے سمجھا کہ سارا قرآن وحدیث آمین کے مسئلے میں ہے، کسی نے سمجھا کہ فلاں عمامہ' ایسی پگڑی' اگر وہ پہنتا ہے تو پکا مومن' اور جو ایسا نہیں وہ مسلمان نہیں' اجزاء پر زور اور اصرار، جو اتفاقی چیزیں تھیں ان کو بھول گئے۔

مسلمان فرقے آج فروعی اختلافات میں مبتلا ہیں

میں یہ کہتا ہوں مسلمانوں میں جتنے بھی فرقے ہیں کوئی ایک فرقہ بتا دیجئے جو زنا کو حلال کہتا ہو' ایک فرقہ بتایئے جو چوری اور ڈاکہ زنی کو حلال کہتا ہو، ایک فرقہ بتایئے جو شراب نوشی کو جائز کہتا ہو' ایک فرقہ بتایئے جو نماز اور زکوۃ کی اہمیت سے انکار کرتا ہو' کوئی ایک فرقہ بتایئے جو ظلم کو جائز کہتا ہو۔ کوئی ایک فرقہ بتایئے جو جھوٹ' چوری اور دھوکہ کو جائز کہتا ہو' یہ سارے کے سارے تو اتفاقی مسائل ہیں' ان پر کوئی زور نہیں ہے۔ ہائے اللہ! میں اکثر دیکھتا ہوں کہ جو فروعی مسائل ہیں خطیب حضرات ان کو بیان کرتے ہیں تو لال پیلے ہو جاتے ہیں گویا کہ ساری امت کو چاہئے کہ ان فروعی مسائل کو سیدھا کریں جبکہ وہ جانتے ہیں کہ میرے سامنے سننے

والوں میں راشی بھی بیٹھے ہیں' ڈاکو بھی بیٹھے ہیں' ظالم بھی بیٹھے ہیں' بے نمازی بھی بیٹھے ہیں' جھوٹے بھی بیٹھے ہیں' خائن بھی بیٹھے ہیں' فراڈیے بھی بیٹھے ہیں' لیکن ان موضوعات کو بیان کرتے ہوئے وہ کبھی لال پیلے نہیں ہوتے۔

اور تو اور بسا اوقات دوسری طرف صریح اور واضح کفر پھیل رہا ہے لوگ ملحد و بے دین ہو رہے ہیں' عیسائی ہو رہے ہیں' قادیانی ہو رہے ہیں' اس کی فکر نہیں' اللہ اکبر!

انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ علیہ کا واقعہ

حضرت مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ نقل کیا فرمایا کہ قادیانی میں کانفرنس تھی، نابغہ عصر محدث العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ جنہیں چلتا پھرتا کتب خانہ کہا جاتا ہے، جن کے جیسا محدث اور مدرس شاید پھر کبھی پیدا نہ ہوا ہو۔ حضرت مفتی شفیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں صبح حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سر پکڑ کر انتہائی پریشان بیٹھے تھے میں نے پوچھا حضرت طبیعت تو ٹھیک ہے؟ فرمایا ''طبیعت تو ٹھیک ہے'' لیکن میاں! لگتا ہے کہ ہم نے اپنی زندگی ضائع کر دی' میں نے عرض کیا حضرت! آپ کی زندگی ضائع؟ ساری زندگی حدیث پڑھاتے رہے' فقہ پڑھاتے رہے' آپ کے ہزاروں شاگرد آپ کے بڑے بڑے مفسّر، محدّث، مدرّس اگر آپ کی زندگی ضائع ہوگئی تو پھر کس کی زندگی کام آئی؟ فرمایا میاں سوچتا یہ ہوں ساری زندگی ہم ان اختلافات کو بیان کرتے رہے جو ائمہ کے درمیان ہیں' امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کو قوی صحیح ثابت کرتے رہے' دوسروں کے مذہب کو ضعیف ثابت کرتے رہے' حالانکہ ان اختلافات کا حاصل صرف یہ ہے کہ امام

ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک درست ہے مگر غلطی کا بھی احتمال ہے دوسروں کا مذہب غلط ہے مگر اس میں درستگی کا بھی احتمال ہے، حالانکہ بروزِ قیامت اللہ تعالیٰ کسی امام کو رسوا نہیں فرمائیں گے لہٰذا ہمیں بجائے ان فروعی' جزوی مسائل اور اختلافات پر زور دینے کے اصولی' بنیادی اور اصلاحی مواد پر زیادہ زور دینا چاہیے تھا۔

میرے بھائیو اور بہنو! قرآن وسنت کی روشنی میں اس وقت مسلمانانِ عالم کو آپس میں شیر وشکر ہو کر متحد و متفق ہو کر ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی مانند بن جانے کی ضرورت ہے تا کہ ہم اتفاق واتحاد کی برکات وثمرات اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں اللہ کریم ہم سب کو اتحاد کی دولت سے مالا مال فرما کر پوری امت مسلمہ کو فرقہ واریت اور بے جا اختلافات سے نجات کاملہ عطا فرمائے (آمین۔)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

جہاد سے متعلق قرآنی آیات پر اہلِ مغرب کی تشویش کیوں؟

از افادات

داعی قرآن، مفسرِ قرآن

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ

جمع و ترتیب

مولانا اشفاق احمد

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

مکتبہ عمر فاروقؓ

- ......کیا جہاد کا حکم صرف قرآن میں ہے؟

- ......جہاد اور دہشت گردی میں کیا فرق ہے؟

- ......مغربی دانشوروں کا دعویٰ کہ ”مسلم علماء آیات جہاد کی تشریح وتعبیر توڑ مروڑ کر اور اپنے مقاصد کے حصول کے لئے کرتے ہیں“ کہاں تک صحیح ہے؟

- ......ہالینڈ کے رکن پارلیمان اور شاتم قرآن Geert Wilders کی توہین قرآن پر مبنی فلم ”فتنہ“ میں جہاد سے متعلق آیات کی من مانی تعبیر کس سازش کی نشان دہی کرتی ہے؟

- ......اہل مغرب کے لئے حقیقی خطرہ کیا ہے؟ اور آئندہ کے لئے بھی ان کی طرف سے توہین قرآن ورسالت پر مبنی مواد کی اشاعت پر کمر بستگی کس بات کا اشارہ دیتی ہے؟

- ......کرنے کا اصل کام کیا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ والصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ

اَمَّا بَعْدُ:

فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾

وقال تعالى: وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۶۹﴾

وقال تعالى: وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ

وقال رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اَلْجِهَادُ مَاضٍ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ

قابلِ احترام خواتین وحضرات!

القرآن کورسز نیٹ ورک پاکستان کے زیرِ اہتمام ہونے والی درس قرآن کی اس ماہانہ نشست میں موضوع مقرر کیا گیا ہے "جہاد سے متعلق قرآنی آیات پر اہلِ مغرب کی تشویش کیوں؟"

اور اس موضوع کے ضمن میں چند سوالات اٹھائے گئے ہیں میں کوشش کروں گا کہ کتاب وسنت کی روشنی میں ان سوالات کے جوابات دے سکوں۔

اہلِ عرب کا مصداق

پہلے یہ جان لیجئے! کہ جب ہم اہلِ مغرب کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں تو اس سے مراد وہ سارے غیر مسلم ہوتے ہیں جو مغربی ممالک میں رہتے ہیں۔

بلکہ بعض اوقات اس میں اتنی وسعت سے کام لیا جاتا ہے کہ سارے ہی کفار مراد لے لئے جاتے ہیں خواہ وہ کہیں بھی رہنے والے ہوں۔ اور جتنے بھی غیر مسلم ہیں میں ان کو دو قسموں میں تقسیم کرتا ہوں۔

پہلی قسم ان غیر مسلموں کی ہے جو کسی نہ کسی آسمانی کتاب کو ماننے والے ہیں خواہ وہ عیسائی ہوں یا یہودی۔ بلکہ یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ جن کا کسی بھی مذہب سے تعلق ہے۔ تو ہندو بھی اس میں آجائیں گے سکھ بھی آجائیں گے اور دوسرے غیر مسلم بھی آجائیں گے۔

دوسری قسم کے غیر مسلم وہ ہیں جو بے مذہب ہیں حقیقت میں ان کا کوئی مذہب نہیں ہے ان کا اصل مذہب نفس پرستی ہے۔ وہ دنیا ہی کو سب کچھ سمجھتے ہیں

نہ اللہ کو مانتے ہیں، نہ سلسلہ نبوت کو مانتے ہیں، نہ وحی کو مانتے ہیں، نہ آخرت کے دن کو مانتے ہیں، نہ حلال حرام، کفر اور ایمان کے امتیازات کو مانتے ہیں ۔اصل مذہب ان کا اپنی خواہشات کی نفس پرستی ہے اور دنیا میں اکثریت ایسے ہی غیر مسلموں کی ہے جن کے باپ دادا ممکن ہے کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں ۔لیکن خود ان کا اپنا کوئی مذہب نہیں ہے سوائے نفس پرستی کے۔

لیکن چونکہ یہودیت ہو، عیسائیت ہو، بت مذہب ہو، ہندو مذہب ہو، یہ سارے مذاہب ان کے نفسانی خواہشات میں رکاوٹ نہیں بنتے اسلئے وہ ان مذاہب کو اپنا دشمن نہیں سمجھتے ۔

پوری زندگی سے تعلق رکھنے والا واحد مذہب

ویسے بھی دیکھا جائے جتنے بھی مذاہب ہیں اسلام کے سوا ان کا تعلق اسلام کی پوری زندگی سے نہیں ہے ۔اسلام واحد مذہب ہے جس کا تعلق انسان کی پوری زندگی سے ہے۔صبح اٹھنے سے لے کر رات سونے تک، ماں کی گود سے لے کر قبر تک، نکاح سے لے کر خرید و فروخت تک، سیاست و حکومت سے لے کر معیشت و معاشرت تک، اخلاق سے لے کر معاملات تک، عبادت سے لے کر کردار تک، ایک ایک شعبہ سے اسلام کا تعلق ہے۔لیکن دوسرے مذاہب میں ایسا نہیں ہے، تو وہ مذاہب نفس پرستوں کی خواہشات میں رکاوٹ نہیں بنتے ہیں۔اسلئے وہ انہیں اپنا حریف نہیں سمجھتے ہیں البتہ اسلام کو اپنا حریف سمجھتے ہیں۔خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھنے والے ہوں یا بے مذہب

ہوں۔ یہ سب اسلام کو اپنا حریف سمجھتے ہیں اور انہیں کے ساتھ ان کی کشمکش اور ٹکراؤ جاری ہے اور یہ کشمکش آج سے نہیں ہے چودہ سو سال سے ہے۔

جاہلیت کا حقیقی مفہوم

نبی اکرم ﷺ سے پہلے کا جو زمانہ ہے ہم اُسے جاہلیت کا زمانہ کہتے ہیں۔ لیکن جان لیجئے! وہ جاہلیت کا زمانہ اسلئے نہیں تھا کہ لوگ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے۔ بلکہ وہ جاہلیت کا زمانہ اس لئے تھا کہ اس میں خدا پرستی نہیں تھی، نفس پرستی تھی۔

جس معاشرے اور جس زمانے اور جس ملک میں خدا پرستی کے بجائے نفس پرستی ہوگی ہم اسے جاہلیت کا زمانہ، جاہلیت کا معاشرہ اور جاہلیت والا ملک قرار دیں گے۔ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ جاہلیت قدیمہ تھی یہ جاہلیت جدیدہ ہے۔ قرآن نے اسے جاہلیت اولیٰ اور یہ جاہلیت ثانیہ، یہ جاہلیت ہے اور وہ بھی جاہلیت تھی۔ یہ بھی نفس پرست ہیں وہ بھی نفس پرست تھے۔

قرآن اور حضور ﷺ کی مخالفت انہوں نے بھی کی یہ بھی کر رہے ہیں اور جن لوگوں نے اس وقت حضور اکرم ﷺ کا ساتھ دیا وہ جانتے تھے کہ ہم پوری دنیا کی مخالفت مول رہے ہیں۔

بصیرت افروز اور دلچسپ واقعہ

میں آپ کو ایک بصیرت افروز اور دلچسپ واقعہ سناتا ہوں۔

جب ہمارے آقا ﷺ مکہ میں تبلیغ کا کام سرانجام دے رہے تھے تو لوگ

ماننے کیلئے آمادہ نہیں تھے۔ تو حج کے دنوں میں مکہ مکرمہ میں منیٰ میں واقع ایک گھاٹی میں مدینہ منورہ کے کچھ لوگوں نے حضور ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی اور ہر مرحلہ پر آپ کا ساتھ دینے کا عہد کیا اور آپ کو مدینہ منورہ آنے کی دعوت دی۔

اس موقع پر حضرت سعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کو مدینہ کی دعوت دینے والوں کو کہا تم جانتے ہو کس بات کا وعدہ کر رہے ہو؟ حقیقت میں تم عرب وعجم اور ساری دنیا کے مقابلے میں حضور ﷺ کا ساتھ دینے کا وعدہ کر رہے ہو۔ لیکن مدینہ والوں نے اس وعدہ کو نبھایا اور حضور اکرم ﷺ کا پوری دنیا کے مقابلے میں ساتھ دیا۔

آج بھی ایسے خوش نصیب ہیں جو پوری دنیا کے مقابلے میں قرآن کا اور صاحب قرآن حضور ﷺ کا ساتھ دے رہے ہیں اور ان شاء اللہ ساتھ دیتے رہیں گے۔

مکہ والوں کو اسلام سے یہ خطرہ تھا کہ اسلام ہمارے پورے نظام زندگی کو بدل ڈالے گا۔ وہ جانتے تھے کہ اسلام صرف ایک شعبہ تک محدود نہیں رہے گا بلکہ اسلام ہماری زندگی کے پورے نظام کو، پورے طرز کو بدل دے گا۔ سرداران قریش نے ایک موقع پر لوگوں کو ورغلاتے ہوئے کہا تھا: کیا ہم جانتے نہیں کہ محمد نے ہمارے نظام زندگی کو جاہلانہ کہا۔

سرداران مکہ کی طرح آج کے مغربی لیڈروں کو بھی خطرہ اسلام سے ہے

چنانچہ انہوں نے مکہ میں بھی اسلام اور مسلمانوں کو قدم جمانے کا موقعہ نہیں

دیا۔ جیسے ابو جہل وابولہب اور سرداران قریش کو یہ اندیشہ تھا اور اندیشہ حقیقی تھا کہ اسلام ہمارے پورے نظام زندگی کو بدل دے گا۔ اسی طریقے سے آج کے بھی وڈیروں، سرداروں، مشرکین و کفار اور دشمنان اسلام کو یہ اندیشہ ہے کہ اگر اسلام دنیا میں ٹھہر گیا تو یہ ہمارے پورے نظام زندگی کو بدل ڈالے گا۔ آپ بش صاحب اور دوسرے مغربی لیڈروں کے اخباری بیانات پڑھیں وہ صاف اس خطرے کا اظہار کر رہے ہیں کہ اسلام ہمارے پورے نظام زندگی کو بدل ڈالے گا۔ یہ مسلمان جن کو وہ کبھی مجاہد کہتے ہیں، کبھی دہشت گرد کہتے ہیں اور کبھی خودکش کہتے ہیں۔ کسی بھی نام سے پکاریں وہ ان کا نام لے کر کہتے ہیں کہ یہ ہمارے پورے نظام زندگی کو بدلنا چاہتے ہیں ان کو خطرہ خودکش حملہ آوروں سے نہیں، دہشت گردوں سے نہیں، مجاہدوں سے نہیں حقیقت میں ان کو خطرہ اسلام سے ہے۔

نام لیتے ہیں دہشت گردوں کا، خودکش حملہ آوروں کا، لیکن اصل خطرہ انہیں اسلام سے ہے۔ یہ بھی جانتے ہیں کہ اسلام پھیل رہا ہے اور پھیلے گا۔ اعتراف بھی کرتے ہیں۔

پروڈیوسر کا اپنا اقرار

جس فلم کے حوالے سے آج پوری دنیا کے مسلمان سراپا احتجاج بنے ہوئے ہیں جس کا پروڈیوسر ہالینڈ کی پارلیمنٹ کا ایک رکن ہے خود اس نے اس فلم میں اقرار کیا بلکہ اہل مغرب کو ہوشیار کرنے کے لئے بتایا کہ آج سے پچیس سال پہلے یورپ میں مسلمانوں کی آبادی کتنی تھی اور آج کتنی ہے۔

کتنی تیزی سے اسلام پھیل رہا ہے۔ مشہور انٹرنیشنل ڈائجسٹ میں یہ تسلیم کیا

گیا کہ ۱۹۳۴ء سے ۱۹۸۴ء کے درمیان تقریباً پچاس سالوں میں مسلمانوں کی تعداد میں ۲۳۵ فیصد کے حساب سے اضافہ ہوا ہے۔ یعنی ۱۰ فیصد نہیں، ۵۰ فیصد نہیں، ۱۰۰ فیصد نہیں ۲۴۵ فیصد کے حساب سے مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔

اور آپ کو تعجب ہوگا یہ سن کر کہ یہ اضافہ ایشیاء میں نہیں، ہندوستان میں نہیں بلکہ زیادہ تر جو اضافہ ہوا ہے وہ یورپ میں ہوا ہے۔

غیروں کی سوچ بچار کا نتیجہ

حیرت کی بات یہ ہے کہ ایک مذہب کو انہوں نے ٹارگٹ بنایا ہوا ہے۔ اس مذہب کی کتاب کو ہدف بنایا ہوا ہے۔ اس امت کے بانی کے وہ خاکے بناتے ہیں، تصویر بناتے ہیں، مذاق اڑاتے ہیں اور اسے معاذ اللہ! ایک دہشت گرد کے روپ میں دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود اسلام پھیلتا ہی جا رہا ہے تو اس چیز نے ان کی نیندیں حرام کر دی ہیں اور وہ سوچ بچار کے بعد اس نتیجے پر پہنچ گئے ہیں کہ ملت اسلامیہ کی قوت کا سرچشمہ دو چیزیں ہیں۔

① ۔قرآن ② ۔صاحب قرآن حضرت محمد ﷺ

چنانچہ انہوں نے اپنے پروپیگنڈہ، اپنی تنقید اور اپنی تضحیک کا نشانہ انہی دو چیزوں کو بنا رکھا ہے۔ قرآن کو اور صاحب قرآن حضور اکرم ﷺ کو۔

غیروں کا سب سے بڑا اعتراض

قرآن کریم پر جو انہوں نے اعتراضات کئے ان میں سے بڑا اعتراض

جسے پھیلا کر وہ پوری دنیا کے لوگوں کو ڈرا رہے ہیں۔

وہ اعتراض یہ ہے کہ قران میں مسلمانوں کو جہاد اور قتال کا حکم دیا گیا ہے۔ چونکہ یہ کتاب اپنے پڑھنے والوں کو جہاد پر آمادہ کرتی ہے، تشدد کا راستہ دکھاتی ہے۔ لہٰذا ان کے بقول اس کتاب پر پابندی لگنی چاہئے یا کم از کم اس کتاب میں سے ان آیات کو نکال دینا چاہئے جن آیات میں مسلمانوں کو جہاد اور قتال کا حکم دیا گیا ہے۔

چنانچہ یہ جو فلم ہے فتنہ کے نام سے بنائی گئی اس فلم کا پروڈیوسر آخر میں اپنی ڈائری سے چند صفحات کو پھاڑتا ہے گویا مسلمانوں کو ترغیب دیتا ہے کہ جیسے اپنی ڈائری سے ناپسندیدہ اوراق پھاڑ رہا ہوں تم بھی اپنی اس کتاب مقدس سے جہاد و قتال والی آیات نکال دو۔ ناپسندیدہ آیات پھاڑ کر نکال دو۔

ہر آسمانی کتاب میں جہاد کا ذکر ہے

اگر اس اصول کو تسلیم کرلیا جائے کہ ہر وہ کتاب جس کے اندر جنگ کی باتیں ہوں جو اپنے ماننے والوں کو قتال پر آمادہ کرنے والی ہو وہ کتاب قابل رد ہے اُسے ٹھکرا دینا چاہئے۔ تو پھر میں عرض کروں گا کہ کوئی بھی آسمانی کتاب ایسی نہیں ہے جس میں جہاد کی آیات نہ ہوں، جس میں جنگ کا ذکر نہ ہو۔

بعض کتابیں تو وہ ہیں جنہیں مسلمان آسمانی تسلیم کرتے ہیں اور بعض ایسی ہیں جن کو مسلمان آسمانی تسلیم نہیں کرتے۔ لیکن ان کتابوں کے ماننے والوں کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ کتابیں بھی آسمانی ہیں۔ جیسے ہندو اپنی کتابوں کو آسمانی کتابیں کہیں گے یا ممکن ہے کہ سکھ بھی اپنی کتاب گرم سام کے بارے میں کہہ

دیں کہ یہ بھی بابا گرونانک کو اللہ کی طرف سے ملی۔، ان پر القاء ہوا وحی نازل ہوئی۔ ممکن ہے وہ بھی کہہ دیں۔

خواہ وہ کتابیں ہوں جن کو مسلمان آسمانی کتابیں کہتے ہیں اور خواہ وہ کتابیں ہوں جن کو غیر مسلم آسمانی کتابیں کہتے ہیں۔ دونوں قسم کی کتابوں میں جنگ کی آیات ہیں، جہاد کے احکامات تفصیل کے ساتھ ہیں۔

تورات میں قتال کا ذکر

یہاں وقت نہیں کہ میں سارے حوالے آپ کے سامنے پڑھ کر سناؤں آپ صرف تورات کی کتاب اشتثناء آیت نمبر ۱۷ تک کو لے لیجئے جس میں یہ ہے کہ" اللہ کی طرف سے حکم دے دیا گیا تورات کے ماننے والوں کو کہ جب دور کے شہروں پر تمہارا قبضہ ہو تو وہاں کے ہر مرد کو قتل کر ڈالو۔ اور باقی جو بچے ہیں ان کو قیدی بنالو، اور مال غنیمت شمار کرلو۔ اور اگر قریب کے شہر پر تمہارا قبضہ ہو تو کسی بھی خاندان کو زندہ نہ رہنے دینا، سب کو نیست و نابود کر دینا"۔ کم از کم قرآن کریم میں تو اتنا سخت حکم کہیں بھی نہیں ہے۔

بلکہ قرآن تو مسلمانوں سے کہتا ہے کہ اگر تمہارا کسی شہر پر قبضہ ہو تو وہاں کے جو لوگ ہتھیار ڈال دے انھیں قتل نہیں کرنا، عورت کو قتل نہیں کرنا، مذہبی رہنماؤں کو قتل نہیں کرنا، بیماروں کو قتل نہیں کرنا، بچوں کو قتل نہیں کرنا، ان کی عبادت گاہوں کو آگ نہیں لگانا اور ان کے درختوں کو نہیں کاٹنا۔

لشکر کی روانگی کے ساتھ ساتھ انہیں آداب جہاد، آداب جنگ بھی سکھائے جاتے تھے۔

بائبل میں قتال کا ذکر

اسی طریقے سے ان کی کتاب بائبل میں آیت نمبر ۷ سے آیت نمبر ۳۵ تک حضرت موسیٰ نے جو کچھ اللہ کے حکم سے کیا۔ تفصیل مذکور ہے اور وہ یہ کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مدینیوں پر قبضہ کرنے کے بعد ان کے گھروں اور چھاؤنیوں کو جلا دیا اور سارے لڑکوں اور شادی شدہ عورتوں کو قتل کر دیا۔ اور جتنی بھی کنواریاں تھیں تقریباً ۳۲ ہزار ان کو اپنے سرداروں اور مجاہدوں میں تقسیم کر دیا۔

یہ آج کی بائبل کے اندر مذکور ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ سب کچھ کیا لڑکیوں کو، بچوں کو قتل کیا شادی شدہ عورتوں کو قتل کیا اور کنواریوں کو تقسیم کر دیا یہ تفصیلات آج کی بائبل کے اندر بھی موجود ہیں۔

کم از کم قرآن کریم میں تو ایسا حکم کہیں نہیں ہے کہ مسلمان اگر کسی ملک یا کسی شہر پر قابض ہوں تو وہاں کے سارے بچوں کو قتل کر دیں اور شادی شدہ عورتوں کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیں اور ساری کنواریوں کو اپنی ملکیت میں لے لیں۔ کم از کم قرآن کریم میں آپ کو ایک آیت بھی ایسی نہیں ملے گی۔

ہندوؤں کے ویدوں میں قتال کا ذکر

تورات اور انجیل کے علاوہ آپ ہندوؤں کے وید دیکھیں ان میں بھی آپ کو قتل و غارت گری کے احکام ملیں گے۔ یہاں تک کہ ایک ایک وقت میں پچاس پچاس ہزار دشمنوں کو قتل کرنے کے واقعات آپ کو ان ویدوں میں ملیں گے۔

لیکن مسلمانوں کی تاریخ میں یہ قتل وغارت گری آپ کو نہیں ملے گی۔ عرض یہ کر رہا تھا کہ اگر کوئی کتاب صرف اس لئے ٹھکرا دیئے جانے کے قابل ہے، ناپسندیدہ ہے کہ اس کتاب میں جنگ اور قتل وغارت گری کے احکام ہیں تو پھر ساری ہی مذہبی کتابیں ٹھکرا دیئے جانے کے قابل ہیں۔

مسلمانوں کا اعتدال پسندانہ نظریہ

لیکن ہم مسلمان اس کے قائل نہیں۔ نہ جہادی آیات کی وجہ سے ہم تورات وانجیل کو ناپسندیدہ ٹھہراتے ہیں اور نہ ہی ہم جہادی آیات کی وجہ سے معاذ اللہ! قرآن کریم کو ناپسندیدہ کتاب ٹھہراتے ہیں۔ اسلام نے جنگ کی اجازت دی ہے، جہاد کی اجازت دی ہے۔ لیکن یہ جان لیجئے کہ ہر جنگ جہاد نہیں اور ہر جہاد کے لئے جنگ کی ضرورت نہیں ہے۔ ایسا نہیں کہ جو مسلمان بھی جنگ کرتا ہے قتل وقتال کرتا ہے ہم اس کو جہاد کہتے ہیں اور یہ بھی نہیں کہ ہر جہاد کے لئے تلوار اٹھانا ہی ضروری ہے، یہ بھی نہیں ہے۔

جہاد کی چار صورتیں

علماء نے جہاد کی چار صورتیں بیان کی ہیں۔

پہلی قسم ''جہاد مع النفس''

سب سے پہلی قسم جہاد کی جہاد مع النفس ہے اپنے نفس کے ساتھ جہاد۔ اصل میں جہاد جَھَد یا جُھُد سے مشتق ہے اس کے معنیٰ ہیں پوری کوشش کرنا بلکہ جہاد کے اندر صرف کوشش کا معنیٰ ہی نہیں بلکہ دوطرفہ کوشش کے معنی پائے

جاتے ہیں۔ جُہد کے معنی تو یک طرفہ کوشش اور جہاد کے معنی دوطرفہ کوشش۔

ہمارا مخالف بھی کوشش کر رہا ہے ہم بھی کوشش کر رہے ہیں یہ ہے جہاد۔ تو اپنے نفس کے ساتھ جہاد، مجاہدہ یہ ہے کہ نفس اپنی خواہشات کی تکمیل چاہتا ہے اور ہم اللہ کے حکم کو غالب کرنے کے لئے نفس کی خواہشات کو دباتے ہیں تو یہ نفس کے ساتھ جہاد ہے اور اللہ کہتے ہیں کہ جو میری رضا کے لئے اپنی نفسانی خواہشات کو دباتا ہے تو میں اسے اپنے تک پہنچنے کے لئے اور اپنی رضا کے حصول کے لئے کئی راستے دکھاتا ہوں۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ط

جو ہمارے بارے میں مجاہدہ کرتے ہیں، اپنے نفس کے ساتھ ٹکراؤ کرتے ہیں کوشش کرتے ہیں اور اپنے نفس کی خواہشات کو، غلط خواہشات کو ہماری رضا کے لئے دبانے کی کوشش کرتے ہیں ہم انہیں اپنے تک پہنچنے کے لئے ایک نہیں کئی راستے دکھاتے ہیں۔

اسی طریقے سے سورۃ الحج میں اللہ نے فرمایا:

وَجَاهِدُوْا فِي اللهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ط

اللہ کے بارے میں مجاہدہ کرو جیسا کہ مجاہدہ کرنے کا حق ہے۔

اور ہمارے آقا ﷺ نے فرمایا کہ:

اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ

حقیقی مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس کے ساتھ مجاہدہ کرتا ہے، جہاد کرتا ہے۔ بعض اوقات جوش میں آکر تلوار اٹھانا آسان ہوتا ہے لیکن اپنے نفس کو دبانا

مشکل ہوتا ہے۔

بہت سے ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو میدان جہاد کے بڑے بہادر ثابت ہوتے ہیں لیکن اپنے نفس کے تقاضوں کے سامنے بڑے بزدل اور کمزور ثابت ہوتے ہیں تو آقا نے فرمایا کہ:

اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ

دوسری قسم "جہاد بالعلم"

دوسری قسم کا جہاد جہاد بالعلم علم کے ذریعے سے جہاد۔ اس میں زبان بھی آگئی، قلم بھی آگیا، میڈیا بھی آگیا۔

سب سے بڑا ہتھیار

اور جان لیجئے جو جہاد بالعلم کرنا چاہتا ہو۔ جہالت کے خلاف، کفر کے خلاف، شرک کے خلاف۔ اس کے پاس جہاد کا سب سے بڑا ہتھیار جو ہوگا وہ قرآن ہوگا۔

اللہ پاک نے فرمایا:

فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ﴿٥٢﴾

آپ کافروں کی اطاعت نہ کریں اور اس قرآن کے ذریعے سے جہاد کبیر کریں وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ اس قرآن کے ذریعے سے دشمنان دین کے ساتھ سب سے بڑا جہاد جہاد کبیر۔ جان لیجئے۔ ہمارے جتنے جنگی ہتھیار ہیں دشمن ان کا مقابلہ کرسکتا ہے اور اس سے بہتر ہتھیار میدان میں لاسکتا ہے۔ ہمارے

جہازوں سے بہتر جہاز، ہمارے ٹینکوں سے بہتر ٹینک، ہمارے بموں سے بہتر بم۔لیکن قرآن کریم مسلمانوں کے پاس ایک ایسا ہتھیار ہے کہ دشمن اس سے بہترین ہتھیار پیش نہیں کرسکتا اسکے مقابلے میں کوئی قرآن نہیں لا سکتا۔ پوری دنیا میں علمی میدان میں قرآن کے مقابلہ کرنے والی یا قرآن کے سامنے رکھے جانے کے قابل کوئی ایک کتاب بھی نہیں، نہ آسمانی نہ غیر آسمانی۔

تیسری قسم ”جہاد بالسیف“

جہاد کی تیسری قسم !جہادبالسیف یا جہاد بالنفس تلوار سے جہاد اور یہ جہاد کا اعلیٰ ترین مقام ہے۔ہم اس بات کو چھپاتے نہیں ہیں اور اس بات پر شرمندہ نہیں ہیں یہ قرآن میں ہے اور نبی اکرم ﷺ کی سنت میں ہے اور اسلام میں ہے۔جان کی قربانی کے جہاد کو اعلیٰ ترین جہاد کہا ہے یہ جہاد اس بات کا مظہر ہے کہ مجاہد کو اپنے نظریئے کی سچائی پر اتنا یقین ہے کہ وہ اپنے نظریئے کی خاطر راتوں کی نیند قربان کرسکتا ہے، اہل وعیال قربان کرسکتا ہے، مال قربان کرسکتا ہے۔حتیٰ کہ اپنی جان بھی قربان کرسکتا ہے۔

شہید کو شہید کہنے کی وجہ

اسلئے جو اللہ کے دین کی خاطر لڑتا ہوا مارا جائے ہم اس کو شہید کہتے ہیں۔شہید کہنے کی ایک وجہ یہ ہے کہ وہ اپنا خون دے کر یہ گواہی دیتا ہے کہ اسلام برحق ہے۔قرآن سچی کتاب ہے، میرا مذہب سچا مذہب ہے حتیٰ کہ میں اسکے لئے اپنی جان بھی قربان کرسکتا ہوں۔

اسلام کی تعلیمات اور آپ ﷺ کا عمل

تو اسلام نے اسکی بھی اجازت دی، یہ بھی جہاد ہے جہاد بالسیف تلوار سے جہاد جانی قربانی کے ساتھ جہاد لیکن ساتھ ہی ساتھ اسلام نے ایسی تعلیمات دیں کہ تلوار سے جہاد تو ہو لیکن کم سے کم جانیں ضائع ہوں۔

گویا کہ قتل کرنا، خون بہانا اور جان دینا یہ اصل مقصد نہ ہو کم سے کم جانیں ضائع ہونی چاہئیں یہ اسلام نے تعلیم دی۔

چنانچہ آپ دیکھئے ہمارے آقا ﷺ نے ۱۰ لاکھ مربع میل کا علاقہ فتح کیا اور جانیں کتنی گئیں؟ مسلمانوں کی کم وبیش ۳۰۰ اور کفار کی ۷۰۰۔

صرف ۷۰۰ کفار ومشرکین کو قتل کیا اور ۱۰ لاکھ مربع میل کا علاقہ فتح کیا۔

میرے آقا حضرت محمد ﷺ کی صداقت ہے۔ آپ کی حقانیت کے تو بے شمار دلائل ہیں۔ ایک دلیل یہ بھی ہے آپ مجاہد اعظم تھے ۱۰ لاکھ مربع میل کی زمین کو فتح کیا اور صرف ۷۰۰ جانوں کا خون بہایا صرف سات سو، اور اپنے اصحاب میں سے صرف ۳۰۰ قربان ہوئے۔ آپ کہیں یہ نہ سوچئے گا کہ وہ تو تیر وتلوار کا زمانہ تھا ویسے ہی جانیں کم ضائع جاتی تھیں۔

اگر آج کا زمانہ ہوتا گولہ بارود کا زمانہ، ٹینک وتوپ کا زمانہ اور فدائی بم باری کا زمانہ تو زیادہ جانیں ضائع جاتیں۔ آپ اس وقت کے دوسرے سپہ سالاروں کو دیکھیں، دوسرے فاتحین کو دیکھیں تو ان کی فتوحات اور نبی اکرم ﷺ کی فتوحات کے درمیان آپ کو زمین وآسمان کا فرق دکھائی دے گا۔

سب سے بڑا فرق

سب سے بڑا فرق تو مقصد کے اعتبار سے ہے۔ اکثر سپہ سالار اور اکثر فاتحین ایسے تھے کہ ان کے پیش نظر قوم تھی، قبیلہ تھا، زر تھا، زمین تھی، اقتدار تھا، حکومت وسلطنت کا دائرہ وسیع کرنا تھا۔ لیکن نبی اکرم ﷺ کے پیش نظر یہ ﷺ مقصد نہیں تھا۔ جہاد نہ زر کیلئے ہوتا ہے، نہ زن کیلئے ہوتا ہے، نہ زمین کیلئے ہوتا ہے، نہ دائرہ سلطنت کی توسیع کیلئے ہوتا ہے، نہ شہرت کیلئے ہوتا ہے، نہ بہادری کیلئے ہوتا ہے بلکہ جہاد صرف ہوتا ہی اسلئے ہے کہ اللہ کا کلمہ سر بلند ہو، جو عدل کے نفاذ کیلئے ہوتا ہے، جو ظلم کے خلاف ہوتا ہے، تو آپ یہ مت سوچیں کہ وہ تلوار کا زمانہ تھا اس لئے تعداد محدود رہی دوسرے فاتحین کو اور دوسرے سپہ سالاروں کو دیکھئے کہیں پر تو آپ کو مقصد کے اعتبار سے فرق دکھائی دے گا۔

دوسرا فرق

اور دوسرا فرق مقتولین کے اعتبار سے نظر آتا ہے، میں صرف چند نام لے کر آپ کو بتاتا ہوں۔ نوشیروان کا نام آپ نے سنا ہوگا اسکے عدل کے قصہ ہماری کتابوں میں بھی دکھائی دیتے ہیں۔ بڑا عدل تھا، شہرہ آفاق تھا گویا اس کا عدل وانصاف، لیکن جب اس نے کعبہ کو فتح کیا تو پورے شہر کو آگ لگا دی یہ تاریخ میں اس عادل کی کارکردگی موجود ہے۔

خسرو پرویز نے جب بیت المقدس کو فتح کیا تو ۹۰ ہزار دشمنوں کا خون کیا ہے۔

انسانی تاریخ کا عجیب واقعہ

اور جب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیت المقدس کو فتح کیا تو شاید یہ انسانی تاریخ میں عجیب واقعہ ہوا ہے کہ ایک بھی انسانی خون کو نہیں بہایا گیا ہے بلکہ حد یہ کہ جب نماز کا وقت ہوا تو عیسائیوں نے یہ درخواست کی کہ آپ خود ہمارے گرجا ہی میں نماز ادا فرمالیں نماز کا وقت ہو گیا۔

اللہ اکبر! قربان جایئے ان کی بصیرت پر اور ان کی وسعت ظرفی پر اور دور اندیشی پر۔ فرمایا، نہیں! میں یہاں نماز ادا نہیں کروں گا۔ کہ اگر میں نے آج یہاں نماز پڑھ لی تو بعد کے مسلمان غیر مسلموں کے گرجا پر قبضہ کرنے کیلئے میرے اس عمل کو حجت بنالیں گے۔ چناچہ گرجا گھر میں نماز تک نہیں پڑھی۔

خسرو پرویز نے بیت المقدس کو فتح کیا تو نوے ہزار دشمنوں کی جانیں ضائع کیں اور حضرت محمد ﷺ کے ایک سچے غلام سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جب بیت المقدس کو فتح کیا تو ایک بھی جان ضائع نہیں کی کسی بھی دشمن کو قتل نہیں کیا۔

اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ۴۱۰ سال بعد یورپ کے تہذیب یافتہ، ہم ان کو مہذب لوگ کہتے ہیں نا۔ تہذیب یافتہ اور معاذ اللہ! یہ لوگ حضور ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو تو جاہل کہتے ہیں۔ بدو لوگ، دیہاتی لوگ، غیر مہذب، غیر متمدن، غیر ترقی یافتہ۔ وہ جو معاذ اللہ! تمھاری نظر میں غیر مہذب تھے، غیر ترقی یافتہ، غیر متمدن تھے، غیر تعلیم یافتہ تھے۔ انہوں نے جب بیت المقدس کو فتح کیا تو ایک بھی انسانی جان کو ضائع نہیں ہونے دیا اور تمھارے تہذیب یافتہ، تعلیم یافتہ، سلجھے ہوئے صلیبی شہزادوں نے چارسو ساٹھ سال بعد

جب بیت المقدس کو فتح کیا تو مسلمانوں کا خون اتنی کثرت سے بہایا کہ بیت المقدس کی گلیوں میں گھٹنوں تک خون کی وجہ سے دلدل پڑگئی۔ اللہ اکبر۔ اور اس بات کا اقرار خود غیر مسلم محققین مورخین اور مصنفین نے کیا ہے کہ مسلمانوں کا خون اتنا بہایا گیا کہ اس کی گلی کوچوں میں ہر طرف مسلمانوں کا خون ہی دکھائی دیتا تھا۔ گھوڑوں کے کھر مسلمانوں کے خون میں ڈوب گئے اور لیکن صلیبی شہزادوں کے چھیانوے سال بعد صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ (اللہ ان کی قبر پر کروڑوں برکتیں نازل فرمائے) انہوں نے بیت المقدس کو فتح کیا تو آپ تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں خون خرابہ نہیں ہونے دیا اور پھر بیسویں صدی میں امریکہ اور برطانیہ کی سرپرستی میں یہودیوں کو پوری دنیا سے لاکر وہاں بسایا گیا اور فلسطینیوں سے ان کی زمین کو چھینا گیا۔ تو جب سے یہودی وہاں آباد ہوئے ہیں آج تک کوئی بھی دن ایسا نہیں گیا کسی نہ کسی مسلمان بچے، کسی نہ کسی مسلمان بچی، کسی مرد، کسی عورت، کسی بوڑھے کی لاش نہ اٹھتی ہو۔

فلسطینیوں پر ظلم کے پہاڑ

ہم روز اخبار میں پڑھتے ہیں اور ساری دنیا سارا میڈیا دیکھتا ہے فلسطینیوں کے جنازے اٹھتے ہیں۔ کبھی ان پر پانی بند کیا جاتا ہے، کبھی بجلی بند کر دی جاتی ہے، کبھی شاہراہیں ان کیلئے بند کی جاتی ہیں کبھی ان کی بستیوں کے اردگرد دیواریں تعمیر کر دی جاتی ہیں تاکہ پوری دنیا سے یہاں تک کہ وہاں کے رہنے والوں سے بھی ان کا رابطہ منقطع ہو جائے۔

تو ایک طرف مسلمانوں کا کردار اور دوسری طرف غیر مسلموں کا کردار۔

ہر موقع کا اسوہ و نمونہ موجود ہے

میں اگر یہ کہوں تو بے جا نہ ہوگا کہ مسلمانوں کے سامنے اپنے آقا سیدنا محمد مصطفی ﷺ کا اسوہ تھا، نمونہ تھا۔ کہ اگر تمھیں فتح حاصل ہو تو تمھیں کیا کرنا ہے اللہ اکبر! ہمارے پاس حضور ﷺ کا یہ اسوہ بھی موجود ہے کہ اگر تمھیں شکست ہو جائے تو کیا کرنا ہے جیسا کہ غزوہ احد میں کیا تھا۔

آپ ﷺ کا مثالی درگزر

اور ہمارے پاس یہ نمونہ بھی موجود ہے کہ اگر تمھیں فتح ہو تو کیا کرنا ہے۔ فتح مکہ کی صورت میں ہمارے پاس یہ اسوہ بھی موجود ہے اللہ اکبر!۔ مکہ فتح ہوا اور کون سی سر زمین تھی مکہ۔ یہاں مسلمانوں کو گلیوں میں گھسیٹا گیا تھا، انگاروں پر لٹایا گیا تھا، تڑپا تڑپا کر مارا جاتا تھا۔ مظلموں، بے کسوں کے جسم کے ٹکڑے کر لئے جاتے تھے۔ حضور ﷺ کے جسم اطہر پر گندگی پھینکی جاتی تھی۔ بیت اللہ کے اندر سجدہ کرنے کی اجازت نہیں تھی، بھوکا پیاسا تڑپنے پر مجبور کیا جاتا تھا۔ لیکن اسی مکہ کو جب آپ ﷺ نے فتح کیا اور آپ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے یہ نعرہ لگالیا۔ اَلْیَوْمُ یَوْمُ الْمَلْحَمَۃِ آج بدلہ لئے جانے کا دن ہے، آج ہم بدلہ لیں گے۔ تو میرے آقا ﷺ نے اعلان فرمایا نہیں اَلْیَوْمَ یَوْمُ الْمَرْحَمَۃِ آج رحم کرنے کا دن ہے، آج معاف کرنے کا دن ہے۔

کمزوری میں مجبوری میں معاف کرنے والے بہت ہوتے ہیں، طاقت میں قوت میں معاف کرنے والے محمد مصطفی ﷺ ہوتے ہیں اور یا پھر

محمد مصطفیٰ ﷺ کے غلام ہوتے ہیں۔

تو نبی اکرم ﷺ کا اسوہ مسلمانوں کے سامنے موجود ہے، لیکن دوسری اقوام کی یہ بدقسمتی کہ ان کے سامنے ایسے مذہبی رہنما کا یہ اسوہ اور نمونہ موجود نہیں الحمدللہ ہم اس اعتبار سے بڑے خوش قسمت ہیں کہ زندگی کے ہر شعبہ کے لئے ہمارے سامنے حضور اکرم ﷺ کی سیرت کے اندر کوئی نہ کوئی اسوہ اور نمونہ ہے اور دوسرے اس اعتبار سے خالی ہاتھ ہیں، خالی دامن ہیں کہ ان کے سامنے ان کے مذہبی رہنماؤں کے ہر ہر مرحلہ پر نمونے موجود نہیں ہیں۔

یہ تو پہلا اور دوسرا سوال تھا جس کا میں نے جواب دینے کی کوشش کی یعنی قرآن کی جہادی آیات پر اہل مغرب کی تشوش کیوں؟

اور دوسرا سوال یہ کہ کیا جہاد کا حکم صرف قرآن میں ہے؟ دوسری آسمانی کتابوں میں نہیں ہے؟

جہاد اور دہشت گردی میں فرق

ایک تیسرا سوال جو اٹھایا گیا ہے آج کی اس نشست میں وہ یہ کہ جہاد اور دہشت گردی میں کیا فرق ہے؟

پہلی بات تو یہ جان لیں کہ ہر دہشت گردی قابل مذمت نہیں ہے اور ہر دہشت گرد قابل نفرت نہیں ہے۔ آپ کو یہ تعجب ہوگا کہ میں یہ کیا کہہ رہا ہوں لیکن یہ حقیقت ہے جو شخص چوروں کیلئے، ڈاکوؤں کیلئے، ظالموں کیلئے، دہشت گرد ثابت ہوتا ہے وہ قابل نفرت نہیں ہے۔ وہ تو ہمارا محسن ہے، وہ تو ہمارا ہیرو ہے، سر پر بٹھائے جانے کے قابل ہے۔

جو معاشرے کے غلط اور گندے افراد کیلئے دہشت اور خوف کی علامت بن جاتا ہے اگر ایسے لوگوں کیلئے کوئی بھی دہشت اور خوف والا نہ ہوتو پورا معاشرہ جہنم کا نمونہ پیش کرے گا۔

اہلِ مغرب کی ایک فضا

تو ہر دہشت گرد قابل نفرت نہیں ہے، ہر دہشت گردی قابل مذمت نہیں ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ اہل مغرب کی ایک فضا چلی ہے کہ وہ کسی بھی مذہب کے ایک نعرہ کو، ایک اصطلاح کو، ایک لفظ کو اٹھاتے ہیں تو اسے پرستش کی حد تک پہنچا دیتے ہیں کہ اسکی پرستش ہوگی جیسے انہوں نے جمہوریت کو اٹھایا گویا جمہوریت ایسی شے ہے جسکے بغیر ایمان ہی مکمل نہیں، ایسا انہوں نے جمہوریت کو اٹھایا۔ جمہوریت، جمہوریت، جمہوریت ذہنوں میں اس بات کو اس طرح بٹھا دیا کہ جب تک تم جمہوریت کو نہیں مانتے تمھارے لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ کا بھی کوئی اعتبار نہیں ہے۔

جب تک جمہوریت کو نہیں مانتے نہ دنیا کے مسائل حل ہو سکتے ہیں نہ آخرت کے۔ اسی طرح حقوق نسواں کا نعرہ بنایا ہوا ہے، عورتوں کے حقوق، اس دعوی کو اٹھایا ہوا ہے اور پرستش کی حد تک پہنچا دیا۔ کوئی نہیں جانتا عورتوں کے حقوق کیا ہیں۔

مرد بھی نعرہ لگا رہا ہے حقوق نسواں، عورتوں کو حقوق ملنے چاہیے اور عورت بے چاری ظلم کی چکی میں پس رہی ہے، اسکو میراث نہیں دی جارہی، اسکو کھلونا

بنا دیا گیا، اسکو شہوت پرستی کا، شہوت کی تکمیل کا ایک نعرہ بنا دیا گیا اور نعرہ لگا رہے ہیں حقوق نسواں۔ مسلم بھی نعرہ لگا رہا ہے اور غیر مسلم بھی نعرہ لگا رہا ہے۔

اسی طرح بعض اوقات وہ کسی اصطلاح کو، کسی نعرہ کو، اس قدر قابل نفرت بنا دیتے ہیں کہ لوگ سوچے سمجھے بغیر اس اصطلاح سے، اس شخص سے نفرت کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

اب دیکھیے القاعدہ، القاعدہ، القاعدہ کیا ہے؟ اب دنیا میں جہاں کہیں بھی کچھ ہوا کس نے کیا؟ القاعدہ نے کیا۔

ایسا لگتا ہے کہ وہ تو فرشتوں سے بھی زیادہ تیز رفتار ہیں کہ دنیا کے ہر کونے میں پہنچ جاتے ہیں۔ ان کا سسٹم امریکہ، برطانیہ سے بھی زیادہ فعال ہے کہ پوری دنیا میں وارداتیں کرنے کی وہ صلاحیت رکھتے ہیں اور پورے مسلمانوں کو منظم کر دیا کہ القاعدہ کے خلاف ہو جاؤ۔ اور کسی بھی معصوم اور بے گناہ کو تختہ مشق بنانا ہو اور گوانتانامو جیل میں لے جانا ہو اور جس پر ظلم وستم ڈھانا ہو اسے کہہ دیا یہ القاعدہ والا ہے۔ اللہ اکبر۔

اہل مغرب کا طریقہ واردات

یہ ان کا طریقہ واردات ہے۔ دہشت گردی کو انہوں نے قابل نفرت چیز بنایا۔ دہشت گردی قابل نفرت عمل ہے اب اس میں بھی بعض اوقات یہ گفتگو کروں گا۔ دہشت گرد بہت غلط لوگ ہیں دہشت گردی قابل نفرت عمل ہے۔

ایک طرف انہوں نے دہشت گردی کو اور دہشت گرد کو قابل نفرت قرار

دیا اور دوسری بات یہ ذہن میں ڈال دی کہ ہر مسلمان دہشت گرد ہے۔ پہلے یہ بات انہوں نے ذہنوں میں بٹھائی کہ دہشت گردی قابل نفرت ہے۔ پھر دوسرا مسئلہ یہ لاگو کیا کہ ہر مسلمان دہشت گرد ہوتا ہے۔ بالخصوص ٹوپی والے، بالخصوص پگڑی والے، بالخصوص ڈاڑھی والے، بالخصوص شراب سے بچنے والے، بدکاری سے بچنے والے، بالخصوص مسجد کی خدمت کرنے والے، بالخصوص مدرسوں کی خدمت کرنے والے، بالخصوص کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے چاہے وہ اسلامی ملک کی این جی اوز ہی کیوں نہ ہو، وہ ٹرسٹ ہی کیوں نہ ہو، وہ بھی قابل نفرت ہے یہ سب دہشت گرد ہیں۔

دو چیزیں ذہنوں میں بٹھائیں۔ایک دہشت گردی کہ وہ جس صورت میں بھی ہو قابل نفرت ہے۔

اور دوسری چیز یہ ذہن میں بٹھائی کہ ہر مسلمان، بنیاد پرست مسلمان، اسلام کی بنیادوں کو ماننے والا اور اسلام پر عملی طور پر چلنے والا یہ ہر مسلمان دہشت گرد ہوتا ہے۔ ذہنوں میں بات بٹھائی اگر دہشت گردی قابل نفرت عمل ہے۔ چلو مان لیا دہشت گردوں کو ختم کرنا چاہیے قابل نفرت عمل ہے۔

قابل تعجب

لیکن آپ کو تعجب ہوگا کہ دہشت گردی کے نام کے خلاف جتنی آواز اٹھائی جاتی ہے نعرہ اٹھایا جاتا ہے اتنی توجہ دہشت گردی کے اسباب کے ختم کرنے پر نہیں دی جاتی۔

بھائی! کسی کو بیماری ہے اور اس کو بیماری کے اسباب کا بھی پتا ہے۔ تو اس کا علاج تو یہ ہے کہ بیماری کے اسباب کو ختم کر دیا جائے۔ آپ بیماری کا تو بہت پروپیگنڈہ کرتے ہیں لیکن بیماری کے اسباب کو ختم نہیں کرتے تو بیماری کیسے ختم ہوگی۔؟؟

دہشت گردی قابل نفرت عمل ہے لیکن اس سے بھی زیادہ قابل نفرت عمل دہشت گردی کے اسباب ہیں۔ اور وہ لوگ سب سے زیادہ قابل نفرت ہیں جو دہشت گردی کے اسباب کو فروغ دیتے ہیں۔

دہشت گردی کے اسباب

آپ جب روزانہ فلسطینیوں کے حالات دکھائیں گے چھوٹی سی بچی کے سامنے اسکے بھائی کو گولی سے اڑا دیا جائے اور بھائی کے سامنے چھوٹی بہن کی عزت کو لوٹ لیا جائے۔ اور ان کی زندگی بھر کی پونجی اور خون پسینے کی کمائی سے بنے ہوئے آشیانے کو آگ لگا دی جائے اور ان پر پانی اور بجلی جیسی بنیادی سہولیات کو بند کر دیا جائے تو کیا وہ دہشت گردی نہیں کریں گے؟ انکی اپنی ہی زمین ان پر تنگ کر دی جائے۔ فلسطینیوں کی زمین، لیکن فلسطینیوں کو اسی زمین پر آزادی کیساتھ اور امن کیساتھ رہنے کا حق نہیں ہے۔

کشمیریوں کو آپ کشمیر میں امن وسکون سے نہیں رہنے دیں گے اور انہیں آزادی نہیں دیں گے اور عمارتوں پر جا کر آپ قبضہ جما دیں گے۔ اور افغانستان میں جا کر آپ حکمران جا بیٹھیں گے تو پھر دہشت گردی فروغ نہیں پائے

گی؟ سب سے زیادہ ضرورت جس چیز کی ہے وہ دہشت گردی کے اسباب ختم کرنے کی ہے۔ اور دہشت گردی پیدا کرنے والوں کے ہاتھ کاٹ لیے جائیں۔

میں مان لیتا ہوں دہشت گردی مسلمان کرتے ہیں مان لیتا ہوں۔ لیکن دہشت گردی پیدا کرنے میں مسلمانوں کا تو کوئی حصہ نہیں ہے۔

میں نے غور کیا تو میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ اس وقت جو ۵۶ یا ۶۰ مسلمان ممالک ہیں۔ ان میں سے کوئی ایک مسلمان ملک بھی ایسا نہیں کہ جس نے کسی غیر مسلم ملک کی ایک انچ زمین پر بھی قبضہ کیا ہو۔

آپ سارے مسلمان ملکوں کے حالات اسوقت دیکھ لیجئے۔ سعودیہ، کویت، عراق اور مصر اور قطر اور سوڈان اور افغانستان، انڈونیشیا، ملائشیا وغیرہ وغیرہ۔

کسی ایک مسلمان ملک نے بھی کسی غیر مسلم ملک کی زمین پر قبضہ نہیں کیا ہوا، کسی مسلمان ملک میں غیر مسلموں کو پکڑ پکڑ کر نہیں لیا جاتا اور ان کو ٹارگٹ نہیں کیا جاتا لیکن میں سب کے سامنے یہ کہہ سکتا ہوں کہ غیر مسلم ممالک میں مسلمانوں کی زمینوں پر، ان کے سمندروں پر، ان کے ساحلوں پر، ان کے فوجی اڈوں پر، ان کے تیل کے ٹرکوں پر قبضہ کیا ہوا ہے۔ کیا دہشت گردی پیدا نہیں ہوگی؟

دہشت گردی کے اسباب مسلمان فراہم نہیں کر رہے ہمیں اپنی کمزوریوں کا اعتراف ہے ہم بہت سوں سے کم ہیں۔ لیکن کم از کم جہاں تک دہشت گردی کے اسباب کا تعلق ہے اسمیں مسلمانوں کا کوئی حصہ نہیں ہے۔

دہشت گردی کا خاتمہ یا فروغ

اور یہ بھی بیان کر دوں۔ جو لوگ دہشت گردی کے خلاف بولتے ہیں وہ بھی یہ ختم نہیں کرنا چاہتے۔ جھوٹ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم دنیا سے دہشت گردی ختم کرنا چاہتے ہیں۔ وہ سب دہشت گردی کو فروغ دینا چاہتے ہیں، ان کے لئے مزید مواد فراہم کرنا چاہتے ہیں۔ مجھے اندیشہ ہے اس بات کا میں اپنے ذاتی مطالعہ سے آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔ بہت سے خودکش ایسے ہیں۔ سب کی بات نہیں کرتا غلط فہمی کا شکار نہ ہو جانا بہت سارے خودکش حملہ آور ایسے ہیں۔ جن کے پیچھے امریکہ کا ہاتھ ہے اور دوسری مغربی قوتوں کا ہاتھ ہے اور بہت سے خودکش حملے ایسے ہیں جو مصنوعی و جھوٹے ہیں حقیقی نہیں ہیں۔

جہاں مرضی مسلمانوں کا خون بہا دیا جاتا ہے اور مسلمانوں کو قتل کر دیا جاتا ہے اور کہا یہ جاتا ہے کہ یہ کسی بنیاد پرست مسلمان، خودکش حملہ آور کا یہ کرتوت ہے اس نے یہ کام کیا ہے۔

خودکش حملوں کی حقیقت

اول تو بہت سارے حملہ آوروں کے پیچھے ان مغربی قوتوں کا ہاتھ اور دوسرے ان میں بہت سارے حملے ایسے ہیں جو مصنوعی قسم کے ہیں۔

آپ بتایئے جو خودکش مسلمانوں کے غریب مجمعے کے مجمعے کو اڑا دیتا ہے اسے اپنے مجمع میں اپنا دشمن کون دکھائی دیتا ہے؟

چند دنوں پہلے ابھی حال ہی کی بات ہے لانڈھی میں ایک حملہ ہوا بے چارے

ریڑھی لگانے والے، ٹھیلے لگانے والے، محنت کش مزدوران کو کسی نے بم دھما کے میں اڑا دیا آپ بتائیے ان کا کیا قصور تھا؟

مصنوعی حملے ہوتے ہیں ان کو خودکش کا نام دیا جاتا ہے۔تو دہشت گردی کے اسباب اگر ختم کر دیئے جائیں تو دہشت گردی دنیا سے خودبخود ختم ہو جائے گی۔

کیا مسلم علماء آیاتِ جہاد کی غلط تشریح کرتے ہیں؟

چوتھا سوال جو کیا گیا ہے کہ مغربی ممالک کا دعوی یہ ہے کہ مسلم علماء آیات جہاد کی غلط تشریح کرتے ہیں؟ اول تو مجھے معلوم نہیں کہ کون کرتا ہے اور اگر بالفرض کوئی کرتا بھی ہے تو علماء اس کی نشاندھی کرتے ہیں اور علماء ہی کو نشاندھی کرنے کا حق حاصل ہے۔قرآن کی تشریح اور قرآن کی تفسیر، قرآن کے علماء اور مسلمانوں کے علماء کر سکتے ہیں۔قرآن کی تفسیر، جہاد کی تفسیر، نماز کی تفسیر، زکوۃ کی تفسیر یہودیوں کو ہم نہیں دے سکتے، عیسائیوں کو ہم نہیں دے سکتے۔

جہاد کیا ہے؟ جہاد کی حقیقت کیا ہے؟ جہاد کے شرائط کیا ہیں؟ جہاد کے مقاصد کیا ہیں؟ جہاد کے احکام کیا ہیں؟ جہاد کے فضائل کیا ہیں؟ یہ سب کچھ مسلم علماء بتا سکتے ہیں۔اس سلسلے میں ہم غیر مسلموں کو اختیار نہیں دے سکتے۔

بدنامِ زمانہ فلم "فتنہ"

پانچواں سوال جو کیا گیا وہ بدنام زمانہ فلم فتنہ کے حوالے سے، میں نے جو کچھ اس حوالے سے سنا، دیکھا اور پڑھا۔ میں اس کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اس فلم ساز نے اسلامی نقطہ نظر سے نہیں مغربی نقطہ نظر سے بھی انتہائی بد

دیانتی سے کام لیا ہے۔

کوئی بھی ایسا شخص جو علمی ذوق رکھتا ہو، تحقیقی ذوق رکھتا ہو، وہ یہ تسلیم کیے بغیر نہیں رہے گا کہ اس کو بنانے والا انتہائی جھوٹا، مکار، اسلام کے لئے دل میں بغض رکھنے والا انسان ہے۔ عقائد کو توڑ مروڑ کر پیش کیا ہے اسکی بد دیانتی کا اندازہ آپ اس بات سے لگائیں کہ اس نے جو قرآنی آیات پیش کی ہیں تو وہ امام حرم شیخ عبدالرحمن کی آواز میں پیش کیا ہے لیکن ان کی آواز کو بھی بگاڑ کر پیش کیا ہے۔ وہ بد بخت جانتا ہے کہ قرآن میں تاثیر ہے۔ جو سنے گا ان آیات کو شیخ عبدالرحمن سدیس صاحب کی آواز کو سنے گا انکی اصل آواز اور لہجہ کو شروع سے سنے گا تو وہ سن کر متاثر ہو سکتا ہے۔ خواہ وہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو چنانچہ اس نے آواز کو بھی بگاڑنے کی بھی کوشش کی ہے۔ تا کہ صحیح آواز میں قرآن نہ بول سکے۔

پروپیگنڈہ

پھر اس نے یہ کیا کہ ایک طرف تو وہ قرآنی آیات پیش کرتا ہے وہ آیات جو جہاد اور قتال سے تعلق رکھتی ہیں۔

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿٦٠﴾

اس طرح کی آیات کو پیش کرتا ہے اور پھر دنیا میں آنے والے واقعات

اور سانحات کو پیش کرتا ہے۔

مثال کے طور پر نائن الیون کا حادثہ اور عراق کی کٹی ہوئی گردنیں اور افغانستان میں بہتا ہوا خون اس قسم کے واقعات پیش کرتا ہے قرآنی آیات کے پس منظر میں ۔گویا اپنے ناظرین کو یہ تاثر دینے کی کوشش کرتا ہے کہ جن لوگوں نے یہ نائن الیون کا حادثہ کیا۔ یا عراق اور افغانستان میں خون بہایا انہیں ایسا کرنے پر قرآن نے آمادہ کیا۔ان آیات نے آمادہ کیا۔

پروپیگنڈہ کا پہلا جواب

میرا پہلا جواب تو اس پروپیگنڈہ کا یہی ہے کہ جتنے بھی ایسے واقعات پیش کئے ہیں ۔ان سب کے پس پردہ ہاتھ تورات کے ماننے والوں کا ہے۔
انجیل کے ماننے والوں کا ہے۔قرآن کے ماننے والوں کا نہیں ہے۔

نائن الیون کی حقیقت

نائن الیون کا حادثہ ہوا اب کتابیں آچکی ہیں ۔جسمیں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ حادثہ مسلمانوں کا نہیں ہے ۔القاعدہ کے اندر اتنی صلاحیت نہیں تھی ۔کہ وہ اتنا بڑا واقعہ کر سکے یہ یہودیوں کی منظم سازش تھی جس کے تحت کا یہ واقعہ پیش آیا ہے اب تو اس پر خود اہل مغرب کی کتابیں بازار میں آئی ہیں ۔

دوسرا جواب

اور دوسرا جواب میں یہ عرض کروں گا کہ میں نے مان لیا کہ ان ٹاورز کو جو

تباہ کیا وہ چند مسلمانوں نے کیا اور عراق میں جو خون بہا وہ مسلمانوں کی وجہ سے بہا افغانستان میں جو خون خرابہ ہوا مسلمانوں کی وجہ سے ہوا۔ چلیں مان لیا۔

لیکن آپ کیسے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ قران معاذ اللہ قابل رد اور قابل نفرت کتاب ہے؟ اس لئے کہ قرآن نے مسلمانوں کو ایسا کرنے پر آمادہ کیا۔

تو میرا سوال یہ ہے کہ ہٹلر نے آپ کے بقول ۶۰ لاکھ یہودیوں کو قتل کیا جسے ہولوکاسٹ بھی کہا جاتا ہے اور اس پر بحث کی پوری دنیا کو اجازت نہیں دیجاتی اور اسکو ایک بہت بڑا جرم سمجھا جاتا ہے کہ کوئی شخص اسکی تحقیق کرے کہ ہولوکاسٹ کی حقیقت کیا تھی کیا واقعی ایسا ہوا تھا کہ نہیں ہوا تھا۔

لیکن آپ کہتے ہیں کہ ایسا ہوا تھا اور کس نے کیا تھا ہٹلر نے اور ۶۰ لاکھ یہودیوں کو قتل کیا تھا۔ تو اگر میں یہ کہوں کہ ہٹلر کو ایسا کرنے پر بائبل نے آمادہ کیا تھا تو کیا میں حق بجانب ہوں گا؟ بائبل نے اس کو آمادہ کیا تھا۔ چونکہ بائبل کے اندر جہاد کی آیات ہیں قتال کی آیات ہیں تو ہوسکتا ہے کہ ہٹلر نے بائبل پڑھ لی ہو تو اس کتاب نے اسکو خون خرابہ پر آمادہ کیا۔ اور اتنا خون تو مسلمانوں نے اپنے دشمنوں کا نہیں بہایا۔

ہیروشیما ناگاساکی پر کس نے ایٹم بم برسایا؟

کس نے اس شہر کے ہنستے بستے مسکراتے چہروں کو جلا دیا۔

عیسائیوں نے ایٹم بم برسایا کیا میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ایٹم بم برسانے والون کو بائبل نے ایسا کرنے پر آمادہ کیا۔

پہلی جنگ عظیم میں ۶۴ لاکھ یا ۷۲ لاکھ انسان قتل ہوئے اور قاتلوں میں

مسلمان نہیں تھے عیسائی تھے۔ تو کیا میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ عیسائیوں کو ایسا کرنے پر بائبل نے آمادہ کیا ہے؟

دوسری جنگ عظیم میں پانچ کروڑ انسانوں کا خون بہایا گیا اور بہانے والے مسلمان نہیں کافر تھے، غیر مذہب تھے اور اکثریت ان عیسائیوں کی تھی۔ تو کیا میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ان عیسائیوں کو پانچ کروڑ انسانوں کا خون بہانے پر تورات اور انجیل نے آمادہ کیا تھا؟ تو اگر کسی مسلمان سے کوئی غلطی ہوتی ہے تو اسے معاذ اللہ! قرآن کی طرف منسوب کرنا اور قرآن کو قابل نفرت کتاب قرار دینا یہ عدل اور انصاف کا تقاضا نہیں۔

اہلِ مغرب کے لئے حقیقی خطرہ کیا ہے؟

چھٹا سوال جو اٹھایا گیا ہے وہ یہ کہ اہل مغرب کے لئے حقیقی خطرہ کیا ہے؟

میں نے جو بیان کیا اس بیان کے اندر اس سوال کا جواب تو آچکا لیکن میں پھر عرض کر دوں کہ اہل مغرب کے لئے حقیقی خطرہ نہ ہمارے شہزادے ہیں، نہ ہمارے بادشاہ ہیں، نہ سونے چاندی کی بہتات ہے اور نہ پیٹرول کے ذخائر ہیں اور نہ اس وقت کا کمزور سا اور بے عمل مسلمان ہے۔

اہل مغرب کے لئے حقیقی خطرہ اسلام ہے۔ اسلام میں اللہ تعالیٰ نے بے پناہ طاقت رکھی ہے۔ اہل مغرب کے لئے حقیقی خطرہ نبی پاک ﷺ کی سیرت ہے۔ جس کے اندر ہر مسئلہ کا حل موجود ہے۔ اہل مغرب کے لئے حقیقی خطرہ وہ قرآن ہے جو آج سوا چودہ سو سال کے بعد بھی جس کے اندر وہی تاثیر موجود ہے۔

میرے اس جملے پر غور رکھئے گا کہ وہ پوری دنیا میں آسمانی تعلیمات کو محفوظ رکھنے والی من وعن محفوظ رکھنے والی واحد کتاب ہے۔

بائبل میں آسمانی تعلیمات من وعن محفوظ نہیں ہیں اس میں تحریف ہوچکی خلط ملط ہوچکا۔ قرآن وہ واحد آسمانی کتاب ہے جس میں کوئی تبدیلی، کوئی تغیر، کوئی تحریف نہیں ہوئی اس میں آسمانی تعلیمات من وعن محفوظ ہیں۔

آخر کار قرآن ہی کی طرف لوٹنا ہوگا

اگر دنیا میں بسنے والے انسانوں نے سارے مشوروں، سارے دستوروں، سارے نصابوں سے مایوس ہوکر کسی زمانے میں آسمانی کتابوں سے واپسی کا فیصلہ کیا اور میری بصیرت کہتی ہے میرا دل کہتا ہے کہ دنیا میں بسنے والے انسان یہ فیصلہ ضرور کریں گے کہ ہمیں اس کتاب کی طرف جانا چاہئے تو اگر کسی زمانے میں لوگوں نے اسلامی آسمانی کتاب کی طرف آنے کا فیصلہ کیا تو انہیں قرآن کے علاوہ کہیں بھی آسمانی تعلیمات محفوظ شکل میں نہیں ملیں گی۔ تو گویا کہ ان کو قرآن کی طرف واپس آنا ہوگا۔

کرنے کا اصل کام کیا ہے؟

اور بھئی ساتواں سوال جو کیا گیا ہے وہ یہ کہ کرنے کا اصل کام کیا ہے؟ ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ اس سلسلے میں میرے شیخ مفتی تقی عثمانی صاحب گزشتہ اتوار کو بہادر آباد میں تفصیلی بیان کر چکے ہیں کہ کس طریقے سے حکومتی سطح پر آواز اٹھانی چاہئے سیاسی سطح پر آواز اٹھانی چاہئے۔ اور گستاخی کرنے والے ممالک

ہالینڈ ہو یا ڈنمارک ان کی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنا چاہئے یہ بیان تو وہ کر چکے ۔میں جو آپ کو بیان کرنا چاہتا ہوں وہ صرف دو چیزیں ۔دو کام جو اصل کرنے کے ہیں ۔میرے نقطہ نظر میں ان اقدامات کی بھی تصدیق کرتا ہوں جو میرے شیخ پچھلے اتوار کو کر چکے ۔میں ان کی بھی تصدیق کرتا ہوں ۔لیکن ان کے ساتھ ساتھ دو کام مسلمان کے کرنے کے ہیں ۔

دو اہم کام

ایک کام تو مسلمان کے مسلمان بننے کا ہے ۔سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ خود مسلمان مسلمان بن جائیں، میں مسلمان بن جاؤں ۔آپ مسلمان بن جائیں صرف تقریروں کے نہیں ۔اپنے عمل، اخلاق اور کردار کو اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھالنا ضروری ہے ۔میں بہت زیادہ تو مغربی دنیا میں نہیں گیا ۔عالمی سطح پر نہیں گیا لیکن جہاں تک جانے کا موقع ملا ۔میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ دنیا میں اصل جو مقابلہ ہو گا وہ عقائد و نظریات کے بعد کردار و اخلاق کا ہو گا ۔یہ دیکھا جائے گا کہ کردار اور اخلاق میں کون زیادہ مضبوط ہے ۔

میرے بھائیو اور میری بہنو! ہمیں کردار، اخلاق اور اعمال کے اعتبار سے اپنے آپ کو صحیح مسلمان بنانا ہو گا اس کے بغیر ہم دنیا میں اسلام کا پیغام نہیں پہنچا سکتے اور دشمنان اسلام اور دشمنان نبی کا مقابلہ نہیں کر سکتے ۔

اور دوسرا جو کام کرنے کا ہے وہ دین کی دعوت اور تبلیغ کا ہے ۔

ہمیں قرآن کریم کی جو صحیح تعلیمات ہیں اور نبی اکرم ﷺ کی جو صحیح سیرت

ہے اسے پوری دنیا میں پھیلانا ہے اور بتانا ہے کہ اصل اسلام کیا ہے۔ قرآن کی تعلیمات کیا ہیں، اور حضور اکرم ﷺ کی سیرت کیا ہے۔

اکثر مسلمانوں کی زبوں حالی

یہ حقیقت ہے کہ غیر مسلم ممالک میں رہنے والے اکثر مسلمان ایسے ہیں جو قرآن کے بارے میں اسلام کے بارے میں جانتے ہی نہیں۔

میں نے عرض کیا ابتداء ہی میں قرآن اور اسلام کے بارے میں تو وہ کیا جانیں گے وہ عیسائیت کے بارے میں بھی نہیں جانتے۔ وہ یہودیت کے بارے میں بھی نہیں جانتے۔ وہ نہیں جانتے اللہ کیا ہیں؟ آخرت کا دن کیا ہے؟ وحی کیا ہے؟ نبوت کیا ہے؟ ایمان کیا ہے؟ ادب کیا ہے؟ حیا کیا ہے؟ شرم کیا ہے؟ غیرت کیا چیز ہوتی ہے؟ ان کو وہ جانتے ہی نہیں۔ یہ الفاظ اور یہ اصطلاحات ان کی ڈکشنری سے گویا نکل چکی ہیں۔ مدفون کر چکے ہیں، ہمیں ان کو بتلانا ہوگا۔ سب کو ایسا نہیں سمجھا جائیگا کہ ان سے نفرت کی جائے ایک ہی علاج ہے۔ نہیں! انہیں حقیقت کو سمجھانا ہوگا۔ بعض ہم میں سے ایسے ہیں جو حقیقت کو جان کر ہمارے جذبات کا لحاظ کرتے ہیں اور بعض ہم میں سے ایسے ہیں سب کی بات نہیں کر رہا۔

جوتوں پر لفظ "اللہ" لکھنے کی ایک عجیب وجہ

پچھلے دنوں ہمیں ایک ہفتہ ہانگ کانگ میں گزارنے کا موقعہ ملا۔

درس قرآن کی برکت سے جانے کا موقع ملا۔ بعض ساتھیوں نے بتایا کہ

دکانوں پر ایک جوتا آیا ہے جس پر لفظ اللہ لکھا ہوا ہے۔ ایک مسلمان جب جوتے پر لفظ اللہ دیکھے گا تو فوری طور پر اس کا جذبہ یہی ہوگا کہ اس نے لفظ اللہ کی توہین کے لئے ایسا کیا ہے۔

جبکہ وہیں کہ مسلمان نے مجھے بتایا کہ ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو نئے نئے آئیڈیے کی تلاش میں رہتے ہیں نئے نقش ونگار اور نئے ڈیزائن میں لگے رہتے ہیں۔

تو ان میں ایک بے وقوف ایسا بھی تھا کہ جس کو لفظ اللہ کا ڈیزائن اور یہ خطاطی بڑی پسند آئی۔ بڑا خوبصورت لگ رہا ہے۔ یعنی اس نے لفظ اللہ کو ایمانی اعتبار سے نہیں دیکھا۔ ایک آرٹس کی نظر سے دیکھا۔ ایک نقش و نگار بنانے والے کی نظر سے دیکھا۔ اس کو یہ بڑا خوبصورت دکھائی دیا کہ اگر یہ کپڑے پر یا جوتے پر پینٹ ہوجائے تو میرا کپڑا اور جوتا بہت بکے گا۔ اس نیت سے اس نے ایسا کیا۔

جب وہ دکانوں پر آیا اور ہم نے حکام بالا تک یہ آواز پہنچائی۔ کہ اس طرح لفظ اللہ کا جوتے پر آنا یہ ہمارے جذبات کی توہین ہے۔ اللہ کا معنی کیا ہے اس کا ادب کیا ہے۔ مسلمانوں کے اس کے بارے میں جذبات کیا ہیں۔

جب ہم نے ان تک آواز پہنچائی تو صرف ۱۲ گھنٹے کے اندر اندر پورے ہانگ کانگ سے وہ جوتا اٹھایا گیا جس پر لفظ اللہ لکھا ہوا تھا۔

تو کم از کم ان تک اپنی بات، اپنے جذبات، حقیقت کو پہنچانے کی کوشش کریں۔ اور یہ تو بالکل ہی غلط ہے کہ ہم اپنی ہی دکانوں کو آگ لگانا شروع

کر دیں اپنی گاڑیوں کو آگ لگانا اور اپنے ہی شاہراہوں کو بلاک کر دیں۔ اور یہ اعلان کریں کہ ہم ہالینڈ اور ڈنمارک کے گستاخوں کو سزا دے رہے ہیں۔ اپنی دکانوں کو آگ لگا کر اپنی گاڑیوں اور اپنی جائیدادیں جلا کر اپنے مسلمان بھائیوں کو زندہ جلا کر ہم ان گستاخوں کو سزا دے رہے ہیں۔

خدارا! کچھ حقیقت کو سمجھئے ہر چیز کو جذبات کے ترازو میں نہ تولیں۔ کچھ حقیقت کو بھی ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

ایک اور مثال

اسی طریقے سے ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ مجھے وہاں کے ساتھیوں نے بتایا کہ یہاں پر ایک دکاندار نے دکان بنائی اور اس نے ایسا کیا کہ فرش پر جو ماربل لگایا جو ٹائلیں لگائیں۔ تو اس پر ہر مذہب کی جو نمایاں علامات ہیں جو ان کو تحفظ دینے والی علامات ہیں وہ ان ٹائیلوں پر بنائیں۔ نقش و نگار کی صورت میں بنائیں۔ عیسائیوں کی بھی تھیں، ہندوؤں کی بھی تھیں، بت مذہب والوں کی بھی تھیں اور مسلمانوں کی بھی تھیں۔ اس میں بیت اللہ بھی تھا روضہ اطہر بھی تھا یہ ساری چیزیں ان ٹائلوں کے اوپر تھیں۔

اب اس نے اپنے خیال میں ایک ایسا کام اپنی دکان میں کیا جو کسی دکان میں بھی نہیں تھا۔ کہ سارے مذہبی نمایاں علامات وہ اس نے ٹائلوں پر بنوائیں۔

اب اس کو پتہ ہی نہیں کہ توہین ہوتی ہے نیچے بیت اللہ کی تصویر ہے روضہ

رسول اللہ ﷺ کی توہین ہوتی ہے۔ وہ جانتا ہی نہیں ادب کیا ہے؟ احترام کیا ہے۔ وہ تو حضرت مریم علیہا السلام کی تصویر پر بھی جوتی رکھنے کو توہین سمجھتے ہیں تو کعبہ پر جوتی رکھنے کو توہین کیا سمجھیں گے۔

لیکن الحمد للہ! مسلمانوں نے جب دیکھا تو پولیس کو متوجہ کیا کہ یہ مذہبی علامات کی توہین ہمارے جذبات کو مجروح کرتی ہے۔ لہٰذا جب ان کو سمجھایا گیا تو اس نے فوری طور پر اس دکان دار کو اپنا پورا فرش توڑنے کا اور دوسری ٹائلیں لگانے کا حکم دے دیا۔

تو کچھ لوگ ایسے بھی ہیں ہر ایک ایسا نہیں ہے کہ ہم صرف نفرت کے ذریعے سے اس کو سیدھا کرنے کی کوشش کرتے۔

کچھ ایسے بھی ہیں جن کو محبت کے ذریعے سے ان کو سمجھا کر اپنے قریب کیا جاسکتا ہے۔ اور بھائیو! آخری بات کہہ کر بات کو ختم کررہا ہوں۔

دوسرے کے اوپر تنقید کرنے سے پہلے اپنے اوپر تنقید کرنا ضروری ہے۔ ہم اللہ کی کتاب کا اللہ کا اور رسول اللہ ﷺ کا کتنا احترام کرتے ہیں اور کتنا اکرام کرتے ہیں۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

کیا قرآن آسان ہے؟

ازافادات

داعیٔ قرآن، مفسرِ قرآن

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ

جمع وترتیب

مولانا اشفاق احمد

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

مکتبہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

- ......قرآن کے آسان ہونے کا مطلب کیا ہے؟
- ......کیا قرآن ہر اعتبار سے آسان ہے؟
- ......وقت کی نزاکت اور کرنے کا اصل کام کیا ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۱۷﴾

(سورۃ القمر آیت ۱۷، پ ۲۷)

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ

میرے محترم بزرگو، دوستو! ماؤں بہنو اور بیٹیو!

یہ سورۃ القمر کی آیت نمبر ۱۷ ہے اور یہ اس سورت میں چار مرتبہ آئی ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۱۷﴾

اور ہم نے قرآن کو آسان کر دیا نصیحت حاصل کرنے کے لئے، یاد کرنے

کے لئے، سمجھنے کے لئے، یہ سارے معانی کئے گئے فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ تو کوئی ہے نصیحت حاصل کرنے والا؟ کوئی ہے اسے یاد کرنے والا؟ کوئی ہے اسے سمجھنے والا؟

میں نے عرض کیا کہ تین معنی کئے گئے۔ یاد کرنے کے لئے آسان، سمجھنے کے لئے آسان، نصیحت کے لئے آسان۔

قرآن کے آسان ہونے کا مطلب

قرآن کے آسان ہونے کا ایک مطلب تو یہ کہ قرآن کا یاد کرنا بڑا آسان۔ یہ قرآن کا اعجاز ہے۔ قرآن کا معجزہ ہونے کے مختلف پہلو ہیں۔ علماء نے مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ ہمارے ذہن میں یہ ہے کہ قرآن کی صرف زبان معجزہ ہے۔ یہ فصاحت کے اعتبار سے معجزہ ہے، بلاغت کے اعتبار سے معجزہ ہے۔ قرآن کئی اعتبار سے معجزہ ہے۔ قرآن کے معجزے ہونے کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اس کا یاد کرنا بڑا آسان ہے۔ ایک چھوٹا سا معصوم بچہ جو اپنی مادری زبان میں دس بیس صفحے کا ایک رسالہ یاد نہیں کرسکتا اتنی بڑی کتاب اپنے سینے میں محفوظ کر لیتا ہے۔

بڑی نزاکتوں کے ساتھ قرآن کا حفظ

اور کتنی نزاکتوں کے ساتھ ۳۰ پارے اور ۶ ہزار سے زیادہ آیتیں ایک ترتیب کہ یہاں سورت ختم ہوتی ہے، یہاں رکوع ختم ہوتا ہے، یہاں آیت ختم ہوتی ہے، یہاں غنہ ہے، یہاں مد ہے، یہاں زبر یہاں زیر ہے، یہاں پیش

ہے یہاں اخفاء ہے، یہاں اظہار ہے، یہاں قلقلہ ہے، یہاں ادغام ہے، یہاں اشمام ہے۔ تجوید و قراءت کے نامعلوم کتنے قواعد ہیں ۔ ایک بچہ پورا قرآن ان نزاکتوں کے ساتھ اپنے سینے میں محفوظ کرلیتا ہے۔ بلکہ ایک نابینا بچہ کتنے ہی نابینا بچے ہیں قرآن کو یاد کرلیتے ہیں ہم لوگوں نے تو ہر نابینا کا نام ہی حافظ جی رکھ دیا ہے۔لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہر نابینا حافظ ہوتا ہے۔

بعض لوگوں کا غلط تصور

اور ایک تصور بعض لوگوں کے ذہن میں یہ بھی ہے کہ شاید حافظ صرف نابینا ہی ہوتے ہیں ۔ ایسے لوگ بھی ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ مدرسوں میں صرف یتیم معذور اور نابینا پڑھتے ہیں ۔انہیں قرآن یاد ہوتا ہے۔

محبتِ قرآن کا عام ہونا

اللہ نے قرآن کی محبت کو اتنا عام کیا کہ آج وڈیروں کے بیٹے ،سرمایہ داروں کے بیٹے ایک نابینا حافظ کے سامنے منت سماجت کر کے قرآن یاد کررہے ہیں ۔ اللہ بھیج رہا ہے۔ اللہ قرآن کے حفظ کو اور قرآن کے علم کو عام کررہا ہے۔ اللہ دلوں میں ڈال رہا ہے۔ بڑے لوگ قرآن کی عظمت کو دلوں سے نکالنا چاہتے ہیں اور اللہ قرآن کو دلوں میں ڈالنا چاہتا ہے۔ اور ہوگا وہی جو اللہ چاہے گا۔ میں نے اپنی نظروں سے الحمد للہ ٦ سال کا بچہ اور ٦ سال کی بچی دیکھی جنہوں نے قرآن حفظ کیا۔ اور ایسے حافظ بچے اور بچیاں جن کو الحمد سے لے کر والناس تک بھی قرآن یاد اور ادھر سے لے کر ادھر تک یعنی الٹا بھی

قرآن پورا یاد ہے۔ کئی دفعہ میں ساتھیوں سے پوچھتا ہوں بہت سارے ساتھیوں کو صرف سورۃ الاخلاص ہی یاد ہے۔ قل ھو اللہ پڑھتے ہیں پورا دن پڑھتے ہیں، ۱۰۰ بار پڑھ لیتے ہوں گے لیکن میں پوچھتا ہوں کہ ولم یکن لہ کفواً احد سے پہلے کون سی آیت ہے تو سوچنے لگتے ہیں یاد نہیں آتا لیکن خدا کی قسم! میں نے خود ایسے بچے اور بچیوں کا امتحان لیا، بعض کا خود سنا بعض کے بارے میں خبر ملی کہ انھیں پورے کا پورا قرآن الٹا بھی یاد ہے۔ جہاں سے چاہا سنا۔ ان سے کہا سورۃ یوسف الٹی سناؤ، پڑھنا شروع کر دیا۔ سورۃ ھود الٹی سناؤ، سنانا شروع کر دی اور چھوٹے بچے تو آپ نے حافظ دیکھے ہوں گے۔ کچھ عرصہ پہلے ایک مدرسہ میں حفظ کی تقریب میں مجھے بلایا گیا تو بچوں کی دستار بندی ہوئی، تو آپ یقین فرمائیں کے ان بچوں کہ ساتھ ایک ۶۰ سال کا بوڑھا بھی تھا۔ جس نے ساٹھ سال کی عمر میں قرآن حفظ کیا۔ ملازمت سے ریٹائرڈ ہونے کے بعد اللہ نے ذل میں ڈالا اور اس نے قرآن حفظ کرلیا۔ تو آسان ہونے کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ اسے یاد کرنا بڑا آسان اور یہ حقیقت ہے کہ دنیا کی کسی کتاب کا اس طرح یاد کرنا اتنا آسان نہیں ہے الحمدللہ! میں ٹوٹا پھوٹا ناقص سا حافظ ہوں لیکن یقین کریں بعض اوقات تمام اردو کے اشعار اور دوسری زبانوں کے اشعار یاد کرنے کی کوشش کی یاد ہوتے نہیں اور الحمدللہ! قرآن یاد ہے تو یہ قرآن کا اعجاز ہے۔

قرآن کے آسان ہونے کا دوسرا مطلب

یہ ہے کہ قرآن سے نصیحت حاصل کرنا بڑا آسان ہے۔ انسان دن رات

کائنات کے مظاہر کو دیکھتا ہے، سورج کو ڈوبتے ہوئے دیکھتا ہے، چاند کو طلوع ہوتے ہوئے دیکھتا ہے، ستاروں کو چمکتے ہوئے دیکھتا ہے، اور پھولوں کو چٹکتے ہوئے دیکھتا ہے، پرندوں کو چہکتے ہوئے دیکھتا ہے، اور چشموں کو رواں دواں دیکھتا ہے۔ لیکن ان کے صانع اور مالک کی طرف متوجہ نہیں ہوتا، لیکن جب قرآن پڑھتا ہے، قرآن اپنی چیزوں کا ذکر کرتا ہے، رات اور دن کا ذکر کرتا ہے، سردی اور گرمی کا ذکر کرتا ہے، بہار اور خزاں کا ذکر کرتا ہے، بلندی اور پستی کا ذکر کرتا ہے، زمین اور آسمان کا ذکر کرتا ہے، سورج اور چاند کا ذکر کرتا ہے اور ان کے ذکر سے انسان کے ذہن کو ان کے بنانے والے کی طرف متوجہ کر دیتا ہے۔

أَفَلَا يَنظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ﴿١٧﴾

ارے! کیا نہیں دیکھتے اونٹ کی طرف، کیسے پیدا کیا گیا۔ آسمان کی طرف، کیسے بلندی عطا کی گئی، پہاڑوں کی طرف، کیسے ان کو جماؤ عطا کیا گیا۔ اور زمین کو کیسے بچھایا گیا۔

اب ان چیزوں کو ہم دن رات دیکھتے ہیں لیکن قرآن جب ان چیزوں کا ذکر کرتا ہے تو اللہ کی طرف متوجہ کر دیتا ہے۔ انسان کو معرفت کا نور عطا کر دیتا ہے۔ تو قرآن سے نصیحت حاصل کرنا آسان، قرآن قوموں کا ذکر کرتا ہے، نیک لوگوں کا بھی، برے لوگوں کا بھی، اپنے انبیاء کا بھی اللہ ذکر کرتا ہے اور اپنے مخالفین کا بھی ذکر کرتا ہے اور ان کا انجام بتاتا ہے، ان سب چیزوں کے ذکر سے نصیحت حاصل کرنا بڑا آسان ہے۔

قرآن کے آسان ہونے کا تیسرا مطلب

یہ ہے کہ قرآن کی جو تعلیمات ہیں وہ بڑی آسان۔ قرآن جو حقائق بیان کرتا ہے وہ فلسفے کی طرح مشکل نہیں ہیں بلکہ بالکل واضح۔ اور ان پر عمل کرنا بھی کوئی دشوار نہیں۔ قرآن کہتا ہے، غریبوں، یتیموں، بیواؤں پر خرچ کرو۔ قرآن کہتا ہے وعدہ پورا کرو۔ قرآن کہتا ہے روزے رکھو، قرآن کہتا ہے بدکاری سے بچو، قرآن کہتا ہے شراب کے قریب بھی نہ جاؤ۔ ان میں سے کونسا حکم ایسا ہے جو مشکل ہے اور کون سا حکم ایسا ہے جو انسانی فطرت کے مطابق نہیں ہے، انسانی فطرت کی آواز نہیں ہے۔ قرآن انسانی فطرت کی آواز ہے۔ قرآن وہ کچھ بیان کرتا ہے جو سب کچھ پہلے سے انسان کی فطرت کے اندر موجود ہے۔ لیکن انسان اس کو بھول جاتا ہے۔ قرآن یاد کرادیتا ہے قرآن فطرت کی آواز ہے۔ اور یاد رکھیں کہ فطرت کی آواز کو نہیں دبایا جاسکتا، نہ ایٹم بموں سے اور نہ طاقت سے، نہ امریکہ دباسکتا ہے اور نہ فرانس۔ دنیا کی کوئی مادی طاقت فطرت کی اس آواز کو نہیں دباسکتی۔ فطرت کی آواز اوپر آ کر رہے گی ان شاء اللہ!۔

تو قرآن کے آسان ہونے کا ایک مطلب یہ کہ اس کی تعلیمات بہت آسان ہیں۔

سنگین مغالطہ

قرآن کے آسان ہونے کا ایک تیسرا مطلب بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ

قرآن کا مطالعہ کر کے، اردو کی تفسیروں سے، انگریزی کی تفسیروں سے یا عربی کی تفسیروں سے ہر شخص مفسر بن سکتا ہے، مفتی بن سکتا ہے، مجتہد بن سکتا ہے اور مسائل اور احکام کا استنباط کر سکتا ہے۔ یہ مطلب قطعاً غلط ہے اور آج اس آیت کو پڑھ کر یہی غلط مطلب بیان کیا جاتا ہے، مشہور قول ہے۔

كَلِمَةُ حَقٍّ أُرِيْدَ بِهَا الْبَاطِلُ

یہ جو کہتے ہیں

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿١٧﴾

یہ کلام یہ بات تو حق ہے لیکن لوگ اس کا مطلب غلط بیان کرتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ قرآن پر مولوی کی اجارہ داری تھوڑی ہے جو چاہے قرآن کو سمجھ سکتا ہے اللہ کہتا ہے

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿١٧﴾

عجیب بات ہے بغیر استاد کی شاگردی اختیار کرے اور بغیر کسی درسگاہ میں داخلہ لئے کوئی شخص کسی کو ڈاکٹر تسلیم نہیں کرتا، کہتے ہیں جعلی ڈاکٹر ہیں اور لٹیرے ہیں اور ڈاکو ہیں حالانکہ وہ ماہر ہیں۔ مگر اس کے پاس ڈگری نہیں ہے کوئی اس کو ڈاکٹر نہیں جانتا، کوئی سائنسدان نہیں مانتا اور کوئی انجینئر نہیں مانتا۔ لیکن قرآن اتنا مظلوم ہے کہ جو چاہے ترجمے سے قرآن کا مطالعہ کر کے مفسر بن کے بیٹھ جائے، مفتی بن کر بیٹھ جائے، مجتہد بن کر بیٹھ جائے۔

مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کی فکر انگیز بات

مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وہ بات یاد آتی ہے ضیاء الحق صاحب کے دور

میں کانفرنس ہوئی تو اس میں اجتہاد کی بحث چھڑی تمام شرکاء کانفرس نے اجتہاد پر بڑا زور دیا۔ اجتہاد کرنا چاہئے اس کے بغیر ہمارے مسائل حل نہیں ہو سکتے ۔مفتی صاحب نے آخر مین فرمایا کہ بھائی! علماء نے اجتہاد کے لئے بہت سی شرائط رکھی ہیں۔لیکن اس وقت میں ساری شرائط کو نظر انداز کرتا ہوں صرف ایک شرط لگاتا ہوں کم از کم قرآن سے اجتہاد کرنے کیلئے صحیح تلفظ کیساتھ قرآن پڑھنا تو آپ حضرات ضروری سمجھتے ہوں گے۔ کہنے لگے جی یہ تو ہم ضروری سمجھتے ہیں تو پھر پوچھا؛ کہ آپ میں سے کون کون سے صاحب ایسے ہیں جو صحیح تلفظ کے ساتھ قرآن پڑھ سکتے ہیں،تو سارے مجتہدین کے سر شرمندگی سے نیچے جھک گئے کہ ہم اجتہاد تو کر سکتے ہیں لیکن صحیح تلفظ کے ساتھ تو ہم کو قرآن پڑھنا نہیں آتا۔تو قرآن اتنی مظلوم کتاب تو نہیں ہے۔

ایک اور بڑا المیہ

میرے بزرگو اور دوستو! ظلم وہ بھی کرتے ہیں جو چند تفسیر پڑھ کر اپنے آپ کو مجتہد سمجھنے لگتے ہیں وہ جو کہتے ہیں ناں کہ چوہے کی دم کو تھوڑی سی ہلدی لگ گئی تو وہ پنساری بن کر بیٹھ گیا۔دم کو ہلدی لگ گئی پنساری بن کر بیٹھ گیا کہ جو چاہے یہاں سے لے لو۔تو وہ بھی ظلم کرتے ہیں کہ جو چند تفسیروں کا مطالعہ کرکے اپنے آپ کو مجتہد سمجھنے لگتے ہیں، وہ بھی ظلم کرتے ہیں جو قرآن سے نصیحت حاصل نہیں کرتے۔ان کا ذہن ہر جگہ چلتا ہے بڑی بڑی ڈگریاں ملک کی بیرون ملک کی وہ حاصل کر لیتے ہیں، لیکن قرآن کا ترجمہ پڑھنے کی توفیق

نہیں ہوتی دس دس گھنٹے سولہ سولہ گھنٹے وہ انگریزی تعلیم کیلئے لگا سکتے ہیں، لیکن ایک گھنٹہ قرآن کیلئے نہیں لگا سکتے۔ قرآن سے نصیحت حاصل نہیں کرتے۔ ہم میں سے کتنے ہیں جن کو نماز پڑھتے ہوئے پچاس سال ہو گئے لیکن ابھی تک انہوں نے نماز کا ترجمہ نہ سیکھا۔

قرآن ہر اعتبار سے آسان ہے

کیا بہت مشکل کام ہے قرآن کا ترجمہ پڑھنا اور قرآن سے نصیحت حاصل کرنا اور ہم نے یہ بھی ترک کر رکھا ہے۔

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿١٧﴾

تحقیق ہم نے قران کو سمجھنے کے لئے آسان کر دیا۔ کیا کوئی ہے سمجھنے والا۔

اللہ بار بار سوال کر رہے ہیں۔۔۔ ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لئے آسان کر دیا، ہے کوئی سمجھنے والا۔ ہم نے قران کو مشکل بنا رکھا ہے اور اللہ کہتا ہے۔ یاد کرنے کے لئے آسان، پڑھنے کے لئے آسان اور سمجھنے کے لئے آسان۔ اسّی اسّی سال کے بوڑھے بعض اوقات دوسری زبان کا ایک لفظ بھی صحیح نہیں بول سکتے۔ انگلش کا آپ ان کو کوئی لفظ سکھانا چاہیں، کوشش کریں تب بھی ان کا تلفظ صحیح نہیں ہوگا۔ لیکن اسّی سال کی عمر میں اس نے قرآن پڑھنا شروع کر دیا۔ ناظرہ قرآن پاک صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھ رہا ہے۔ اللہ نے پڑھنے کے لئے آسان کر دیا۔ اللہ نے یاد کرنے کے لئے آسان کر دیا۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کے سینوں میں محفوظ، نابیناؤں کے سینوں میں محفوظ، بوڑھوں

کے سینوں میں محفوظ، عورتوں کے سینوں میں محفوظ، تو اللہ بار بار پوچھتا ہے ہے کوئی سمجھنے والا؟

قرآن فہمی کی ضرورت

میرے بزرگو اور دوستو! اور میری ماؤں، بہنو اور بیٹیو! قرآن کو سمجھنے کے لئے کچھ وقت نکالیں۔ چوبیں گھنٹے کی زندگی میں سے کچھ وقت قرآن کے لئے ضرور نکالیں۔ ایک تو قرآن کا مطالعہ اور قرآن کی تلاوت ضرور کریں اور دوسرا نبی اکرم ﷺ کی سیرت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حالات کا مطالعہ کریں ایمان تازہ ہوگا۔ آج جب کہ خانقاہوں میں راکھ اڑ رہی ہے، چراغ بجھ گیا، بتیاں گل ہوگئیں، خانقاہیں نظر نہیں آتیں، الا ماشاء اللہ اور انسان وہ انسان ہے جو ہدایت کا طالب ہوتا ہے، وہ ترستا ہے، تڑپتا ہے کہ اے اللہ! کوئی ایسی مجلس جہاں میرا ایمان تازہ ہو۔ میرے دل اور دماغ پر چھایا ہوا زنگ دور ہو جائے۔ میرے اندر ایمان کی حرارت اور روشنی پیدا ہو۔ اور ایمان کی چنگاریاں جو گناہوں کی راکھ میں دبی ہوئی ہیں وہ ابھر آئیں۔ حرارت میں آجائیں۔ میرے سینے کی انگیٹھی گرم ہو جائے مجھے اللہ سے محبت ہو جائے۔ اللہ کے رسول سے محبت ہو جائے، صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبت ہو جائے۔ نیکی کی امنگ پیدا ہو، اللہ کے سامنے سر جھکانے کو دل چاہے، مجبور ہو جاؤں، دل مجبور کر دے، اللہ ایسی صورت بن جائے۔ تو جنہیں ایسی مجلسیں میسر نہیں ہیں میں انہیں خیر خواہی کے ساتھ مشورہ دیتا ہوں، ادب اور

احترام کے ساتھ، عظمت کو ملحوظ رکھتے ہوئے قرآن کی تلاوت کریں اور قرآن کو سمجھنے کی کوشش کریں، حضور ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کریں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات کا مطالعہ کریں، ان شاء اللہ ایمان تازہ ہوگا۔

وقت کی نزاکت اور کرنے کا اصل کام

اور جان لیجئے! وقت بہت نازک ہے، دینداروں کے لئے خاص طور پر، وقت بڑا نازک ہے، ہوسکتا ہے کہ میں وہمی قسم کا آدمی ہوں اور ہوسکتا ہے کہ میرے خیالات غلط ہوں۔ ہوسکتا ہے میرے اندیشے غلط ہوں۔ لیکن نظر آتا ہے کہ آنے والا وقت اہل علم کے لئے، علماء کے لئے اور اہل دین کے لئے ذرا کٹھن سا وقت ہوگا۔ دن جوں جوں گزر رہے ہیں یہ چیز واضح ہوتی جارہی ہے، اور اللہ کے نبی ﷺ کے اس فرمان کو شاید ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ میری سنت پر اور دین پر چلنا ایسا مشکل ہوجائے گا، جیسے ہاتھ پر انگارہ رکھنا بڑی سخت تحریکات اٹھائی جارہی ہیں اور ان کے مقابلے میں ہم کچھ نہیں کررہے اور کرنے کا سب سے اہم کام وہ قرآن کی اشاعت ہے۔ یہ بھی جان لیجئے! یہ قصے کہانیاں نہیں چلیں گی، قصے کہانیوں پر مشتمل تقریریں نہیں چلیں گی، وعظ نہیں چلیں گے۔ سب بیکار، سب فضول، آنکھیں کھلتی جاتی ہیں، ذہن وسیع ہوتے چلے جاتے ہیں، علم کا دور ہے، اس علم کے دور میں اس علم کے خزانے کو ہی عام کرنا ہوگا۔ قصے کہانیوں سے کام نہیں چلے گا۔ قرآن کو عام کرنا ہوگا۔ قرآن کی محبت رکھنے والوں اور دین سے محبت رکھنے والوں کی یہ

ذمہ داری ہے۔ وہ اپنے اپنے حلقے میں اپنی اپنی طاقت اور اپنی اپنی بساط اور وسائل کے مطابق قرآن کے پیغام کو پھیلائیں اور اس کو عام کریں اور ہم نے قرآن کو عام نہ کیا تو ایسے لوگ اٹھ رہے ہیں قرآن کی محبت کے دعوے کرنے والے اور قرآن کی اشاعت کا عزم رکھنے والے۔ جن کے خیالات مغرب سے درآمد شدہ ہیں، وہ پھر قرآن کو اپنے انداز میں بیان کریں گے۔ اور انہیں بیان کرنے سے کوئی نہیں روک سکے گا۔ اگر ہم نے خلاء چھوڑا تو وہ اس خلاء کو پُر کر دیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو پیغام قرآن کو عام کرنے اور صدق و اخلاص کے ساتھ قرآنی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ
پھر ہم نے اپنی کتاب کا وارث بنایا اپنے بندوں میں سے اُن لوگوں کو جن کو ہم نے چُن لیا

دردِ دل اور سالہا سال کے تجربات کا نچوڑ

درسِ قرآن

کیوں اور کیسے؟

ازافادات

داعی قرآن، مفسرِ قرآن

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ

جمع وترتیب

مولانا اشفاق احمد

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

مکتبہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

4/491 شاہ فیصل کالونی کراچی

Tel: 021-34594144 Cell: 0334-3432345

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ

پوری دنیا میں انٹرنیٹ پر سُنے جانے والے دروسِ قرآن کا مجموعہ

آسان درسِ قرآن

ازافادات

داعیِ قرآن، مُفسّرِ قرآن

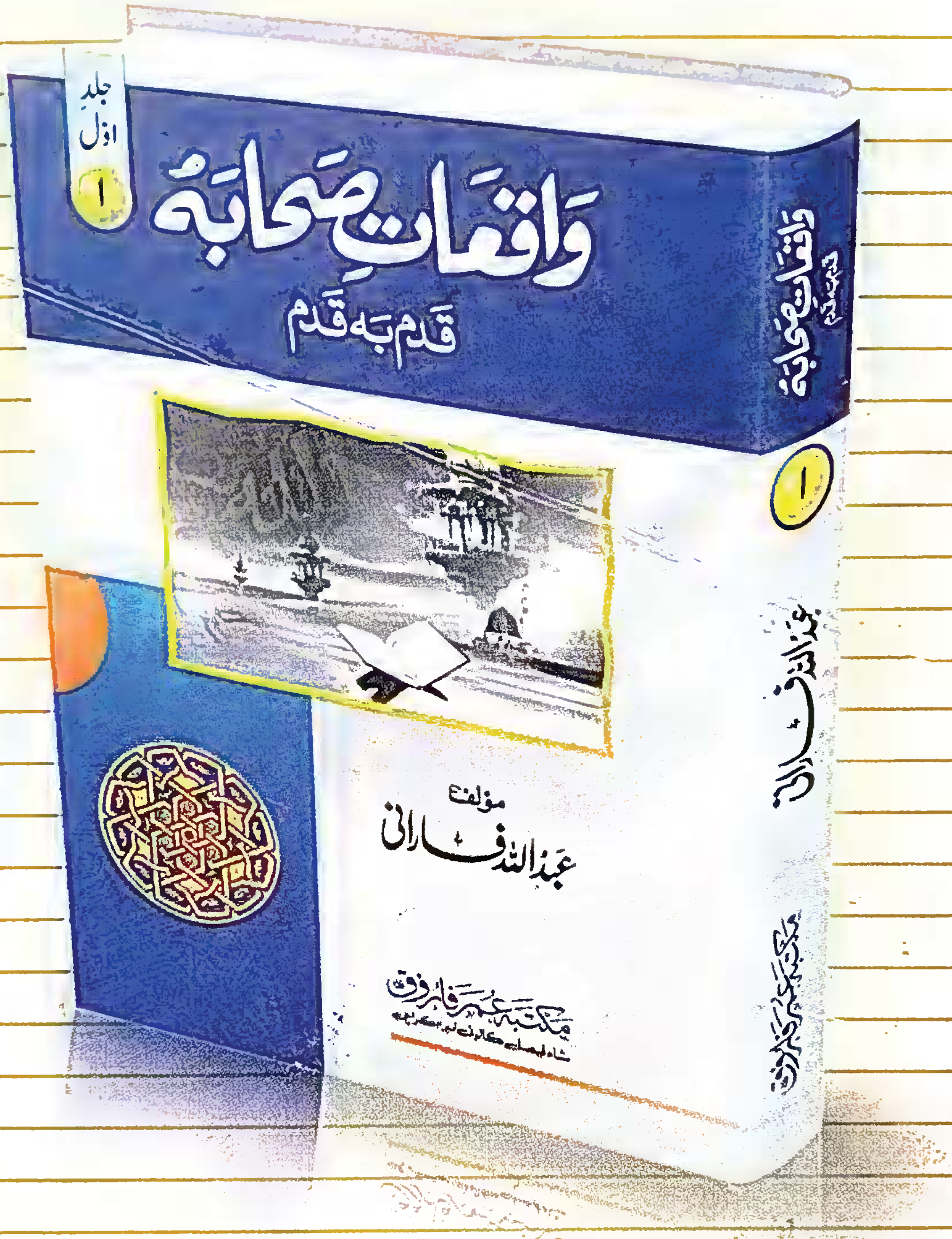
حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری مدظلہ العالی

جمع و ترتیب

مولانا اشفاق احمد

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

مکتبہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ



مکتبہ عمر فاروق
4/491 شاہ فیصل کالونی کراچی
Tel: 021-34604566 Cell: 0334-3432345
Designed & Printed by: Luminar Graphics Ph: 021 32727728